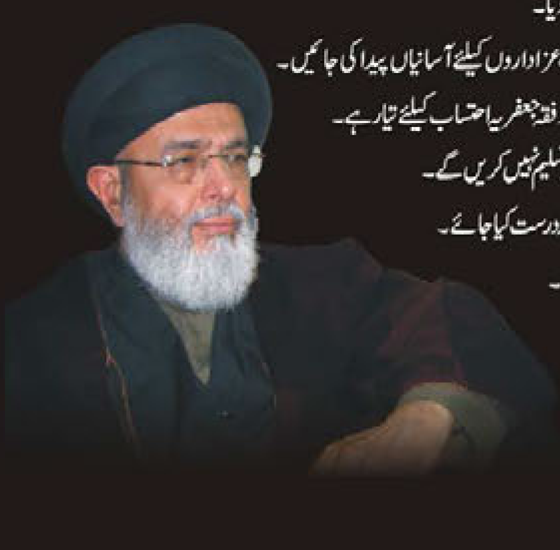

قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی موسوی نے محرم الحرام کیلئے 14 نکاتی ضابطہ عزاداری کا اعلان کر دیا۔

حکومتی کنٹرول روم کو ملک بھر میں قائم TNFJ محرم کمیٹی عزاداری سیل کے ساتھ مربوط کیا جائے، عزاداروں کیلئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔

دینی سیاسی جماعتوں کی بیرونی امداد بند، اثاثوں کی پڑتال کی جائے سب سے پہلے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ احتساب کیلئے تیار ہے۔

اگر سیاستدانوں حفاظ نعت خوانوں پر پابندی نہیں تو ذاکرین پر کیوں؟ کسی غیر آئینی پابندی کو تسلیم نہیں کریں گے۔

مسئلہ کشمیر میں بھارت کی ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی کوتاہیاں بھی شامل ہیں خارجہ پالیسی کا قبلہ درست کیا جائے۔

سب پر لازم ہے کہ فوج کی پشت پناہی کریں نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

عزاداری ہماری شہ رگ وزندگی ہے رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔

قائد ملت جعفریہ
آغا سید حامد علی شاہ موسوی النجفی

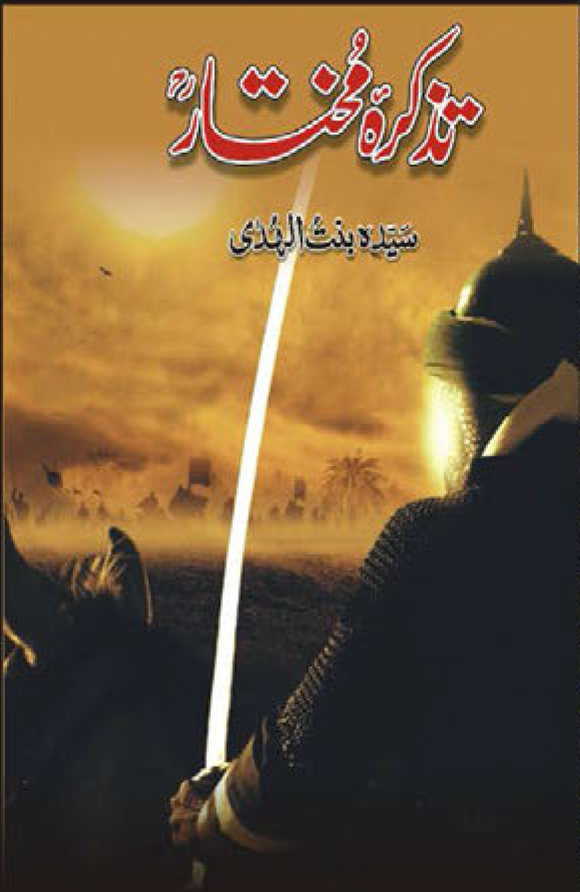

"تذکرہ مختار" کو دیکھ کر آیۃ اللہ سید محمد باقر الصدرؒ کی علم پرور شہیدہ بہن بنت الھدیٰ کی دل نشین اور حوصلہ آفرین تحریریں یاد آجاتی ہیں۔ منتظم حقیقی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے ظہور پرنور سے پہلے زمینہ سازی کیلئے اس قسم کا فکری اور قلمی جہاد نصرت دین میں شمار ہوتا ہے جو عین عبادت ہے۔

علامہ آغا عبدالحسن سرحدی

تذکرہ مختار حالات کی ضرورت بھی ہے اور بے ضمیر قلم فروشوں کے منہ پر طمانچہ بھی تاریخ سے آگاہی کے شوقین اور حق و باطل میں تمیز کرنے والوں کیلئے یہ ایک موثر کتاب ہے۔

علامہ ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی

تذکرہ مختار صرف کتاب ہی نہیں بلکہ اس مرد جری کی للکار ہے
جس نے یزیدان عصر کو آج بھی خوفزدہ اور لرزاں رکھا ہے۔

علامہ قمر حیدر زیدی

تذکرہ مختار کا ہر گھر میں ہونا ایسا ہی ہے جیسے فقہی مسائل کیلئے ہم گھروں میں توضیح المسائل، تحفۃ العوام اور دعاؤں کیلئے مفاتیح الجنان کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

علامہ سید محسن علی ہمدانی الحسینی

8 محرم الحرام

تاریخی سالانہ

مجلس عزا

بوقت 10 بجے دن

وجلوس علم و ذوالجناح

مرکزی امام بارگاہ جامعۃ المرتضیٰ G-9/4 اسلام آباد سے
برآمد ہو کر جامعہ الصادق اسلام آباد پر اختتام پذیر ہوگا

زیر انتظام

خانوادہ موسویان

6 ربیع الاول
سالانہ پرسہ داری ماتمی احتجاجی جلوس باب فضہؑ
بوقت 1 بجے دن

بمقام **جامعۃ المرتضیٰ اسلام آباد**

برائے رابطہ 0300-8351472, 0300-9887212

www.tnfj.org.pk, www.walayat.net, www.tnfj.org.uk, twitter: @tnfjorg

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد

وآل محمد

کنٹرول روم محرم کمیٹی عزاداری سیل تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان

مرکزی کنٹرول روم

کرنل (ر) سید سخاوت کاظمی، میجر (ر) باقر بخاری، علامہ حیدر، بوعلی مہدی، قاسم الحسینی، حاجی مختار شاہ، اجمل نقوی، ایم اے بلوچ، سید محمد علی بخاری

051-4410180/4570699/5876402/0345-5291412/0333-5384663

کنٹرول روم فیڈرل ایریا اسلام آباد

علامہ راجہ بشارت امامی 0333-5188388 — علامہ گفتار حسین صادقی 0334-0121272 — راجہ ذوالفقار علی 0300-5589654

پروفیسر غلام عباس حیدری 0333-5210570 — علامہ سید اخلاق کاظمی 0300-5135639 — سید نعیم کاظمی 0300-5106010

کنٹرول روم صوبہ پنجاب

علامہ حسین مقدسی 0307-5141272 — چوہدری لعل خان 0321-6203828 — سید ظفر عباس نقوی 0300-6789044

علامہ قمر موسوی 0300-6163934 — میثم تمار جعفری 0300-5278984 — سید وجیہ الحسن کاظمی 0321-4005818

علامہ رائے مزمل حسین 0300-4742996

کنٹرول روم صوبہ سندھ

علامہ وقار حسن تقوی 0300-2561305 — عمار یاسر 0300-9245379 — زوار جاوید علی مٹھانی 0345-8229338

ملک مظہر عباس 0300-2381581 — قاضی غلام رضا حیدری- 0332 2515407 — ڈاکٹر ثاقب کاظمی 0333-2976202

سید ابوالحسنین زیدی 0345.3866106 — برکت جعفری 0300-3414101

کنٹرول روم صوبہ خیبر پختونخوا

سردار ابوالحسن قزلباش 0315-5879599 — زیڈ اے جمیل 0334-9171463 — عباس علی کیانی 0311-1286868

حاجی امتیاز بنگش 0306-8554044 — سید طاہری شاہ 0301-5616487 — سید اسلم حسین شاہ 0332-0683339

نذر حسین خان جدون 0321-5650083

کنٹرول روم صوبہ بلوچستان

سردار طارق احمد جعفری 0300-2141272 — علی مبین ہزارہ 0347-8120824 — فدا حسین ہزارہ 0300-3883224

حاجی منور چنگیزی 0300-3885225 — کاظم علی ہزارہ 0345-8370064 — غلام حسین، 0344-8266626

کنٹرول روم آزاد کشمیر

سید ساجد حسین کاظمی 0334-5897912 — ڈاکٹر ذاکر کاظمی 0346-5161272 — ارشاد نقوی 0321-9682611

سید مختار زیدی 0301-5534389 — عمران سبزواری 0334-5966110

اسد علی خان بن اصغر خان الحسینی 0343-5444333 — سبطین جعفری 0334-5321981

کنٹرول روم گلگت وبلتستان

علامہ حاجی ابوالحسین کاظمی 0333-5136260 — علامہ محمد علی حسینی 0344-5442863 — آغا سید علی موسوی اسکندر آبادی 05831-2514

اخوند غلام محمد اموئی 5831-54601-0355-5277411

لیگل کمیٹی برائے معاونت امور عزاداری رابطہ نمبر: 0300.9887212/0300.8351472

بیرون ملک نمائندگان:

امریکہ طاہری شاہ عامر کاظمی، تسنیم عباس، کرار حیدر نقوی، چوہدری عباس، انگلینڈ ڈاکٹر ایس زیڈ نقوی، ناصر عباس جعفری، مجتبیٰ کاظمی، غضنفر میر، فواد علی ، اسحاق شاہ، سید منور کاظمی، فرانس رحمت علی شاہ، متحدہ عرب امارات مختار علی، شاہد حسین، ملائشیا محمد ہادی، قطر سید مصور نقوی، جرمنی الطاف حسین، شجاع حیدر زیدی، ناروے محمد شریف، فن لینڈ محمد جاوید اسٹریلیا محسن علی، ارشاد سعید، مہدی عسکری

نوٹ: ان نمائندگان کے ایڈریس اور رابطہ نمبر ٹی این ایف جے کی ویب سائیٹ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ظالم کے دشمن اور مظلوم کے دوست بن جاؤ (حضرت علیؑ)

Monthly Peshawar

AL-MOOSAVI

ماہنامہ

ایڈیٹر: آغا عباس علی کیانی

پشاور

الموسوی

رجسٹرڈ نمبر 443

جلد نمبر 16 | محرم الحرام 1437ھ اکتوبر 2015 | شمارہ 10

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مصنف	عنوان
4		اداریہ
5		ضابطہ عزاداری
9	استاد قمر جلالوی	سلام
10	علامہ طالب حسین کرپالوی	فلسفۂ توحید
14	علامہ نجم الحسن کراروی	مختار آل محمدؐ
16	مولانا محمد مصطفےٰ جوہر	آیۂ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ
17	علامہ طالب جوہری	دین اسلام کی محسن ہستیاں
20	بزم آفندی	مرثیہ حضرت عباسؑ
22	علامہ علی نقی	حسینؑ و منیٰ
23	علامہ ضمیر اختر نقوی	قرآن و محمدؐ و آل محمدؐ کی نظر میں باعظمت خواتین
26	علامہ وقار حسن نقوی	قمر بنی ہاشمؑ
28	نجم آفندی	مظلوم کا حق
29		نہج البلاغہ کے آئینے میں
30	شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی	منظوم کلام
32	سید ظفر حسین نقوی	حضرت امام حسینؑ آیات قرآن کریم پر عمل
34	حماد اہل بیت سید محسن نقوی	سلام
35	مولانا اعجاز حسین مدرس	فروع دین اور مسائل شرعیہ
38	تابش دہلوی	حق کی منزل کربلا ہے
39	سید سہیل عباس بخاری	خاک قبر حسینؑ کی فضیلت
42	عزادار حسین نقوی	قصص الانبیاء
44	سید اسد رضوی	دسویں محرم
45	ارمان سرحدی	اہل بیت رسولؐ
47	صائم چشتی	ابتلائے مصطفےٰ بیٹے کی جدائی
48	ڈاکٹر ستنام سنگھ خمار	عقیدتوں کے سجود
49		اقوال و ارشادات حضرت علیؑ
50	سیدہ توصیف زہرہ نقوی	قرۃ العین حسینؑ ۔۔ سکینہ بنت الحسینؑ
53	طاہرہ ناصر علی	گھر حسینؑ کا ہے
54		جنریشن کارنر
59	سبز علی شہزاد	سلام
61		ٹی این ایف جے اعلیٰ سطحی اجلاس (رپورٹ)
64		ام البنین ڈبلیو ایف پی اعلیٰ سطحی اجلاس (رپورٹ)

قائد ملت جعفریہ پاکستان

آغا سید حامد علی شاہ موسوی

کی جانب سے حکومت کو پیش کردہ شیعہ مطالبات

۱) شیعان پاکستان کیلئے فقہ جعفریہ کا نفاذ۔

۲) تعلیمی اداروں میں شیعہ طلباء و طالبات کیلئے جداگانہ نصاب دینیات کا اجراء۔

۳) پاکستان کی تمام اسلامی یونیورسٹیوں میں شیعہ فیکلٹی کا قیام اور ادارہ تحقیقات اسلامی میں موثر نمائندگی۔

۴) فیڈرل شریعت کورٹ میں شیعہ جج کا تقرر۔

۵) اعلیٰ عدالتوں میں شیعوں کی موثر نمائندگی۔

۶) ذرائع ابلاغ میں برابری کی سطح پر شیعہ نمائندگی۔

۷) عزاداری سید الشہداءؑ کے سلسلے میں تمام ناروا پابندیوں کا خاتمہ۔

۸) جداگانہ شیعہ اوقاف بورڈ کا قیام۔

۹) جنت البقیع میں مسمار شدہ مزارات مقدسہ کی تعمیر۔

۱۰) اسلامی نظریاتی کونسل میں موثر شیعہ نمائندگی۔

۱۱) پولیس ایکٹ 1861 کی دفعہ 30 کی شق- 3 میں کی گئی ترمیم کی تنسیخ۔

چیف ایڈیٹر و پبلیشر

آغا عباس علی کیانی

معاون خصوصی

سید علاء حیدر کاظمی

E-mail: almoosavi.news@gmail.com

اداریہ

مالک دو جہاں نے دنیا کو عدم سے وجود دے کر اسے رنگ و نور سے سجایا، سنوارا اور نکھارا اور اپنے حبیب محمد مصطفٰے کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اور اپنی شاہکار تخلیق حضرت انسان کو بنا کو خوش ہوا اس کے لئے کائنات کو مسخر کیا۔ اسے نیابت پروردگار کا فریضہ سونپا اور شمع ہدایت کے لئے ضابطہ حیات قرآن پاک کو نازل کیا اور اس کا عملی نمونہ حیاتِ مصطفیٰ ؐ کو قرار دیا تا کہ اِن کی روشنی میں انسان نہ صرف کائنات کے سربستہ رازوں کو جانے بلکہ ایک پاکیزہ اور کامیاب زندگی گزارے۔

ختم المرسلینؐ نے تکمیلِ دین کا اعزاز حاصل کر کے آنے والی نسلوں کی مزید رشد و ہدایت کے لئے حضرت علیؑ کو اپنے نور کا حصہ اور وصی و جانشین قرار دیا اور حضرت حسینؑ کو ''حسینٌ منی و انا من الحسینؑ'' کا مصداق قرار دے کر اپنا عکس بنا دیا جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ تعلیماتِ قرآن اور رسولؐ کی جھلک ذاتِ حسینؑ ہے اور حیات حسینؑ پر نگاہ ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ سانحہ کربلا کردارِ حسینؑ کا خلاصہ ہے۔ جب دین خدا پر مشکل وقت آن پڑا اور یزید ملعون کفر و بطلان کا استعارہ بن کر تعلیماتِ قرآن کی نفی اور شریعتِ محمدی کی بے حرمتی کرنے لگا تو حضرتِ حسینؑ امتِ محمدیؐ کے مسیحا اور فسق یزید کے ناسخ بن کر سامنے آئے۔ آپ نے سرزمین حرم کے تقدس کو بحال رکھنے کے لئے حج کو عمرے میں تبدیل کیا اور سفر عراق اختیار کیا۔ وہاں پہنچ کر تکمیلِ حجت کے لئے یزید کو سمجھایا اور جب وہ قرآن و حدیث کی کسی بات کو نہ مانا تو اپنے بہتر (72) جانثاروں کے ساتھ اسکے مقابلے کے لئے ڈٹ گئے اور سرزمینِ کربلا کو اپنے اور ساتھیوں کے خون سے سیراب کر کے تا قیامت پرچمِ حق کو بلند کر دیا۔

اللہ پاک نے آدمؑ سے لے کر خاتمؐ اور خاتمؐ سے قائمؑ تک دنیا کو کسی دور میں ہادی سے محروم نہ رکھا۔ سلسلہِ ہدایت کے آخری چراغ حضرتِ مہدیؑ کے پردہ غیب میں ہونے کے باعث فریضہِ ہدایت مجتہدین، واعظین اور علمائے حق سرانجام دیتے ہیں۔

قائدِ ملتِ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی جو دورِ حاضر کی بدامنی انتشار اور استعمار کے ہاتھوں مسلم کش پالیسی کے جواب میں سیرتِ حسینؑ کی روشنی میں ایسے پیغامات دیتے ہیں جو اقوام عالم کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ نے ملکی سالمیت کے لئے نیشنل ایکشن پلان کو ناگزیر قرار دیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تجاویز و بیانات کی جھلک نیشنل ایکشن پلان کی شقوں میں نظر آتی ہے۔ قائدملت نے دہشت گردی کو مذہب وملت سے مستثنیٰ قرار دیا تو اقوام متحدہ نے آپ کے الفاظ مستعار لے کر کہا ''دہشت گردی کو کسی مکتب و مذہب اور ملک سے جوڑنا خود دہشت گردی ہے'' آپریشن ضربِ عضب میں فوج کی حمایت زندہ ضمیر و بیدار مغزی اور حب الوطنی کی علامت ہے۔ سانحہ منیٰ میں مشترکہ حجاج سیکیورٹی کمیٹی کی تجویز اتحادِ عالمِ اسلام اور تقدسِ حرم اور تحفظ اہل اسلام کے لئے تیر بہ حدف ہے۔ قائدِ ملت کے پیغامات میں عالم اسلام کی کامیابی اور پاکستان کی بقا و سالمیت کا راز مضمر ہے۔

خاکپائے اہلبیتؑ
حاجی و کربلائی عباس علی کیانی
ایڈیٹر ماہنامہ الموسوی پشاور

قائدملت جعفریہ آغا حامد موسوی نے محرم الحرام کیلئے 14 نکاتی ضابطہ عزاداری کا اعلان کردیا

اتحاد و یکجہتی کیساتھ غمِ حسینؑ منائیں گے، عزاداریؑ ہماری شہ رگ و زندگی ہے رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے

بیرونی فنڈنگ فساد کی جڑ ہے دینی سیاسی جماعتوں کی بیرونی امداد بند، اثاثوں کی پڑتال کی جائے سب سے پہلے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ احتساب کیلئے تیار ہے

13 اکتوبر 2015ء 28 ذالحجہ کو سرپرست اعلیٰ شیعہ علماء سپریم بورڈ، قائدملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے مکتبِ تشیع کے ہیڈ کوارٹر علی مسجد میں پرُ ہجوم پریس کانفرنس کی، جو قارئین کے استفادہ کے لئے من وعن پیشِ خدمت ہے۔

بسمہ تعالیٰ

معززین صحافیان گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں کہ اپنا قیمتی وقت نکال کر میرا پیغام محبت سننے کیلئے یہاں تشریف لائے۔

کلام بلاغت نظام میں ارشادِ قدرت ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے تو انہوں نے عرض کی کہ اے پالنے والے ہماری خدمت کو قبول فرما اور ہم دونوں کو اپنا مسلمان بندہ بنائے رکھنا، ہماری ذریت کو بھی امتِ مسلمہ بنائے رکھنا۔ اسی طرح قرآنِ پاک میں ایک اور موقع پر ارشادِ قدرت ہوا کہ ''جب ابراہیم کو خدا نے بعض باتوں میں آزمایا تو پھر انہوں نے اُسے پورا کیا، خدا نے اُن سے فرمایا کہ میں تمھیں لوگوں کیلئے پیشوا بنانیوالا ہوں (سورہ بقرہ) مزید فرمایا اور ہم نے ابرہیمؑ کو دنیا وآخرت میں نیکوں اور صالحین میں لے لیا ہے جب رب نے اُن سے کہا کہ اپنے آپ کو ہمارے سپرد کردو تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے آپ کو سپردِ پروردگار کرتا ہوں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا کہ بیشک وہ لوگ جو خدا کے فرمانبردار ہوئے اور ایک طرف کے ہو رہے، وہ مشرکین میں سے نہ تھے خدا کی نعمتوں کے شکرگزار تھے، خدا نے اُنہیں برگزیدہ کیا اور سیدھی راہ پر چلایا اور ہم نے اُنہیں دنیا میں جو بھی دیا وہ دنیا وآخرت میں بیشک صالحین خدا میں سے تھے''۔ یہ ایک تاریخی اور مسلم حقیقت ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں جسکا ایمان جس قدر مضبوط ہوگا اسی قدر امتحان اور آزمائش کا مرحلہ بھی سخت ترین ہوگا۔ انبیاء و مرسلین میں حضرت ابراہیمؑ ہی کو لے لیں اُنہیں خدا نے مختلف آزمائش و امتحانات سے گزارا، وہ اپنی جلالتِ قدر کے لحاظ سے ہر دفعہ امتحان وآزمائش میں کامیاب ثابت ہوئے۔ جب اُنہیں نمرود کے حکم سے آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اُسوقت جو صبر واستقامت اور عزم وہمت کا ثبوت پیش کیا یہ انہی کا کام تھا۔ بعدازاں جب حضرت اسماعیلؑ وہاجرؑ کو بیابانِ فاران میں چھوڑنے

کا حکم ملا تو وہ بھی ایک سخت ترین مرحلہ و آزمائش تھا۔ اب سب سے کٹھن امتحان اور آزمائش جو سب امتحانوں سے سخت ترین تھا حضرت ابراہیمؑ خلیلِ خدا خواب میں تین شبوں تک یہی دیکھتے رہے کہ خدا کے حکم سے اپنے اکلوتے لختِ جگر اسماعیلؑ کو قربان کر رہے ہیں۔ پیکرِ تسلیم ورضا ابراہیمؑ فوراً آمادہ ہو گئے کہ حکم خدا کی تعمیل کریں تاہم چونکہ یہ معاملہ اُن کے بیٹے سے متعلق تھا جنکی قربانی کا حکم تھا لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرمانبردار اور اطاعت شعار نورِ نظر کو اپنا خواب بتلایا اور حکم خدا سنایا۔ حضرت اسماعیلؑ چونکہ خلیلِ خدا حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے لہٰذا انہوں نے سرِ تسلیم فوراً خم کر دیا اور عرض کی کہ **ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین** انشاء اللہ آپؑ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے کہا کہ اے ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسے صلہ دیتے ہیں ۔حقیقت میں یہ بڑی آزمائش تھی جسے ہم نے **فدیناہ بذبح عظیم** قرار دیدیا اور آنیوالی نسلوں کیلئے باقی رکھا، سلام ہو ابراہیمؑ پر، ہم انہیں معروفات بجالانے کا ایسا صلہ دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں (سورہ الصافات آیت نمبر 2)۔ اسی لیے شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کہا

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیلؑ
صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

ذاتِ الٰہی کے حکم کی تعمیل عقل و دانش میں آئے نہ آئے لازم ہے کیونکہ آتشِ نمرود میں کودنے کا کرشمہ عشق ہے جبکہ عقل تو محوِ تماشائے لبِ بام نظر آتی ہے ۔یہی حسینؑ ابن علیؑ کا عشقِ الٰہی تھا کہ عزت وحرمت اور رفعت ووقار کا ماہِ محرم نواسہ رسولؐ الثقلین ،شہزادہ کونین حضرت امام حسینؑ کی اپنے فرمانبردار ،اطاعت شعار اصحابؓ باوفا اور اولادِ اطہارؑ کی لہو رنگ لازوال قربانی کی یاد دلاتا ہے جسے تاریخ انسانی میں اعلیٰ ترین مقام حاصل ہے اور تاریخ بشری اس عظیم ترین قربانی کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ شریعتِ مصطفویؐ میں یہ قربانی قربِ الٰہی کا وسیلہ قرار پائی جو دربارِ الٰہی میں عجز وانکساری اور تسلیم ورضا کا سرچشمہ ہے جس سے دنیائے شریعت کی سربلندی ،عالم اسلام کی یگانگت ،قوم وملت کی سلامتی اور اعلیٰ دینی اقدار کے تحفظ کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

آج بھی گر ہو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تسلیم ورضا کی اس لازوال داستان کو دہرانا اور خاص طور پر محرم الحرام میں اسکا تذکرہ کرنا دینی فریضہ ہی نہیں بلکہ انسانی اقدار اور اخلاقی فضائل وکمالات کی حیات کا ضامن ہے۔ امامؑ عالی مقام کا تعلق کسی مخصوص مکتب، مذہب یا فرقے اور ملک سے نہیں بلکہ ہر باضمیر انسان بارگاہِ مظلوم کربلا میں مودب اور مغموم دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے ہندو شاعر کہتا ہے کہ

اس قدر رویا میں سن کر داستانِ کربلا
میں تو ہندو ہی رہا آنکھیں حسینی ہوگئیں

حضرت امام حسین علیہ السلام نے روزِ عاشورہ اپنے 72 جانثاروں ،دل کے پاروں کو اسلام کے تقدس کی خاطر قربان کر دیا اور اُس پر آنچ نہ آنے دی ،یہاں تک کہ فاسق وفاجر کے ہاتھ میں اسکی زمام دینا بھی گوارا نہیں کیا اور اس کیخلاف آوازِ حق بلند کر کے شعائر اللہ کے احترام کا تا قیامت سلیقہ سکھا دیا۔ بقول شاعر

جبریلؑ کربلا سے یہ کہتے ہوئے گئے
مقروض حشر تک ہے خدائی حسینؑ کی

آپؑ نے بیعتِ یزید کے مطالبے کو ٹھوکر مار کر دنیا کو بتلا دیا کہ ہم خانوادہ رسولؐ ہیں کسی ظالم وجابر کے سامنے نہیں جھکتے اور نوکِ سناں پر بھی کلمہ حق بلند کرتے ہیں۔ اسی لیے آپؑ نے گورنر مدینہ کے سامنے اپنا تعارف یوں کرایا ''اے ولید ہم خانوادہ نبوت اور معدنِ رسالت ہیں ،ہم پر فرشتوں کی آمد ہوتی ہے ،خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں ،خدا نے اسلام کو ہمارے گھرانے سے شروع کیا اور ہم ہی پر اختتام کریگا لیکن یزید جسکی بیعت کی تو ہم سے توقع رکھتا ہے وہ شراب خوار ہے، بیگناہ افراد کا قاتل ہے، احکام خدا کو پامال کرنیوالا ہے، کھلے عام فسق وفجور کرتا ہے اور مجھ ایسا اس یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا''۔ امام عالی مقامؑ نے اس خطاب میں اپنا موقف کھلے الفاظ میں بیان کر دیا کہ وہ بیعتِ یزید کو غیر اسلامی اور غیر قانونی سمجھتے ہیں۔ نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ کی جدوجہد اور شجاعت کا اہم ترین مقصد اُس قوت کو مٹانا تھا جو نہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اپنی تمام خامیوں کے باوجود خلافتِ اسلامیہ کے منصب پر قابض ہو، ظلم اور دنگا وفساد کی ترویج کر کے اُمتِ مسلمہ کے مخالف نہ ہونے کی صورت میں خلافتِ اسلامیہ کے نقاب میں چھپ کر قرآن واسلام کیخلاف اُن شیطانی منصوبوں کو عملی جامہ پہنائے جو حضورؐ کے زمانہ میں جدل وجدال سے کامیاب

نہ ہونے پائے تھے۔ درحقیقت اسی یزیدی قوت کو ملیامیٹ کرنا حسینؑ کی ذمہ داری تھی جسے آپؑ نے یوں بیان فرمایا "میں معروفات کا حکم اور منکرات سے روکنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے نانا نامدار اور بابا بزرگوار کی سیرت پر چلوں"۔ اسی لیے امام مظلوم کربلا نے یہ رجز پڑھا "میں حسینؑ ہوں، میں نے قسم کھائی ہے کہ دشمنِ خدا و رسولؐ کے سامنے سر نہیں جھکاؤنگا، احکاماتِ خداوندی کی حفاظت کرونگا یہاں تک کہ دین نبیؐ کی راہ میں مارا جاؤں"۔ ایک اور جگہ امامؑ عالی مقام نے فرمایا کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں جو آل ہاشم کے بہترین فرد ہیں یہی میرا سب سے بڑا افتخار ہے کہ میرے جدِ امجد رسولؐ خدا ہیں جو تاریخ کی بہترین شخصیت ہیں، ہم خدا کے چراغ ہیں جو روشن رہنے والے ہیں، میرے بابا علیؑ اور ماں فاطمہ زہراؑ دخترِ احمدِ مرسلؐ ہیں، عم بزرگوار جعفر طیار جو ذوالجناحین کے لقب سے مشہور ہیں، خدا ہمارے ساتھ ہے جس نے ہمیں ہدایت ورہنمائی کے منصب پر فائز کیا ہے، ہم تمام مخلوقات کیلئے خدا کی طرف سے پناہ گاہ ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جسکا ہم کبھی کھل کر اعلانیہ اور کبھی پوشیدہ طور پر بتاتے ہیں، ہم ساقی حوضِ کوثر ہیں، قیامت کے روز جسے چاہیں جام کوثر سے سیراب کریں، یہی وہ حوضِ کوثر ہے جو قیامت کے دن جائے سعادت ہے اور دشمن نقصان اُٹھائیں گے۔ حضرت امام حسینؑ عزت وجاہ، دولت وثروت کے خواہاں نہ تھے، وہ نہ شر وفساد پھیلانا چاہتے تھے نہ مسلمانوں کے امور میں رخنہ ڈالنا چاہتے تھے بلکہ اُن کی شہادت کا مقصد اسلام کی سربلندی، حرمتِ انسانی کا تحفظ، شریعتِ محمدیؐ کو افراط وتفریط سے بچانا تھا، یہی وجہ ہے کہ امامؑ عالی مقام نے اپنے اصحابؓ باوفا اور اولادِ اطہارؑ کی شہادت پیش کرکے عقول بشری کو سربلند کرکے جو اقدار فراہم کیں وہ انسان کو عظیم ترین مرتبے پر فائز کرتی ہیں۔

بقول شاعر

بجھ گئے تھے ہر روش پر رشد کے نقشِ قدم
چگ رہا تھا بہترین اوصاف کو بوم و درہم
خندہ زن تھا قصر کی صولت پہ دولت کا بھرم
پُرفشاں تھا خود حرم کے بام پر شاہی علم
چل پڑا تھا لشکرِ حیوانیت اسلام پر
پاؤ ں رکھا چاہتی تھی خسروی قرآ ن پر

اسی لیے شاعر مشرق نے کہا کہ

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات مانوشت

آج عالم اسلام اور وطن عزیز پاکستان گوناگوں مسائل ومصائب اور بحرانوں کا شکار ہے، ہرسو ظلم وبربریت کا سیلاب وطوفان ہے۔ روس کی شکست وریخت کے بعد عالمی شیطانوں نے مسلم ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے، بستیوں کی بستیاں اُجاڑ دیں اور اپنے تخلیق کردہ دہشتگردوں کے ذریعے مسلم ممالک کو تہس نہس کیا جارہاہے، نائن الیون کے بعد فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کرنیوالا پاکستان انکے نشانے پر ہے، وطن عزیز کا انگ انگ زخمی ہے، 70ہزار سے زائد سیکیورٹی اہلکاروں سمیت جانوں کے نذرانے پیش کیے جاچکے ہیں، 90ارب سے زائد کے نقصانات اُٹھا چکے ہیں، ایکشن پلان ترتیب دیکر عساکر پاکستان نے ضربِ عضب آپریشن شروع کرکے دہشتگردوں کا جینا دوبھر کررکھا ہے، ایسے میں ہمارا ازلی دشمن مزید سرگرم ہوگیا ہے جو ورکنگ باؤنڈری اور کنٹرول لائن پر مسلسل اشتعال انگیزیاں کررہاہے اور دھمکیوں پر دھمکیاں دیئے جارہا ہے، پاک چین اقتصادی راہداری کے معاہدے نے اُسکی نیندیں حرام کردی ہیں، ضربِ عضب آپریشن کو وہ اپنے لیے موت گردانتا ہے، پاکستان کو زک پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے ضائع نہیں جانے دیتا۔ ایسے نازک صورتحال میں ہم محرم الحرام میں نواسہ رسولؐ امام عالی مقام حسینؑ ابن علیؑ کی یاد منارہے ہیں لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ پاکستان کے تحفظ کو ہر شے پر ترجیح دیں، افواجِ پاکستان کی پشت پناہی کریں، اسکی حمایت میں دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تاکہ اندرونی و بیرونی سازشوں کو ناکام کیا جاسکے۔ ہمیں چاہیئے کہ اسلامی تعلیمات کے منبع و سرچشمہ قرآن وسنت فرموداتِ پاکیزہ صحابہ کبارؓ وآل اطہارؑ اور امام عالی مقامؑ کے پاکیزہ اقوال سے روشنی حاصل کرکے رواداری، باہمی اتحاد ویکجہتی کے پیغام کو عام کرنے کیلئے عملی جدوجہد کریں تاکہ ضربِ عضب آپریشن کامیاب و سرفراز، بے چینی کا خاتمہ ہو، عالمی استعمار و استکبار کے ہتھکنڈوں کو ناکام کیا جاسکے۔ پرچم حسینی کے سائے میں ہم غم امام حسینؑ کے ایام عزت وحرمت اور وقار کیساتھ منا کر دنیائے مظلومیت کو عالمی شیطانوں، ظالموں اور جابروں کے پنجوں سے چھڑا سکیں۔ آمدہ محرم الحرام کے سلسلے میں درج ذیل ضابطہ عزاداری کا آپ کے توسط سے اعلان کررہاہوں

ضابطہ عزاداری محرم الحرام

1437 ہجری 2015ء

1۔نیشنل ایکشن پلان کے 20 نکات پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے کیونکہ دہشتگرد کالعدم تنظیموں پر من وسلویٰ (بیرونی امداد) کا نزول جاری ہے جو کھلے عام نئے ناموں سے کام کر رہی ہیں،صرف کراچی ،بلوچستان ،خیبر پختونخوا،گلگت ،بلتستان اور آزاد کشمیر ہی نہیں بلکہ اسلام آباد و پنجاب میں بھی فوری سرچ آپریشن شروع کیا جائے۔

2۔مسلمہ مکاتب سنی شیعہ میں سے کسی کو بھی غیر مسلم کہنا قابل تعزیز جرم قرار دیا جائے، مجالس و جلوسہائے عزا میں عام گاڑیوں کے علاوہ سرکاری گاڑیوں کی بھی چیکنگ کی جائے،شرکائے جلوس کیلئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔خواتین کی تلاشی بذریعہ لیڈیز پولیس لی جائے، مجالس وجلوس کے داخلی و خارجی راستوں پر کلوز سرکٹ کیمروں اور واک تھرو گیٹ کا انتظام کیا جائے،انکے تحفظ کیلئے فاصلہ رکھ کر رکاوٹیں کھڑی کی جائیں،قرب و جوار کی عمارتوں،خالی جگہوں کی خاص دیکھ بھال کی جائے،عزاداری کے پروگراموں کی ویڈیو فلم بنائی جائے۔

3۔مجالس اور ماتمی جلوسوں کی حفاظت کیلئے پولیس موبائل اسکواڈ کے گشت کو یقینی بنایا جائے،سکیورٹی امور میں پولیس وانتظامیہ کے ساتھ ساتھ ابراہیم اسکاؤٹس اور مختار فورس کے رضا کاروں کا تعاون لیا جائے۔

4۔بارگاہوں کے متولیان ،بانیان جلوس اور منتظمین خود بھی حفاظتی انتظامات کریں،عزادارانِ امامؑ عالی مقام پر لازم ہے کہ وہ عزاداری کو ہر شے پر فوقیت دیں۔

5۔وفاق اور صوبے کوئی ایسا حکم صادر نہ کریں جس سے عزاداروں کی حق تلفی ہو،ملک بھر میں ماتمی جلوس 21 مئی 85ء کے معاہدے کے تحت برآمد ہونگے جن میں کسی قسم کی رخنہ اندازی ہر قسم برداشت نہیں کی جائیگی۔

6۔ارباب حل وعقد ملک بھر کی انتظامیہ کو ہدایات جاری کریں کہ وہ بانیانِ مجالس میں خوف و ہراس پھیلانے سے گریز کریں تا کہ احسن طریقے سے عزاداری کے پروگرام منعقد ہوسکیں۔

7۔کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے، ہرصورت میں پر امن رہیں،مسئلے کی صورت میں مرکزی کنٹرول روم کی طرف رجوع کیا جائے۔

8۔رواداری کو ترجیح اور ہر قسم کی عصبیتوں کو کنڈم کیا جائے،عوام خود بھی چوکنا رہیں اور اردگرد کے ماحول اور افراد پر کڑی نظر رکھیں،کسی مشکوک شے اور شخص کی فوری اطلاع انتظامیہ اور پولیس کو دیں تا کہ تخریب کاری سے بچا جاسکے۔

9۔واعظین وذاکرین اپنے خطابات وتقریرات میں قومی وملکی سلامتی کو ترجیح دیں اور اشتعال انگیز ومنافرت آمیز تقاریر سے اجتناب کریں۔شہدائے کربلا کی قربانیوں کا مثبت ابلاغ کیا جائے۔

10۔الیکٹرانک میڈیا پر دورانِ عشرہ محرم موسیقی،ڈراموں اور طربیہ پروگراموں کو بند رکھا جائے ،متنازعہ شخصیات اور کالعدم گروپوں کو میڈیا فوروں پر ہرگز نہ بلایا جائے۔

11۔معروفات کا ابلاغ ،منکرات سے اجتناب اور ذرائع ابلاغ میں ممنوعہ گروپوں کو کوریج نہ دی جائے،شہدائے کربلا کی قربانیوں کو اُجاگر کرنے کیلئے اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کریں تا کہ جذبہ ایثار وقربانی کو زندہ رکھا جاسکے۔

12۔سیاسی جماعتیں عشرہ محرم میں سیاسی سرگرمیوں سے اجتناب کریں،خواتین مخدرات عصمت وطہارت،بزرگ حضرات پاکیزہ صحابہ کبارؓ اور نوجوان شہزادہ قاسمؑ واکبرؑ اور عونؑ ومحمدؑ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں، مجالس عزا اور ماتمی جلوسوں کے انعقاد میں اوقات کی پابندی اور نظم وضبط کو یقینی بنایا جائے۔

13۔مجالس وجلوس عزا کے دوران بجلی وگیس کی لوڈشیڈنگ نہ کی جائے،اور راستوں کو صاف رکھا جائے،بانیان مجالس خود بھی ضابطہ عزاداری پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی اسکا پابند بنائیں۔

14۔حکومت اپنے محرم کنٹرول رومز کو ہدایت کرے کہ وہ تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے مرکزی کنٹرول روم سے مربوط رہیں تا کہ ہر قسم کی سازش وشرارت کو ناکام بنایا جاسکے۔

آخر میں سب پر واضح کردینا ضروری ہے کہ ہم نے بڑے بڑے آمروں اور ظالموں کا سامنا کیا ہے ،ہمیں قید میں ڈالا گیا ،مارا گیا ،زندہ دیواروں میں چنا گیا،ہمارے خون کے گارے بنائے گئے،ہمارے لاشے پامال کیے گئے مگر یاد رکھا جائے کہ ہمارے خون کے ہر قطرے اور خاک کے ہر ذرے سے یا ثاراتِ الحسینؑ لبیک یا حسینؑ کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے۔ہم نے نہ کبھی سودا بازی کی ،نہ کبھی کسی مائی کے لال کو کرنے دیں گے۔ہم جھکنے اور بکنے والے نہیں ،یہ سر صرف خدا اور رسولؐ اور آئمہ ہدیٰ کے سامنے جھکتا ہے لہذا کوئی بھول میں نہ رہے عزاداری ہماری شہ رگ ہے، زندگی ہے اور وسیلہ بخشش ہے لہٰذا ذہن نشین رہے کہ عزاداری امام مظلوم میں کسی قسم کی رخنہ اندازی برداشت نہیں کی جائیگی

دونوں جہاں کا راج دلارا حسینؑ ہے
ہر قوم کہہ رہی ہے ہمارا حسینؑ ہے

بارگاہِ خداوندی میں خندہ جبینی سے تمام مکاتب اتحاد و یکجہتی کیساتھ غم حسینؑ منائیں گے۔ہندو شاعر حکیم چنوں مل کے بقول

کوئی اُٹھائے گا کیا سر حسینؑ کے آگے
رسولؐ پاک تو سجدے سے سر اُٹھا نہ سکے

والسلام

خاکپائے انسانیت

آغا سید حامد علی شاہ موسوی

قائد ملتِ جعفریہ وسربراہ تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ

سلام

استاد قمر جلالوی

اشک غم چھوٹے بڑے اے چشم نم ہوتے نہیں
دانہ تسبیح جیسے بیش و کم ہوتے نہیں

کہتے تھے عباسؑ واپس رن سے ہم ہوتے نہیں
بڑھ گئے آگے تو پھر پیچھے قدم ہوتے نہیں

بیعت فاسق پہ برہم ہو کے قاسمؑ نے کہا
غازیوں کے سرکٹا کرتے ہیں خم ہوتے نہیں

یا علیؑ اللہ نے تم کو بنایا تھا ولی
انبیاءؑ تک ورنہ مولود حرم ہوتے نہیں

فوج نے جمنے کا جب وعدہ کیا بولے حسینؑ
بھاگنے والے کبھی ثابت قدم ہوتے نہیں

پردہ داری کی تو ضامن چادر تطہیر ہے
چادریں چھننے سے سرننگے حرم ہوتے نہیں

دیکھ کر ارزق کو قاسمؑ سے کہا عباسؑ نے
دیکھنے کے ہیں تن و توش ان میں دم ہوتے نہیں

لاکھ چھینٹے دے رہا ہے لشکر اعدا کا خون
تیغ کے شعلے کسی صورت سے کم ہوتے نہیں

مرنے والے کس لئے ڈرتا ہے کہتے ہیں علیؑ
کون ہے مومن کی تربت ہے جو ہم ہوتے نہیں

اول وآخر محمدؐ ہی محمدؐ ہیں قمر
اس گھرانے میں سوال بیش و کم ہوتے نہیں

فلسفہ توحید

علامہ طالب حسین کرپالوی

ایمان باللہ کی مجمل صورت جس کے اقرار بالسان اور تصدیق بالقلب کو دخول اسلام کی پہلی اور لازمی شرط قرار دیا گیا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی دل سے اس امر کی تصدیق اور زبان سے اس امر کا اعتراف کہ ''الہ'' بہ جز اس ایک ہستی کے اور کوئی نہیں ہے جس کا نام اللہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ''الوہیت'' کو عالم وجود کی جملہ اشیاء سے سلب کر کے صرف ایک ذات کیلئے ثابت کیا جائے اور ان تمام جذبات، تخیلات، اعتقادات اور عبادات و اطاعات کو جو ''الوہیت'' کیلئے مخصوص ہیں، اسی ایک ذات سے متعلق کر دیا جائے۔ اس مجمل کلمے کے اجزائے ترکیبی تین ہیں۔

(ایک..........الوہیت کا تصور)

(دوسرے..........تمام اشیاء سے اس کی نفی)

(تیسرے..........صرف اللہ کے لئے اس کا اثبات)۔

قرآن مجید میں خدا کی ذات وصفات کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے، وہ سب انہی تینوں امور کی تفصیل ہے۔ اولاً اس نے الوہیت کا ایک ایسا مکمل اور صحیح تصور پیش کیا ہے جو دنیا کی کسی کتاب اور کسی مذہب میں ہم کو نہیں ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ تمام قوموں اور ملتوں میں یہ تصور کسی نہ کسی طور پر موجود ہے لیکن ہر جگہ غلط یا نامکمل ہے۔ کہیں 'الوہیت' نام ہے محض اولیت اور واجبیت کا، کہیں اس سے مبدئیت مراد لی گئی ہے، کہیں اس کو قوت اور طاقت کا ہم معنی سمجھا گیا ہے، کہیں وہ محض خوف اور ہیبت کی چیز ہے۔ کہیں وہ صرف محبت کا مرجع ہے، ہیں اس کا مفہوم محض رفع حاجات اور اجابت وحوات ہے، پھر کہیں وہ قابل تجزیہ و تقسیم ہے کہیں اس کو تجسیم اور تشبیہہ اور تناسل سے آلودہ کیا گیا ہے کہیں وہ آسمانوں پر متمکن ہے اور کہیں وہ انسانی بھیس بدل کر زمین پر اتر آئی ہے۔ ان تمام غلط یا ناقص تصورات کی تصحیح اور تکمیل جس کتاب نے کی ہے وہ صرف قرآن ہے اسی کتاب نے الوہیت کی تقدیس وتمجید کی ہے۔ اسی نے بتایا ہے کہ الہ صرف وہی ہوسکتا ہے جو بے نیاز، صمد اور قیوم ہو جو ہمیشہ ہو اور ہمیشہ رہے جو قادر مطلق اور حاکم علی الاطلاق ہو جس کا علم سب پر محیط، جس کی رحمت سب پر وسیع، جس کی طاقت سب پر غالب ہو، جس کی حکمت میں کوئی نقص نہ ہو، جس کے عدل میں ظلم کا شائبہ تک نہ ہو، جو زندگی بخشے اور وسائل حیات مہیا کرنے والا ہو۔ جو نفع وضرر کی ساری قوتوں کا مالک ہو۔ اس کی بخشش اور نگہبانی کے سب محتاج ہوں، اسی کی طرف تمام مخلوقات کی بازگشت ہو، وہی سب کا حساب لینے والا ہو اور اسی کو جزا اور سزا کا اختیار ہو۔ پھر یہ الوہیت کی صفات نہ تجزیہ و تقسیم کے قابل ہیں کہ ایک وقت میں بہت سے ''الہ'' ہوں اور وہ ان صفات یا ان کے ایک ایک حصہ سے متصف ہوں۔ نہ یہ وقتی اور زمانی ہیں کہ ایک ''الہ'' کبھی تو ان سے متصف ہو اور کبھی نہ ہو، نہ یہ قابل انتقال ہیں کہ آج ایک ''الہ'' میں پائی جائیں اور کل دوسرے میں۔ الوہیت کا یہ کامل اور صحیح تصور پیش کرنے کے بعد قرآن اپنے انتہائی زور بیان کے ساتھ ثابت کرتا ہے کہ کائنات کی جتنی اشیاء اور جتنی قوتیں ہیں ان میں سے کسی پر بھی مفہوم راست نہیں آتا۔ تمام موجودات عالم محتاج ہیں، مسخر ہیں، مخلوق ہیں، نافع وضار ہونا تو درکنار خود اپنی ذات سے ضرر کو دفع کرنے پر قادر نہیں ہیں، ان کے افعال اور ان کی تاثیرات کا سرچشمہ ان کی اپنی ذات میں نہیں ہے بلکہ وہ سب کی سب کہیں اور سے قوت وجود، قوت فعل اور قوت تاثیر حاصل کرتی ہیں لہٰذا کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جو 'الوہیت' کا شائبہ بھی اپنے اندر رکھتی ہو اور جس کو ہماری نیاز مندیوں میں سے کسی ایک حصہ کا بھی حق پہنچتا ہو۔ اس نفی کے بعد وہ ایک ذات کیلئے 'الوہیت' ثابت کرتا ہے جس کا نام 'اللہ' ہے اور انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب کو چھوڑ کر اسی پر ایمان لاؤ، اسی کے آگے جھکو، اسی کی تعظیم کرو، اسی سے محبت کرو، اسی سے خوف کرو، اسی سے امید رکھو، جو کچھ مانگو اسی سے مانگو، ہر حال میں اسی پر توکل کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک دن اس کے پاس جانا ہے، اس کو حساب دینا ہے اور تمہارا اچھا یا برا انجام اس کے فیصلہ پر منحصر ہے۔

قرآنی ایمان کی خصوصیات

نہ صرف یہ کہ خدا کا جو تصور قرآن پیش کرتا ہے وہ کہیں اور نہیں ملتا بلکہ خدا اور انسان کا جو تعلق قرآن بتاتا ہے اس کا تصور بھی کہیں اور نہیں پایا جاتا، جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، قرآن ہمیں بتاتا ہے

(۱) تمام کائنات پر خدا کا اقتدار واختیار ہے لیکن وہ اپنے اقتدار اور اختیار کو اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق استعمال کرتا ہے اور ان قوانین میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بالفاظ دیگر یہ تمام سلسلہ کائنات لگے بندھے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے جو محکم اور اٹل ہیں۔ یہی قوانین خود انسانوں کی دنیا میں بھی کارفرما ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا ہر عمل ایک متعین نتیجہ پیدا کرتا ہے اور اس میں کبھی استثناء نہیں ہوتی۔ ہر انسان کو اس کا اختیار ہے کہ وہ جو عمل چاہے کرے۔ لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ عمل تو ایک قسم کا کرے اور نتیجہ دوسری قسم کا پیدا کرے جس قسم کا عمل ہوگا اسی قسم کا نتیجہ مرتب ہوگا۔ یہ نتائج خدا کے متعین کردہ قوانین کے مطابق مرتب ہوتے ہیں۔

(۲) بجز ان صفات کے جن کا تعلق خالصتاً خدا کی لامتناہیت اور لامحدودیت سے ہے (مثلاً یہ کہ اسے کسی نے پیدا نہیں کیا، نہ ہی وہ عدم سے وجود میں آیا ہے) انسانی ذات کی بنیادی صفات وہی ہیں جو صفات ذات خداوندی کی ہیں،

اس فرق کے ساتھ کہ انسانی ذات کی یہ صفات، محدود اور سمٹی ہوئی شکل میں ہوتی ہیں نیز قابل نشوونما۔ ان کی نشوونما اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ انسان، صفات خداوندی کو اپنے سامنے بطور معیار رکھے، یہ انسان اور خاک کا بنیادی تعلق ہے جس چیز کو قوانین خداوندی کی اطاعت کہتے ہیں وہ (معاذ اللہ) کسی مستبد، مطلق العنان ڈکٹیٹر کے احکام کی فرماں پذیری نہیں ہوتی بلکہ ان ہدایات کی اتباع ہوتا ہے جن سے انسانی ذات کی نشوونما ہوتی ہے۔ ان ہدایات کی اتباع سے اس ذات کے تقاضوں کی تسکین ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ہم خدا کی صفات (اسماء الحسنیٰ) کا ذکر کرتے ہیں تو وہ سمٹی ہوئی اور محدود شکل میں گویا خود ہماری ذات کی صفات کا بھی ذکر ہوتا ہے اسی لئے قرآن کریم میں ہے۔ ترجمہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے (ذکر کے معنی عظمت و شرف بھی ہیں اور تذکرہ بھی)۔ اقبال کے الفاظ ہیں:

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا

(۳) جوں جوں انسانی ذات کی نشوونما ہوتی جاتی ہے، وہ خدا کے تخلیقی پروگرام میں شریک ہوتا جاتا ہے، اس طرح خدا اور بندے کا تعلق رفاقت کا ہوجاتا ہے جس میں خدا بہرحال رفیق اعلیٰ ہوتا ہے۔ خدا اور انسان کا یہ تعلق قرآن کے علاوہ کہیں اور نہیں ملے گا۔ مشرق کے اہل مذاہب کے ہاں خدا کے ساتھ انسان کا تعلق اتنا ہی ہے کہ انسان خدا کی پرستش کرتا ہے کیونکہ یہ خدا کا حکم ہے جسے انسان کو طوعاً و کرھاً ماننا ہے۔ اگر کوئی اس کا حکم نہ مانے تو خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ اسے راضی کرنے کے لئے اس کے حضور نذر و نیاز گزارنا یا اس کے کسی ''مقرب'' کی وساطت سے اس تک سفارش پہنچانا ضروری ہے۔ جب وہ اس طرح خوش ہوجاتا ہے تو انسان کی مرادیں بر آتی ہیں۔ وہ ناراض رہتا ہے تو انسان مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ اس کے برعکس مغرب کے ارباب فکر و نظر کے نزدیک خدا کا تعلق صرف خارجی کائنات سے ہے جس میں اس کے قوانین (قوانین فطرت کی شکل میں) کارفرما ہیں۔ انسان کا کام یہ ہے کہ ان قوانین کا مطالعہ کرے اور ان کے مطابق فطرت کی قوتوں کو مسخر کر کے اپنے کام میں لائے۔ باقی رہی انسانی دنیا، سو اس میں انسانوں کو اپنے معاملات اپنی عقل و فہم کی رو سے طے کرنے ہوں گے، ان کیلئے کوئی غیر متبدل اصول اور قوانین نہیں ہیں۔۔ اس سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ دنیا کے ''خدا پرستوں'' کے متعلق بھی قرآن کا یہ ارشاد کیوں ہے کہ (ترجمہ) اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح (اے جماعت مومنین) تم ایمان لائے ہو، تب سمجھئے کہ انہیں زندگی کا صحیح راستہ مل گیا۔ اگر یہ اس طرح ایمان نہ لائیں اور اپنے اپنے تصور کے مطابق خدا کو مانتے رہیں۔ تو خدا کے رجسٹر میں ان کا شمار اللہ کو ماننے والوں میں نہیں ہوگا۔ یعنی قرآن کی رو سے اسے ایمان باللہ نہیں کہا جائے گا۔

ایمان باللہ کی حقیقت

ایمان کی حقیقت و بنیاد یہ ہے کہ جن الفاظ، صفات، اسماء و افعال کو اللہ تعالیٰ نے خود سے منسوب کر کے اپنی تسلیمگی و معرفت کا ذریعہ قرار دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ کی تسلیمگی۔ عبادت و ذکر کے لئے استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی نفی (کفر) سے پرہیز کیا جائے اور پھر ان کو مخلوق اول (امین افعال الہیٰ) کا کمال قرار دے کر اللہ تعالیٰ خالق نور اول (خالق محمدؐ و آل محمد علیہم السلام) کو تمام حدود الفاظ و صفت و اسماء و افعال سے منزہ و بالا قرار دے کر شرک سے (اللہ میں حدود شریک کرنے سے) بچا جائے۔ جو اس بنیاد کو پا گیا اسے ایمان کی بنیاد مل گئی جس پر اعمال حسنہ کی عمارت قائم رہے گی اور نجات مل سکے گی، جسے یہ بنیاد ایمان ہی نصیب نہ ہوئی قدم قدم پر شرک کر کے جہنم کا ایندھن بنے گا اور منافق اسی کو کہتے ہیں جو بظاہر (اعمال نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کی رو سے) مسلمان نظر آتا ہے لیکن ایمان کی روح اس کے دل میں اور ایمان کی خوشبو اس کے دماغ میں داخل ہی نہیں ہوئی۔ وہ بھٹکے ہوئے مویشی کی طرح صحرا میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر (یعنی جدھر منہ اٹھے) بھاگتا پھرتا ہے اور اسے منزل کا نہ سراغ ملتا ہے نہ منزل ملتی ہے۔ (ترجمہ) وہ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر وہی لوگ (جو) غافل ہیں۔

ایمان باللہ کے درجات

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات وراء الوراء ہے اور بوجہ اپنی کمال لطافت اور غیر محدود ہونے کے انسان کی مادی آنکھوں کے احاطہ سے باہر ہے اور دوسری طرف ایمان کامل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ کوئی زیادہ فائدہ دے سکتا ہے جب تک خدا کے متعلق انسان کم از کم اس درجہ کا یقین نہ پیدا کرے جیسا کہ دنیا کی مادی چیزوں کے متعلق اسے حاصل ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے اپنی حکیمانہ قدرت سے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ ایک حد تک تو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھائے اور اس کے بعد خدا خود انسان کی طرف نزول فرما کر اسے اوپر اٹھالے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جس تک انسان خود اپنی عقل کی مدد سے پہنچ سکتا ہے اور دوسرے وہ ایمان ہے جس تک مجرد عقل کی پہنچ نہیں بلکہ اس مقام کیلئے عقل کی امداد کے واسطے آسمان سے بعض اور چیزوں کا نزول ہوتا ہے اور تب جا کر انسان اس ایمان کو حاصل کرسکتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) ''یعنی انسانی بصارت خدا تک پہنچنے اور اس کا علم اور عرفان حاصل کرنے سے عاجز ہے۔ اس لئے خدا نے یہ انتظام کیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو انسانی بصارت تک پہنچاتا ہے یعنی خود اپنی طرف سے ایسا

انتظام فرماتا ہے کہ انسان خدا کا علم اور عرفان حاصل کر سکے کیونکہ اگر خدا لطیف ہونے کی وجہ سے انسان کی ظاہری نظر کی پہنچ سے باہر ہے تو وہ خبیر بھی تو ہے اور جانتا ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میرے عرفان کے بغیر ممکن نہیں پس وہ خود اپنی طرف سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ اس لطیف اور پوشیدہ ہونے کے باوجود انسان کو خدا کا عرفان حاصل ہو سکے۔ ایمان باللہ دو درجوں میں منقسم ہے۔ ابتدائی درجہ وہ ہے جس کا حصول مجرد عقل کی امداد سے ممکن ہے اور دوسرا درجہ وہ ہے (اور دراصل شرعی اصطلاح میں ایمان باللہ اسی درجہ کا نام ہے) جس کا حصول مجرد عقل سے ممکن نہیں بلکہ اس کے واسطے عقل کی امداد کیلئے خدا کی طرف سے خود خاص انتظام ہوتا ہے۔ پہلا درجہ ایمان کا جو عقل سے حاصل ہو سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ ہم عقلی دلائل سے اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ اس کائنات عالم کا کوئی خالق و مالک ہونا چاہئے کیونکہ یہ سب کچھ جو ہم زمین و آسمان میں دیکھتے ہیں بغیر کسی خالق و مالک کے خود بخود کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتا وغیرہ اور دوسرا درجہ ایمان کا ہے کہ واقعی وہ خالق و مالک موجود بھی ہے اور اس کی یہ صفات ہیں اور اس تک انسان اس طرح پہنچ سکتا ہے۔ اب خوب سوچ لو کہ مجرد عقل کبھی بھی ہمیں ہے کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی بلکہ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ وہ خدا کے متعلق ہونا چاہئے تک کا یقین ہمارے اندر پیدا کر دے۔ گویا اگر غور کیا جائے تو مجرد عقل ہمارے اندر خدا کے متعلق ایمان نہیں پیدا کر سکتی مگر ہمیں ایمان کیلئے تیار کر سکتی ہے۔ وہ ہمیں خدا دکھا نہیں سکتی مگر خدا کی طرف دور سے اشارہ کر سکتی ہے وہ ہمیں خدا سے ملا نہیں سکتی مگر خدا کی ملاقات کا دروازہ ہمارے لئے کھول سکتی ہے وہ ہمارے اندر اطمینان نہیں پیدا کر سکتی لیکن اطمینان حاصل کرنے کیلئے جس تڑپ کی ضرورت ہے وہ ہمیں عطا کر سکتی ہے۔ وہ ہمارے دلوں میں خدا کے متعلق یقین نہیں پیدا کر سکتی لیکن یہ یقین ضرور پیدا کر سکتی ہے کہ کوئی خدا ہونا چاہئے۔ اس سے آگے لے جانا مجرد عقل کا کام نہیں کیونکہ اس مقام پر پہنچ کر عقل کے سامنے (ترجمہ) ''یعنی بصارت انسانی خدا کا ادراک نہیں کر سکتی'' کا آہنی دروازہ روک ہو جاتا ہے جہاں فرشتوں کا پہرہ ہے اور جب تک عقل کے پاس خدائی دربار کا خاص پاسپورٹ نہ ہو وہ آگے نہیں گزر سکتی یا یوں سمجھو کہ عقل کی محدود نظر ہونا چاہئے کے مقام تک پہنچ کر رک جاتی ہے اور پھر جب تک خدا کی طرف سے اسے ایک خاص عینک نہ عطا کی جائے وہ آگے نہیں گزر سکتی لیکن جب اسے یہ خدائی عینک مل جاتی ہے تو پھر ایسا ہوتا ہے کہ گویا تمام پردے جو رستہ میں روک ہوتے ہیں پھٹ جاتے ہیں اور وہی نظر جو اس سے قبل درماندہ ہو کر واپس لوٹ لوٹ جاتی تھی اب سیدھی خالق ہستی کے منور چہرہ پر پڑنی شروع ہوتی ہے اور جوں جوں انسان قریب ہوتا جاتا ہے اس کا یہ منظر زیادہ صاف ہوتا جاتا ہے اور عالم اور عرفان ترقی کرتے جاتے ہیں مگر اس قرب کی کوئی حد نہیں اور نہ اس علم و عرفان کی کوئی انتہا ہے کیونکہ خدا غیر محدود ہے اور غیر محدود کا عرفان بھی محدود نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے (ترجمہ) ''یعنی اے میرے رب میرے علم میں ترقی دے''۔ کی دعا جس طرح زید و بکر کے منہ سے نکلتی ہے اسی طرح حضرت سرور کائنات خاتم الرسلؐ کے منہ سے بھی نکلتی تھی جس کی زبان پر خدا نے یہ الفاظ جاری فرمائے (ترجمہ) یعنی میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں مگر میں اس کی وجہ سے تکبر نہیں کرتا'' اور جس کے متعلق خدا نے فرمایا کہ (ترجمہ) ''یعنی ہمارا بندہ ہم سے قریب ہوا اور اتنا قریب ہوا کہ گویا ہم میں نہاں ہو گیا''۔

ایمان باللہ کی لغوی ضرورت

ایمان باللہ کی عقلی، نفسی، اجتماعی، سیاسی اور لغوی ضرورت ہے لیکن یہ سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ ایمان باللہ لغوی ضرورت کیسے ہو سکتا ہے؟ تو سوال یہ ہے کہ معانی اول وجود میں آتے ہیں اور بعد میں ان کیلئے الفاظ وضع کئے جاتے ہیں یا الفاظ پہلے وضع کئے جاتے ہیں اور معانی بعد میں۔ تو اصلی بات یہ ہے کہ معانی پہلے وجود میں آتے ہیں اور الفاظ ان کیلئے بعد میں وضع کئے جاتے ہیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امور عدمیہ (وہ امور جن کا وجود نہیں ہوتا) کیلئے الفاظ وضع نہیں کئے جا سکتے مثلاً ٹیلی ویژن، فریج اور ٹیپ ریکارڈر جب ایجاد نہیں ہوئے تھے تو ان کے لئے نام بھی وضع نہیں ہوئے تھے ان چیزوں کی ایجاد کے بعد ان کیلئے مذکورہ نام تجویز کئے گئے۔ ہم اپنی بات کے ثبوت میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے خدا نے فرشتوں کے سامنے اشیاء کو پیش کیا اور بعد میں حضرت آدمؑ کو ان کے نام بتا دیئے گویا کہ آیت کی روشنی میں معانی پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور الفاظ یا نام ان کیلئے بعد میں وضع کئے جاتے ہیں۔ اس تمہید کی روشنی میں اب اگر خدا پر ایمان لانے والوں سے پوچھا جائے کہ لفظ اللہ ان کی زبان پر کہاں سے آیا اور یہ لفظ انسان کی لغت میں کیسے شامل ہوا؟ اگر اللہ ایک امر عدمی ہے یعنی اس کا کوئی وجود نہیں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جن اشیاء کا وجود نہیں ہوتا ان کے نام بھی نہیں ہوتے تو لفظ اللہ ساری لغتوں میں کیسے داخل ہوا؟ تو جواب یہ ہے کہ اللہ پاک نے پہلے انسان کو علم لغت سے نوازا۔ پھر اس انسان نے ذات الہیٰ سے انکار کر دیا اور یہ کس لئے؟ اس لئے کہ لوگ عام طور پر اشیاء محسوسہ کے ساتھ مانوس تھے اور غیر محسوس یعنی غائب اشیاء کے ساتھ غیر مانوس اور یہ اس لئے کہ غائب یا غیر مانوس اشیاء اس کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لغوی فلسفے میں کلمہ کفر دلیل مخالف کے طور پر بذات خود ایمان باللہ کی دلیل ہے کیسے؟ لغت میں کفر کا معنی ستر یعنی چھپانا ہے جب کفر کے معنی چھپانا ہے تو ضرور کوئی ایسی شے موجود ہے جس کو چھپایا جاتا ہے اور جس چیز کو چھپایا جاتا ہے وہ ایمان ہے۔ مطلب یہ کہ کلمہ ''اللہ'' اور کلمہ ''کفر'' دونوں ایمان باللہ پر دلالت کرتے ہیں اس طرح نفس کفر بھی مومن ہے۔ اس لئے کہ کفر کے معنی یہ ہیں کہ یہ کسی چیز کے وجود سے انکار ہے اور جب تک کفر کا کلمہ ''لا الہ'' کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نکالا جائے کہ اللہ موجود ہے۔ گویا کہ لفظ توحید ایمان باللہ پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اس کا مد مقابل لفظ ''کفر'' بھی ایمان باللہ پر دلالت کرتا ہے۔

ایمان باللہ فطری ہے

ایمان باللہ ہر ایک انسان کے تحت الشعور میں داخل ہے اور یہ انسان کی اصلی فطرت ہے۔ یہ اصلی فطرت۔ ایمان باللہ۔ شہوات نفسانی، طمع اور دوسری کثیر خواہشات کے پردوں میں پوشیدہ پڑی رہتی ہے جب کبھی اس پر خطرات اور مشکلات آتی ہیں تو یہ پردے ہٹ جاتے ہیں اور انسان کی اصلی فطرت نمودار ہو جاتی ہے ایک اعرابی سے کسی نے خدا کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا مینگنی اوٹ کی موجودگی پر دلالت کرتی ہے اور پاؤں کی نشانی ایک جانے والے کی موجودگی پر۔ کیا یہ آسمان وزمین ایک خالق کی موجودگی پر دلالت نہیں کرتے۔ ایمان باللہ انسان کی فطرت ہے اور خدا نے انسان کو اسی فطرت پر پیدا کیا ہے اور یہ ایک ضروری امر ہے اور جب سختی کی گھڑی آتی ہے تو خدا کے وجود سے انکار کرنے والے خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ماسوائے خدا کے اور سارے معبودوں سے بیزاری کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ جب کشتی ڈوبتی ہے یا آگ لگ جاتی ہے یا اور کوئی بڑا خطرہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے یا سخت بیماری آتی ہے تو خدا کے وجود سے انکار کرنے والے دین کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔(ترجمہ) اور جب آپ کو سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو سوائے خدا کے باقی آپ کے سارے معبود غائب ہو جاتے ہیں''۔ کہتے ہیں کہ جب ایک مادہ پرست کو موت آتی ہے تو پھر وہ صرف اللہ کو بلاتا ہے یہاں تک کہ لینن اور مارکس پر جب نزع کی حالت طاری ہوئی تو وہ بھی اللہ کو بلانے لگ گئے لیکن ایسے وقت اللہ اللہ کہنا ان کے لئے سود مند ثابت نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی طرح فرعون نے بھی خدائی کا دعوی کیا تھا لیکن جب سمندر کی موجوں نے گھیر لیا تو کہنے لگا میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ خدا نے ہمیں اپنی کتاب میں تنبیہہ کی ہے کہ خدا کے وجود کی دلیل ہمارے اپنے نفسوں میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اب کافر خدا کے وجود سے کیسے انکار کر سکتا ہے جبکہ اس کے وجود کا ثبوت خود اس کے اپنے نفس میں موجود ہے''۔ اگر اس کافر سے پوچھا جائے کہ اس نے اپنا نفس خود پیدا کیا ہے کیا وہ رحم مادر میں خود داخل ہوا ہے کیا اس نے اس عورت کو اپنی مرضی سے اپنی ماں بنا دیا ہے کیا وہ خود ایک دائی کے پاس گیا ہے تا کہ وہ اس کو بحفاظت رحم مادر سے نکالے؟۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی کافر کو عدم سے بغیر کسی فاعل اور خالق حقیقی کے وجود میں لایا جائے اور کیا، اے انسان! یہ ساری مادی مخلوق آپ نے پیدا کی ہے؟ ڈیکارٹ نے جب تشکیک کا مذہب پھیلایا اور ہر ایک چیز میں شک کرنے لگا۔ تو اس سلسلے میں وہ اپنے نفس تک پہنچا پھر وہ اپنے نفس میں شک نہ کر سکا۔ اس لئے کہ وہ خود بھی وہ نفس ہے جو شک کرتا ہے اور شک کیلئے شک کرنے والے کا وجود ضروری ہے یہی وجہ تھی کہ اس کی یہ بات مشہور ہوگئی۔

نوحہ

بَلا کے غم اُٹھائے جا رہے ہیں
جفا کے تیر کھائے جا رہے ہیں

فدا کرنے کو دینِ مصطفےٰؐ پر
علی اکبر سجائے جا رہے ہیں

قدم دوشِ نبوت پر تھے جن کے
وہ کانٹوں پر پھرائے جا رہے ہیں

جہاں بے اذن آتے تھے نہ جبرائیل
وہ کاشانے جلائے جا رہے ہیں

بٹھاتے تھے نبیؐ کاندھوں پہ جن کو
وہ نیزوں سے گرائے جا رہے ہیں

ہوا تھا جون قائم جن سے پردہ
وہ بازاروں میں لائے جا رہے ہیں

مختار آلِ محمدؐ

فخر العلماء علامہ سید نجم الحسن کراروی

جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کا کربلا میں ورود اور کارنامہ مختار کا تذکرہ

معاویہ شام کا گورنر تھا۔ اس نے قتل عثمانؓ کا الزام حضرت علیؑ پر لگایا۔ جب عنان حکومت آپؑ کے ہاتھ میں آئی تو آپ نے معاویہ کو ان حرکتوں سے روکا مگر وہ نہ مانا۔ آپؑ نے اسے معزول کر دیا جب اسے یہ خبر ملی تو اس نے آپ کیخلاف مقابلے کی ٹھان لی۔ بنابریں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر حضرت علیؑ پر حملہ کرنے کے لئے چل کھڑا ہوا اور مقام صفین پر آ پہنچا۔ جب حضرت امیر علیہ السلام کو پتہ چلا کہ معاویہ ایک لاکھ بیس ہزار بروایتے ایک لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر مقام صفین تک آ پہنچا ہے تو آپ نے بھی 90 ہزار کی فوج سمیت حرکت فرمائی (تاریخ اسلام نمبر 20) آپ باارادہ صفین تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں مقام کربلا آ گیا۔ آپ نے پوچھا اس زمین کو کیا کہتے ہیں کہا گیا ''کربلا'' یہ سن کر آپؑ اتنا روئے کہ زمین آنسو سے تر ہو گئی۔ اصحاب نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں ایک دفعہ رسول کریمؐ کی خدمت میں ایسی حالت میں پہنچا کہ وہ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا رونے کا سبب؟ آپ نے جواب دیا کہ ابھی ابھی جبرئیلؑ آئے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ تمہارا حسینؑ کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے تھوڑی سی مٹی دی اور کہا کہ اسے سونگھو، میں نے جونہی اسے سونگھا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی سرزمین پر آل محمدؐ کا ایک برگزیدہ گروہ قتل کیا جائے گا جس کے غم میں زمین و آسمان روئیں گے۔ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ جب نینوا کے قریب پہنچے تو آپ کے لشکر کا پانی ختم ہو گیا۔ ہرچند سعی آب کی مگر پانی دستیاب نہ ہوا۔ ناگاہ ایک دیر راہب نظر پڑا وہاں پہنچ کر طلب آب کیا۔ راہب نے کہا یہاں پانی نہیں ہے آپ آگے بڑھیں۔ دو فرسخ چل کر آپ نے جانب قبلہ ایک مقام کھدوایا تو ٹھنڈے پانی کا چشمہ برآمد ہوا لیکن اس کے دہانے پر بڑا پتھر تھا آپ نے اسے برطرف کیا چشمہ جاری ہوا۔ راہب نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد آپ کربلا پہنچ کر وہاں بہت روئے۔

مجاہد کوفہ جناب سلیمان بن صرو خزاعی کا بیان ہے کہ جنگ صفین کے سلسلہ میں حضرت علیؑ کے ہمرکاب تھا جب آپ کی سواری کربلا پہنچی تو آپ بے ساختہ رونے لگے۔ میں نے پوچھا مولا کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیوں کر نہ روؤں، اس مقام پر میرے فرزندوں میں سے بہت سے افراد اس مقام پر اتریں گے، قیام کریں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے۔ دشمنوں اور ظالموں کا گروہ ان پر پانی بند کر دے گا اور اسی زمین پر ان کا خون بے دریغ بہایا جائے گا۔ یہ فرما کر آپ نے امام حسینؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے میرے بیٹے حسینؑ یہ واقعہ بالکل تیرے ساتھ ہوگا اور ایسا سنگین ہوگا کہ آسمان اس کے صدمے سے سرخ ہو جائے گا اور شفق کی صورت میں افق پر سرخی ظاہر ہوگی۔ جو قیامت تک رہے گی۔

حضرت کامل کراروی بزبان اردو کہتے ہیں ''اگر سمجھے تو ماتم ذا فضائے آسمانی ہے'' ''شفق کہتے ہیں جس کو خون بے کس کی نشانی ہے''۔ الغرض حضرت علیؑ کے ارشاد کے جواب میں حضرت امام حسینؑ نے عرض کی۔ بابا جان آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ہماری زندگی کا زیور، رضائے پروردگار عالم ہے یہ سن کر حضرت علیؑ جناب سعد بن مسعود ثقفی کی طرف متوجہ ہوئے۔ جو حضرت مختارؒ کے چچا تھے اور ان سے فرمایا کہ تمہارا بھتیجا مختار میرے فرزندوں کے قاتلوں کو قتل کرے گا۔ دیکھو اس کی حفاظت سے غفلت نہ کرنا تا کہ وہ اس کارنامے کا مظاہرہ کر سکے (روضۃ المجاہدین) حضرت علیؑ کے ورود کربلا کا واقعہ ماہ ذی الحجہ سن 36ھ کا ہے۔

یوم عاشورہ امام حسین علیہ السلام کی زبان مبارک پر خروج مختار کا حوالہ

کربلا کا واقعہ 10 محرم الحرام 61ھ وقوع پذیر ہوا، اسی 10 محرم 61ھ کی صبح کو حضرت امام حسینؑ نے بروایتے میدان میں نکل کر دشمنوں سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں یہاں سے ہند یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی، پھر آپ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے کس جرم کی بناء پر قتل کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تمہیں تمہارے باپ کی دشمنی میں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے قرآن مجید کو حکم قرار دیا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی۔ علامہ کنتوری تحریر فرماتے ہیں کہ پھر حضرت امام حسینؑ نے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس کے چند فقرات یہ ہیں۔ اے گروہ کوفہ و شام آگاہ ہو جاؤ کہ تم ان بدعتوں کے بعد جو مجھ پر کر رہے ہو۔ دنیا میں بس اتنی ہی دیر رہو گے جتنی دیر انسان گھوڑے پر سوار رہتا ہے یعنی بہت جلد تباہ ہو جاؤ گے۔ وہ دن دور نہیں کہ تمہارے سروں کو آسمان کی گردش اسی طرح پیس دے گی۔ جس طرح چکی میں دانہ پستا ہے۔ (دیکھو میرا یہ کہنا وہ ہے جو میرے باپ دادا نے مجھ سے بتایا ہے۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی ساری قوت و طاقت بہم پہنچا لو اور جس قدر ظلم کرنا چاہتے ہو کر ڈالو۔ میں نے خدا پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اسی کے دست قدرت میں تمام جانداروں کی پیشانیاں ہیں۔ میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے، دیکھو اب میں تمہارے کردار سے مایوس ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا ہوں۔ خدایا ان سے باران رحمت روک دے اور ان پر سات سال اسی طرح قحط ڈال دے جس طرح عہد یوسف میں مصر میں پڑا تھا۔ حضرت کی مراد یہ تھی کہ آدمی کو آدمی کھا جائے اور سب ہلاک ہو جائیں۔ مبصرۃ اور ان اشقیا پر اس شخص کو مسلط کر دے جو دلیر اور جوان ہے اور مختار ثقفی کے نام سے مشہور ہے وہی ان کو کاسہائے مرگ تلخ اور ناگوار پلا دے۔ اور اس مختار بن ابی عبیدہ

ثقفی کو ان پر ایسا مسلط کردے کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑے جس نے کسی کو قتل کیا ہے اس کو وہ قتل کرے اور جس شقی نے ان میں سے کسی کو چوٹ یا آزار دیا ہے یعنی تازیانہ یا طمانچہ لگایا ہے اس کو اسی طریقے کی سزا دے۔ یہ سب باتیں مختار اس غرض سے کرے کہ میرا اور میرے دوستوں کا اور میرے اہلبیتؑ اور میرے پیرو مومنین پر جو ظلم ان اشقیا نے کئے ہیں اس کا انتقام لے۔ خدایا ان مکاروں نے ہم کو فریب دیا اور یہ ہم سے جھوٹ بولے، ہماری تکذیب کی، ہم کو چھوڑ دیا۔ ہماری نصرت سے کنارہ کشی اختیار کی، ہمارے حقوق کا انکار کیا۔ خدایا اب یہ تیرے عذاب کے مستحق ہیں، خدایا ہم تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں، تیری طرف ہمارا رجوع قلب ہے اور تیری ہی جانب ہماری بازگشت ہے۔ پھر فرمایا عمر بن سعد کدھر ہے اسے بلاؤ وہ بلایا گیا مگر آنے سے وہ کترا رہا تھا جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا اے عمر بن سعد تو مجھے قتل کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مجھے قتل کرکے طعون سے جائزہ اور ملک رے و جرجان کی حکومت حاصل کرے گا۔ اے عمر خدا کی قسم تیری حسرت دل میں ہی رہے گی اور تیرا یہ خواب حکومت ہرگز شرمندہ تعبیر نہ ہوگا، اچھا اب تو ہمارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہے کر لے یاد رکھ کہ مجھے قتل کرکے تو دنیا و آخرت میں خوش نہ ہو سکے گا، تو میری یہ بات بھی کان دھر کر سن لے کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تیرا سر کوفہ میں ایک نیزہ پر بلند ہے اور بچے اس پر پتھر مار رہے ہیں اور اس پر نشانہ لگا رہے ہیں۔ یہ سن کر عمر بن سعد سخت غیظ و غضب میں آ گیا، پھر آپ کی طرف سے منہ پھیر کر چل دیا۔ اور اس نے اپنوں کو للکار کر کہا کیا دیکھتے ہو سب مل کر ان پر حملہ کردو، یہ لوگ تمہارے ایک لقمہ سے زیادہ نہیں ہیں۔

علامہ سید محسن الامین العاملی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اے عمر سعد خدا تم لوگوں پر غلام ثقیف، مختار ابن ابی عبیدہ کو مسلط کرے اور خدا تم لوگوں کی نسل منقطع فرمائے اور تم پر ایسے شخص (مختار) کو مسلط کرے جو خصوصیت کے ساتھ تجھے گھر میں بستر پر قتل کردے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اے خدا انہیں گن گن کر موت کے گھاٹ اتار، اور انہیں اس طرح قتل فرما کہ یہ چھٹکارہ نہ پا سکیں۔ اور کسی ایک کو بھی فنا کئے بغیر نہ چھوڑ۔

حضرت آقائے دربندی رقمطراز ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے کربلا میں کئی مرتبہ غلام ثقفی کے تسلط کا ذکر فرمایا ہے اور خداوند عالم سے دعا فرمائی ہے کہ ان پر غلام ثقفی مختار ابن ابی عبیدہ کو مسلط فرما یہاں تک لکھنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ مختار کے تسلط کی دعا حضرت امام حسینؑ ہی نے نہیں کی۔

حضرت مختار کا ولی اللہ ہونا

مثل مشہور ہے کہ ''ولی را ولی میشناسد'' ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ حضرت مختار کو حضرت رسول کریم کا سراہنا۔ امیر المومنینؑ کا اپنی آغوش میں کھلانا۔ امام حسنؑ کا آپ سے امداد حاصل کرنا۔ امام حسینؑ کا کربلا میں بار بار یاد کرنا، امام زین العابدین کا آپ کو دعا دینا، امام محمد باقر کا آپ کو کلمات خیر سے یاد کرنا۔ امام جعفر صادق کا خدمات کو سراہنا یہ بتاتا ہے کہ حضرت مختار ولی اللہ تھے اور یہ حضرت ان کے مراتب جلیلہ سے واقف اور باخبر تھے۔ اس کے علاوہ روایت میں ان کو لفظ ولی اللہ سے یاد کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مزار میں ان کی جو زیارت تحریر فرمائی ہے اس میں ایک جملہ یہ بھی ہے سلام ہو تم پر اے ولی ناصح۔ اسی طرح وہ مکتوب جو رسول خدا نے حضرت مختار کے نام بذریعہ امیر المومنین ارسال فرمایا ہے اور جسے ایک شخص غنی نے حضرت مختار تک پہنچایا۔ اس سلسلہ میں بھی تواریخ میں یہ مرقوم ہے کہ اس آنے والے نے حضرت مختار کو جن لفظوں اور جملوں سے مخاطب کیا وہ یہ ہے۔ السلام علیک یا ولی اللہ۔ اے اللہ کے ولی آپ پر میرا سلام ہو۔

ان کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت مختار جو کچھ منہ سے کہہ دیتے تھے وہی ہوتا تھا اب یہ ہونا دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ انہیں علم غیب تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ کچھ ہونے والا ہے یا یہ کہ ان میں اثرات ولایت تھے جو ان کے منہ سے نکل جاتا تھا وہی ہوتا تھا، بہر دو صورت ان کی ولایت سے استدلال ہوتا ہے علامہ ہروی فرماتے ہیں کہ مختار میں یہ بات ضرور تھی کہ جو کچھ کہتے تھے، ہوتا تھا، انہوں نے محاربہ موصل کے موقع پر یہ کہا تھا کہ عنقریب ابراہیم ابن مالک، اشتر فتح حاصل کر کے ابن زیاد اور حصین بن نمیر کا سر میرے پاس بھیجیں گے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں یہ امر ظہور پذیر ہو گیا جس کی وجہ سے لوگ کہنے لگے کہ مختار پر وحی نازل ہوتی ہے۔ نزول وحی کا قائل ہونا جہلا کی ادیچ ہے۔ ان پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی بلکہ ان میں قدرتی طور پر ایسی فراست موجود تھی جس سے وہ آئندہ کے حالات جانتے تھے اور وہ بمفاد قول رسول کریم مومن کی فراست خطا نہیں کرتی جو کچھ کہتے تھے ٹھیک ہوتا تھا۔ میرے نزدیک قول کا خطا نہ ہونا یہ بھی ولایت اور علم غیب کی دلیل ہے۔ مثال کیلئے ولی خدا حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ کہ جس زمانہ میں آپ ہارون رشید کی قید کی سختیاں جھیل رہے تھے ۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشدی ابو یوسف اور محمد بن حسن ایک شب قید خانہ میں اس لئے گئے کہ آپ کے بحر علم کی انتہا معلوم کریں اور دیکھیں کہ آپ علم کے کتنے پانی میں ہیں وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے سلام کیا۔ امامؑ نے جواب سلام عنایت فرمایا، ابھی یہ حضرت کچھ پوچھنے نہ پائے تھے کہ ایک ملازم ڈیوٹی ختم کر کے گھر جاتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوا کہ میں کل واپس آؤں گا۔ اگر کچھ منگانا ہو تو مجھ سے فرما دیجئے میں لیتا آؤں گا، آپ نے ارشاد فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں جب وہ چلا گیا تو آپ نے ابو یوسف وغیرہ سے فرمایا کہ یہ بیچارہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں اس سے اپنی حاجت بیان کروں تا کہ کل اس کی تکمیل و تعمیل کردے لیکن اسے خبر نہیں کہ یہ آج رات کو وفات پا جائے گا۔ ان حضرات نے جو یہ سنا تو سوال و جواب کے بغیر ہی واپس چلے آئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم ان سے حلال و حرام واجب و سنت کے متعلق سوالات کرنا چاہتے تھے مگر یہ تو ہم سے علم غیب کی باتیں کر رہے ہیں، ان کے بعد ان دونوں حضرات نے اس ملازم کے حالات کا پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ وہ ناگہانی طور پر رات ہی میں وفات کر گیا۔ یہ معلوم کر کے حضرات سخت متعجب ہوئے۔ بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت مختار جس زمانہ میں قید ابن زیاد میں تھے اسی زمانہ میں ان (4500) مومنین کے ساتھ جو بجرم محبت آل محمد قید کئے گئے تھے حضرت میثم تمار بھی تھے۔ حضرت میثم نے مختار سے کہا تھا کہ تم عنقریب رہا ہو جاؤ گے اور رہا ہو کر قاتلان حسینؑ سے بدلا لو گے اور حضرت مختار نے کہا تھا کہ تم رہا ہو جاؤ گے لیکن محبت آل محمد میں تمہارے اعضاء و جوارح زبان سمیت قطع کئے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ابن زیاد نے آپ کے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کر کے شہید کر دیا۔ اسی طرح حضرت مختار نے قید خانہ میں عمر بن عامر ہمدانی معلم کوفہ سے فرمایا تھا کہ تم آج ہی قید سے رہا ہو جاؤ گے چنانچہ وہ اسی وقت رہا ہو گئے۔

آیۂ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ

مولانا محمد مصطفیٰ جوہرؒ

آیہ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ
یعنی شرح عظمت نور پیمبرؐ فاطمہؑ

ان سے پھیلا دین حق ان سے بڑھی نسل رسولؐ
ایک کوثر ہیں علیؑ اور ایک کوثر فاطمہؑ

کشتئ دین خدا کی ناخدا ثابت ہوئیں
شبرؑ و شبیرؑ جیسے دیں کا لنگر فاطمہؑ

نام ہے تسبیح زہراؑ، کام تسبیح خدا
ذکر تیرا ذکر حق اللہ اکبر فاطمہؑ

تری خدمت میں ہوا فضہ کو قرآں برزباں
اے لسان اللہ اے ایمان پر ور فاطمہؑ

آیۂ تطہیر لکھنے کیلئے تقدیر نے
تیری سیرت کو بنایا اس کا مسطر فاطمہؑ

تو کرے اپنے جنازے کیلئے شب کو پسند
اور تری دختر ہو بلوے میں کھلے سر فاطمہؑ

زہر شبرؑ کو دیا، ٹکڑے جگر کے ہو گئے
پھر گیا شبیرؑ کی گردن پہ خنجر فاطمہؑ

دین اسلام کی محسن ہستیاں علیؑ، ابو طالبؑ اور خدیجۃ الکبریٰؑ

حجۃ السلام علامہ طالب جوہری

پیغمبر اکرمؐ کی حیات نبوت کے ابتدائی پونے دو سال کے اندر جو سورے نازل ہوئے ان میں سورہ والضحیٰ، سورہ الم نشرح، سورہ کوثر، سورہ ''اقرائ'' ان چار سوروں میں مسلسل پیغمبرؐ کے علاوہ جن شخصیتوں کا تذکرہ ہوا ہے وہ تین شخصیتیں ہیں، علیؑ، ابو طالبؑ، خدیجہ تو کوئی نہ کوئی مصلحت تو ہوگی تا کہ پیغمبرؐ کی ابتدائی زندگی میں، نبوت کے آغاز میں ان تین شخصیتوں کا مسلسل ذکر بھی کیا گیا اور تعارف بھی کرایا گیا۔ تو وہ پس منظر کیا ہے اور وہ فلسفہ کیا ہے جس کی بنیاد پر بار باران تین شخصیتوں کو یاد کیا گیا ہے۔ علیؑ کو ابو طالبؑ کو اور خدیجۃ الکبریٰؑ کو کیا تھا؟ اسے سمجھنے کیلئے اس سماج کو سمجھنا ضروری ہے جس میں پیغمبر اکرمؐ مبعوث ہوئے۔ اس وقت عرب کا جو جغرافیہ ہے اس میں سرزمین عرب میں دو خطے ہیں یا ریگستان ہے یا کوہستان ہے۔ عرب کے مزاج میں اس کا جغرافیہ آیا۔ ایک طرف صحرا کی طرح منتشر تھا اور دوسری طرف پتھروں کی طرح سنگدل تھا تو میں نے ہمیشہ یہ بات کہی ہے کہ ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا آسان ہے لیکن ڈوبی ہوئی انسانیت کو پھر ابھار دینا بہت مشکل کام ہے جو پیغمبرؐ اسلام نے انجام۔ دنیا کا دستور ہے کہ اگر بات عالم سے کہی جائے وہ سمجھے گا۔ سنے گا۔ جاہل سے کہی جائے وہ بات کا نوٹس نہیں لے گا۔ دنیا کا دستور ہے کہ اگر غیر سے بات کہی جائے تو وہ بات سن لے گا، اگر رشتہ دار سے کہی جائے وہ نہیں سنے گا۔ کم نوٹس لے گا، کتنا بڑا پرابلم ہے پیغمبر اکرمؐ کے لئے کہ وطن میں پیغام دینا ہے۔ جاہلوں کو پیغام دینا ہے۔ بزرگوں کو پیغام دینا ہے، اپنے خاندان والوں کو پیغام دینا ہے، یہ ہے مرتبہ ختم نبوت کا امتحان۔ مرد کو سمجھانا آسان عورت کو سمجھانا مشکل۔ میں بہت معذرت کے ساتھ یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ عورت کا مزاج یہ ہے کہ اگر بپھر جائے تو نوحؑ جیسا پیغمبر کنٹرول نہ کر سکے۔ تو کتنا بڑا نبی وہ ہوگا جس نے ان عورتوں کو قابو میں کیا جن کا مزاج ہی میدان میں جانا تھا۔ میں آج کی حد تک آپ کے حافظے کو تازہ کر رہا ہوں۔ پیغمبر اکرمؐ اسی گلی سے روزانہ آمدورفت رکھتے ہیں جس گلی سے ایک بڑھیا آپؐ پر کوڑا پھینکتی ہے یا رسولؐ اللہ! رستہ بدل لیجئے، قائد اعظم تبلیغ میں رستے نہیں بدلا کرتا۔ کوڑا گرتا رہا محمدؐ گزرتے رہے لیکن ایک موقع ایسا آیا کہ تین یا چار دن گزر گئے پیغمبر اکرمؐ پر کسی نے کوڑا نہیں پھینکا۔ اپنے کسی دوست سے مل کے پوچھا کہ وہ بوڑھی عورت کدھر گئی؟ بوڑھی ہے، جاہل ہے، وطن ولی، عورت ہے، کہا یا رسولؐ اللہ وہ بیمار ہے کہا میں عیادت کیلئے جاؤں گا۔ گھر میں داخل ہوئے وہ سمجھی کہ آپؐ انتقام لینے کیلئے آئے ہیں۔ جیسی تھی ویسا سمجھا۔ انسان کی فطرت ہے نا کہ دوسرے کو اپنے جیسا سمجھتا ہے۔ کہا محمدؐ! اس بوڑھی عورت سے انتقام لینے کیلئے آئے ہو کہا میں انتقام لینے نہیں آیا عیادت کرنے آیا ہوں۔ کہا تم عیادت کرنے آئے ہو ایک دشمن عورت کی۔ ذرا اپنا کلمہ تو بتلانا پیغمبرؐ نے کلمہ بتلایا اس نے کلمہ شہادتین کو جاری کیا تو دنیا یہ لکھ کے خاموش ہوگئی کہ ایک بوڑھی عورت نے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن میرے دل نے یہ آواز دی کہ تنہا بوڑھی عورت نے کلمہ نہیں پڑھا ساری امت عرب نے ایک زبان سے کلمہ پڑھا لیا۔ کہا تھا انتقام لینے آئے ہو؟ تو جب تک اپنے جیسا سمجھتی رہی کافر رہی اور جب سمجھ لیا کہ یہ مجھ جیسا نہیں ہے تو مسلمان ہوگئی یا نہیں! تعصب کا ماحول، جہالت کا ماحول، وطنیت کا ماحول، عربیت پر اور قومیت پر افتخار کرنے والا ماحول۔ اس ماحول میں پیغمبر اکرمؐ نے اپنی نبوت کا علم بلند کیا تو نبوت کا علم کیا پیدا ہوتے ہی بلند کر دیا۔ نہیں پہلے کردار منواؤں گا پیغام نبوت بعد میں پیش کروں گا۔ ایسا۔ کردار کہ دنیا کہنے پر مجبور ہوگئی کہ یہ صادق ہیں یہ امین ہیں انسان یا قول ہے یا عمل ہے۔ تو مکے کا مشرک اپنی سطح فکر سے پیغمبرؐ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اصطلاحات قرآنی سے تو واقف نہیں تھا نا! ابھی تو قرآن نازل بھی نہیں ہوا۔ ابھی جاہلیت کی بات ہو رہی ہے۔ قول کے لئے یہ صادق ہیں۔ عمل کیلئے یہ امین ہیں لیکن جب قرآن آیا تو قرآن میں اصطلاح بنی قول کیلئے کہا۔ یہ بات ہی نہیں کرتا خواہش نفس سے جو کچھ کہتا ہے وحی الہیٰ ہے اور عمل کیلئے آواز دی سورہ یونس میں جو کچھ میں کرتا ہوں وہ وحی الہیٰ ہے۔ تو قول رسول بھی وحی الہیٰ۔ عمل رسول بھی وحی الہیٰ۔ اب وہ رسول جس کا ہر قول وحی الہیٰ پر ہو اس رسول کی پوری زندگی میں اس کا نجی لمحہ نہیں ہے وہ خوشی کے عالم کا اظہار کرے وحی الہیٰ ہے۔ وہ اظہار غلم کرے وحی الہیٰ ہے۔ تو جو کہے وہ وحی الہیٰ اور جو کرے وہ وحی الہیٰ۔ مجھے اس جملہ پر اس لئے اصرار ہے کہ اگر پیغمبرؐ کچھ کہہ دیں تو وہ ان کا کہنا نہیں ہے اللہ کا کہنا ہے اور اگر پیغمبرؐ کچھ کر دیں تو وہ ان کا کرنا نہیں ہے اللہ کا کرنا ہے تو کہنا بھی اللہ کا، کرنا بھی اللہ۔ کا محمدؐ اگر یہ قول و عمل ایک منزل پر جمع ہو

جائیں کہ ہاتھوں پہ کریں بلند اور زبان سے کہیں ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ'' تو کیا پیغمبرؐ نے مولا نہ بنایا؟ نہیں پیغمبرؐ تو استعمال ہو رہے ہیں مولائیت تو اللہ نے دی ہے۔ پیغمبرؐ یا قول ہیں یا عمل ہیں۔ قول پر وحی الہیٰ کی مہر۔ عمل پر وحی الہیٰ کی مہر مشرک تو نہیں سمجھ رہا کہ وحی الہیٰ بھی کوئی شے ہوتی ہے اس نے کہا قول میں صادق ہیں اور عمل میں امین، ابھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اب جب نبوت کا دعویٰ کیا تو کہا تمہارے بت معبود ان باطل ہیں، تم سود کھاتے ہو، یہ حرام ہے، تم بتوں کے آگے سر جھکاتے ہو یہ حرام ہے۔ تمہارا طریقہ نکاح حرام ہے۔ کہہ چکے ہیں کہ یہ سچے ہیں تو اب مشرک کیا کریں اب عقیدہ تو چھوڑ نہیں سکتے ان کے خدا انہیں محبوب ہیں، جھوٹا کہہ دیں یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ بہت آسان تھا کہ پیغمبر کو جھوٹا کہہ دیتے لیکن مشرک تھے زبان کا پاس تھا کہ جس زبان سے سچا کہہ دیا اس زبان سے جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ تو اتنی غیرت تھی اور اتنا وزن تھا زبان کا کہ جس زبان سے ایک لفظ نکل گیا اب اسی کی تردید اس زبان سے نہیں ہوگی۔ میری سمجھ سے میں نہیں آیا کہ وہ مسلمان کیسے تھے کہ جس زبان سے مبارک باد دے رہے تھے اسی زبان سے بیعت کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں، مشرک نفسانی الجھن میں مبتلا ہے کہ کرے تو کیا کرے کہ جس کو ہم نے چالیس برس تک کہا کہ یہ سچا انسان ہے وہ کہتا ہے کہ تمہارے سارے بت جھوٹے ہیں۔ تو اب کوئی منصوبہ ہونا چاہئے نا! تو مشرک نے سوچا اور منصوبہ بنایا۔ فکر کی اور پیغمبرؐ اکرم پر تین الزام لگائے کہا کہ اب جھوٹا تو کہہ نہیں سکتے اس لئے کہ چالیس سال سچا کہتے رہے ہیں، تو اب ایسا کرو کہ کہہ دو کہ مجنون ہے۔ قرآن نے آواز دی ''مانت بنعمۃ ربک بمجنون'' (قلم/ ۲) حبیبؐ! تمہارے پاس تمہارے رب کی نعمت آچکی ہے تو مجنون نہیں ہو۔ پہلا الزام کیا لگا مجنون ہے دوسرا الزام سورہ حاقہ (آیت ۴۰) سنو! یہ جو آیات تم سن رہے ہو یہ رسول کریمؐ کی زبان سے نکل رہی ہے۔ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے یہ آیتیں ہیں قرآن کی ہم نے اپنے حبیبؐ کو شعر کہنا نہیں سکھایا۔ مشرکین مکہ کی طرف سے پیغمبرؐ پر تین الزام آئے پہلا الزام مجنون ہے، دوسرا الزام شاعر ہے، تیسرا الزام جادوگرؐ ہے۔ تو کوئی نہ کوئی منصوبہ ہوگا نا! ان تین الزامات کے پیچھے! مجنون کہہ کے بچوں کے لئے تماشا بنایا، جادوگر کہہ کے عورتوں کو ہٹا دیا شاعر کہہ کر سنجیدہ حضرات کو ہٹا دیا تا کہ سنجیدہ لوگ ان کی بات نہ سنیں۔ دیکھا آپ نے کہ کتنا عجیب وغریب منصوبہ تھا! اب وہ خدا جو اپنا آخری نبیؐ دنیا میں بھیج رہا ہے کیا وہ اس منصوبے کو توڑنے کے لئے کوئی بندوبست نہیں کرے گا؟۔ ظاہر ہے کہ اب اس کے بعد کسی نبی کو نہیں آنا ہے، اس کے بعد کسی رسول کو نہیں آنا ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی تو اگر یونہی مذاق اڑاتا رہا کہ یہ مجنون ہیں، یہ شاعر ہیں بزرگ ان کی بات ہی نہ سنیں یہ جادوگر ہیں عورتیں خوف سے ان کے پاس سے بھاگ جائیں تو پھر ہمارا مشن اور ہمارا منصوبہ کامیاب کیسے ہوگا! پروردگار عالم کی سیاست الہیہ نے یہ طے کیا کہ محمدؐ کو اکیلا نہیں بھیجوں گا ان کے ساتھ ایک ٹیم جائے گی، ٹیم چلی، کاروان نبوت ساتھ چلا۔ علیؑ تم ساتھ آؤ، اگر بچے تماشہ بنائیں تو تم میری عقلمندی کا اعلان کرنا۔ خدیجہؑ میرے ساتھ چلو جب عورتیں خوفزدہ ہو کر ہٹنا چاہیں تو تم عورتوں کو میرے قریب کرنے اور میرے پیغام کے قریب کرنے کی کوشش کرنا اور ابوطالبؑ ساتھ ساتھ رہنا کہ جب شاعر کہہ کر سنجیدہ لوگون کو ہٹایا جائے تو تم میری سنجیدگی کا ثبوت بن جانا۔ اس لئے نزول قرآن کے آغاز میں یا علیؑ کا تذکرہ ہے یا ابوطالبؑ وخدیجہؑ کا تذکرہ ہے تو کیا علیؑ شریک کار نبوت نہیں ہیں؟۔ ابوطالبؑ وخدیجہؑ بھی شریک کار نبوت ہیں اسی لئے والضحیٰ میں آواز دی ''الم یجدک یتیما فاوی'' ہم نے تمہیں یتیم پایا اپنی آغوش میں لے لیا۔ آغوش ابوطالبؑ وا ہوئی تھی نا! جب عبدالمطلب دنیا سے جا رہے تھے تو پوتے کو اٹھایا اور ابوطالبؑ کی گود میں بٹھا دیا۔ اب آغوش ابوطالبؑ حصار ہے جسم محمدؐ کا۔ اگر شان محمدؐ کو سمجھنا ہے تو چلیں قرآن مجید کی طرف واپس۔ ذکر ہے محمدؐ عربی کا ''یا ایھا المزمل'' اے چادر کے اوڑھنے والے۔'' یا ایھا المدثر'' اے کمبل کے اوڑھنے والے۔ یہ چادر اور کمبل کا تذکرہ کہاں سے آ گیا؟ تو فقط ذات محبوب نہیں ہے اس ذات کو جو چیز سمیٹ لے وہ بھی محبوب ہے۔ اگر چادر سمیٹے تو چادر محبوب اور اگر کمبل سمیٹے تو کمبل محبوب ''لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد'' (بلد/ ۱، ۲) میں اسی شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تو اس شہر میں موجود ہے۔ ''ووجدک ضالا فھدیٰ'' (ضحیٰ/ ۸) اور تم مفلس تھے ہم نے تمہیں دولت دی، تمہیں تونگری دی، تمہیں دولت مند بنا دیا۔ دو آیتوں کا تعلق ابوطالبؑ سے ایک آیت کا تعلق خدیجہؑ سے، یتیمی میں آغوش میں لینے والے ابوطالبؑ گمنامی میں تعارف کروانے والے ابوطالبؑ مفلسی میں دولت دینے والی خدیجہؑ، تذکرہ ہے نا سورہ والضحیٰ میں یہ کس شان سے دولت آئی ہے پیغمبرؐ کے پاس! کردار خدیجہؑ کا یہ پہلو ہمیشہ یاد رکھیئے گا کہ اگر پیغمبرؐ نے پیغام دیا ہوتا اس سرمایہ دار خاتون کو تو پیغمبرؐ پر قیامت تک لالچ کا پیغام آجاتا، خدیجہؑ نے خود پیغام دے کر پیغمبر کو قیامت تک کے لئے الزام طمع سے بچا لیا، معیوب ہے یہ بات کہ عورت خود پیغام دے مرد کو، لیکن خدیجہؑ نے پیغام دیا تا کہ پیغمبرؐ پہ لالچ کا کوئی الزام نہ آنے پائے ورنہ جب ابوطالبؑ نے خطبہ نکاح پڑھا محمدؐ عربی کا تو آواز دی۔ اگر چہ میرے بھتیجے کے پاس مال نہیں ہے لیکن مال کیا ہے۔ اس لئے کہ مال تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ آج ہے کل نہیں ہے، میرے بھتیجے کے پاس جو شرف ہے وہ قیامت تک رہے گا۔ تو نگاہ ابوطالبؑ نبوت محمدؐ کو

نکاح کے وقت دیکھ رہی تھی۔ تو دونوں کا احسان ہے نبوت محمدؐ پر۔ کہا کہ جواب دے دو، ایک ام المومنین بنیں گی اور دوسرے کل ایمان کے باپ بن کر سامنے آئیں گے۔ اگر وہ مومنین کی ماں ہیں تو یہ کل ایمان کے باپ ہیں۔ پیغام خدیجہؑ کی طرف سے تھا، پیغمبرؐ نے پیغام نہیں دیا تھا، عیب ہے نا! عورت کیلئے اپنے پیغام کو کسی کے سامنے پیش کرنا، دستور دنیا کے خلاف ہے۔ لیکن چونکہ خدیجہؑ نے خود پیغام دیا۔ پیغمبرؐ کی عزت بچانے کے لئے۔ اب اسلام میں جو نکاح ہوں گے ان میں ایجاب عورت کی طرف سے ہوگا اور قبول مرد کی طرف سے ہوگا۔ یہ خدیجۃ الکبریٰؑ کا احسان ہے اور وہ ہمارے عبد خاص ابوطالبؑ کا احسان تھا۔ تو انہوں نے حفاظت کی، انہوں نے تحفظ کیا اور اس شان سے تحفظ کیا کہ بچے سلا دیئے ان کے مقام پر اور انہیں سلایا بچوں کے مقام پر کہ بچہ کٹ جائے لیکن محمدؐ بچ جائیں۔ تو جب بائیکاٹ ہوا مشرکین سے تو انبی محمدؐ نے کہا کہ چچا جا کے کہہ دیجئے مشرکین سے کہ وہ معاہدہ جو لکھا گیا تھا، صندوق میں بند تھا اور وہ صندوق خانہ کعبہ کے اندر بند تھا اسے دیمک چاٹ گئی۔ یہ شعب ابی طالبؑ کا بڑا مشہور واقعہ ہے۔ دو سال پہلے معاہدہ لکھا گیا۔ پیغمبرؐ خاندان سمیت گھاٹی میں رہے۔ جس گھاٹی کا نام شعب ابی طالبؑ ہے۔ مشرکین شہر میں ہیں اور اتنا شدید سوشل بائیکاٹ کہ بنی ہاشم شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ آئے شہر میں داخل ہوئے، مشرکین گھبرا گئے۔ سردار قریش اپنے معاہدے کے خلاف شہر میں کیوں آیا؟ ایک بھیڑ لگ گئی ابوطالبؑ کے چاروں طرف۔ کہا سردار قریش! کیسے آئے؟ کہا میرے بھتیجے نے کہا کہ جو معاہدہ صندوق میں بند ہے۔ اسے دیمک چاٹ گئی اور میرا بھتیجا جو کہتا ہے وہ سچ ہے۔ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ابوطالبؑ کا یہ جملہ سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس سے پہلے کہہ چکا ہے "لا الا الا اللہ" ابوطالبؑ نے کہا وہ سچ ہے۔ اس سے پہلے وہ کہہ چکا ہے محمد رسول اللہ ابوطالبؑ نے کہا وہ سچ ہے۔ کہا اچھا! اگر واقعاً اسے دیمک کھا گئی ہے تو ہم اس معاہدہ کو ختم کر دیں گے اور تمہاری آمد و رفت شہر میں ہو جائے گی، تم پھر گھاٹی سے شہر میں منتقل ہو جاؤ۔ لیکن یہ بتلاؤ اگر تمہارے بھتیجے کا کہا ہوا جھوٹ نکلا! تو کہا کہ میں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ چاہنا تو قتل کر دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دیکھا کردار ابوطالبؑ کا! کہاں اتنی حفاظت کہ انہیں چھپایا، بچے کو ان کے مقام پر لٹا دیا۔ بچہ کٹ جائے محمدؐ بچ جائیں اور آج کہہ رہے ہیں کہ اگر ان کی بات جھوٹ نکل گئی تو تمہارے حوالے کر دوں گا قتل کر دینا۔ یہ آ کر فکر ابوطالبؑ بدل کیسے گئی! تو ابوطالبؑ نے کہا کہ میرا بھتیجا جھوٹ نہیں بولتا اور اگر جھوٹ آ ہے۔ تو نبی نہیں ہے تو میں حفاظت تو نبوت کی کر رہا تھا، عام بھتیجے کی حفاظت کیوں کروں! تو خدا کی قسم! ابوطالبؑ جو حفاظت کر رہے تھے نا وہ خون کا رشتہ نہیں تھا، جو حفاظت کروا رہا تھا وہ رشتہ نبوت تھا جو تحفظ رسالتؐ پر مجبور تھا۔ ابوطالبؑ رسالت کا تحفظ کر رہے تھے، بھتیجے کا تحفظ نہیں کر رہے تھے۔ ابوطالبؑ کے بیٹے نے جو حفاظت کی کیا بھائی کی حفاظت کی؟ خدا کی قسم! اگر بھائی سے اتنی ہی محبت ہوتی علیؑ کو تو عقیل کی انگلیاں نہ جلا دیتے۔ کیسے پتہ چلے کہ یہ حفاظت کرنے والا بھائی کی حفاظت نہیں کر رہا نبوت کی حفاظت کر رہا ہے۔ اکیلا انسان ہے تلوار ساری ٹوٹی ہوئی ہے، کہنیوں سے خون جاری ہے۔ احد میں سارے جا چکے ہیں اور وہ اکیلا کھڑا ہے۔ حفاظت ہو رہی ہے نبوت کی۔ جنگ احد تین ہجری میں واقع ہوئی ہے۔ ساری فوج اسلام پہاڑوں کی طرف گئی وہ اکیلے علیؑ تھے۔ ایک مرتبہ جلال کے عالم میں پیغمبرؐ نے کہا علیؑ! تم بھی کیوں نہ بھاگ گئے؟ علیؑ نے جواب میں کہا "کے رسولؐ! کیا ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاؤں! حفاظت ہو رہی ہے رسولؐ کی اور حفاظت ہو رہی ہے ایمان کی اور بھاگ جانا کیا ہے؟۔ تین ہجری میں جنگ احد ہے۔ سوچا کہ کوئی ڈھنگ کا موقع آنے دو ہم بھی علیؑ کے ایمان میں شک کریں گے لیکن جب پانچ ہجری آئی تو پیغمبرؐ نے آواز دی "برز الایمان کلہ" یہ کل ایمان ہے اور اب ہے کسی میں مجال کہ نص پیغمبرؐ کی مخالفت کر سکے، علیؑ پر تو بے ایمان کا الزام لگنا نہیں تھا اس لیے اب منصوبے کو بدلا کہ علیؑ کے ایمان میں تو شک نہ کر سکے علیؑ کے باپ کے ایمان میں شک کر دو۔ ایک منصوبہ بنا ایک سازش تیار ہوئی کہ جب بھی علیؑ گزرتے ہوئے مل جائیں کہو کہ "یا علی ابوک فی النار" علیؑ! تمہارا باپ جہنم میں ہے۔ علیؑ نے سنا گزر گئے، بات مدینے کی ہے۔ حیثیت کا آدمی سامنے آیا کہا "یا علی ابوک فی النار)) اب چونکہ شخصیت تھی نا! اب علیؑ نے جواب دیا "انا قسیم الجنۃ والنار" جملہ دیکھیں علیؑ کا اور اس جملے کا وزن دیکھیں تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہوں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا "وابی فی النار" اپنے باپ کو جہنم بھیج دوں گا؟ جب تک بے نام و نسل اعتراض کرتے رہے علیؑ نے توجہ نہیں دی لیکن جب نسب والا، شخصیت والا، حیثیت والا سامنے آیا تو ایک جملہ کہا میں ہوں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا میں اپنے باپ کو جہنم میں بھیج دوں گا؟ یہ ہے تاریخ ابوطالبؑ کا کردار کہ ذات کی حفاظت نہیں ہے۔ رسالتؐ کی حفاظت ہے۔ پیام کی حفاظت ہے اور جب تاریخ آگے بڑھی اور ابوطالبؑ نے جگہ خالی کی تو ابوطالبؑ کا بیٹا سامنے آیا۔ اب رسالتؐ کی بھی حفاظت ہوگی پیغام کی بھی حفاظت ہوگی اور جب اور آگے بڑھا زمانہ تو اب نسل ابوطالبؑ تھی جو پیغام پروردگار عالم کو قیامت تک محفوظ کرنے کے لئے آگے بڑھی۔ کسی اور کا خاندان آگے نہیں بڑھا یہ کربلا میں شہید ہونے والے بنی ہاشم سارے کے سارے ابوطالبؑ کے فرزند تھے نا! کسی نہ کسی رشتے سے خاندان ابوطالبؑ میں تھے۔

مرثیہ حضرت عباس علمدارؑ

از بزم آفندی

وغا کو شیر الہٰی کا شیر آتا ہے ہوا کی طرح ، جہاں سر پہ خاک اڑاتا ہے
بہادروں کا بھی جی ڈر سے بیٹھا جاتا ہے ہر اک جوان رسالے کا تھرا تھراتا ہے
یہ غل ہے وقت سے پہلے نہ حشر آئے کہیں
کتاب ارض کا شیرازہ کھل نہ جائے کہیں

فرس کے اڑتے ہی یوسفؑ کا خواب تھا تہہ سُم کہ سجدہ کرتے ہیں محراب لعل میں انجم
اگر پلک سے بھی تھپکی دے دیدۂ مردم تو نکلے پٹھوں کے نقاروں سے صدا دھم دھم
فلک کو چھوڑ کے یہ اور سرزمیں چلتا
اسدؑ کے ہاتھ میں ہے باگ بس نہیں چلتا

پری کہوں تو پری کے یہ چشم و گوش کہاں ملک کہوں تو ملک میں یہ طیش و جوش کہاں
فلک کہوں تو فلک میں یہ ناؤ نوش کہاں کہوں جو رنگ حنا اس میں عقل و ہوش کہاں
ازل سے اڑ کے پہنچ جائے یوں قیامت میں
کہ جیسے شکر کی آواز گوش قدرت میں

لہو میں تیر کے دریا پہ راہوار آیا کنار نہر میں وہ در آبدار آیا
مگر ترائی میں ضیغم پئے شکار آیا کسی روش سے نہ دریا کو پھر قرار آیا
نشان شاہ سے مشکیزہ کھول کر چھوٹا
زمین کانپ گئی شیر بول کر چھوٹا

اتر کے شک بھری اشک خوں بہا کے چلے پیانہ آب یہ اک اور داغ کھا کے چلے
ہوئے خیام جو راہوار کو دبا کے چلے ادھر سے غول چراغ حسد جلا کے چلے
گھٹا میں آگیا نیّر گروہ ٹوٹ پڑے
علیؑ کے لال پہ آفت کے کوہ ٹوٹ پڑے

لگی ہوئی ہے نظر سوئے مشک دل کی طرح   یہی ہے دل میں کہ آنکھوں میں رکھ لوں تل کی طرح
جھکا ہوا ہے سوئے آب دل خجل کی طرح   نظر جھکی ہوئی خیمے سے منفعل کی طرح
خیال یہ ہے کہ افسوس دیر ہوتی ہے
یقین ہے کہ ہماری سکینہؑ روتی ہے

قیامت آئی سنبھل جاؤ اے عزادارو   پکارو شیر الہیٰ کو جلد اے یارو
ہوا جو قہر وہ دل میں سمجھ لو ہشیارو   زباں سے کیا میں کہوں ہاتھ سینوں پر مارو
زمین تو کانپ چکی آسماں گرتا ہے
اٹھاؤ حشر زمیں پر نشان گرتا ہے

پئے عزا کریں جلد باندھ لو باہم   ہوا وہ ظلم کہ آیا ہے پشت شاہؑ میں خم
گرا وہ شہؑ کا علم لو اٹھو پئے ماتم   بتولؑ آ گئی محفل میں لو اٹھاؤ علم
حسینؑ بزم میں آنکھوں سے خوں بہاتے ہیں
فرش پہ حضرت عباسؑ ڈگمگاتے ہیں

وہ بولی خیر ہے بھیا کوئی خبر آئی   کہا کہ آہ عدو کی مراد بر آئی
زمین مجھ کو لرزتی ہوئی نظر آئی   خزاں ریاض جناب امیرؑ پر آئی
تڑپتا ہے دل آگاہ کیا کروں زینبؑ
منگاؤں کیسے خبر آہ کیا کروں زینبؑ

پکاری در سے کہ اے بے وطن کے شیدائی   پھر آؤ جلد کہ مضطر ہیں آپؑ کے بھائی
رکے تو آئے گی خود واں بتولؑ کی جائی   غضب ہے بھول گئے بے جگر کی تنہائی
خبر نہیں کہ اخی بے قرار ہوتے ہیں
ارے میں کیا کروں لوگو حسینؑ روتے ہیں

حسینؑ منی

علامہ سید علی نقی

فرمایا جناب رسالتمآبؐ نے کہ "حسینؑ مجھ سے ہے" اور "میں حسینؑ سے ہوں"۔ "دوست رکھے خدا اس شخص کو جو دوست رکھے حسینؑ کو" اور "دشمن رکھے خدا اس کو جو دشمن رکھے حسینؑ کو" یہ رسولؐ اللہ کی حدیث ہے جس سے آپ کی انتہائی محبت اپنے فرزند حسینؑ سے ظاہر ہوتی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ جتنا رسولؐ اپنے نواسے کو چاہتے تھے اتنی کم کسی کو اپنے آل اولاد کی محبت ہوتی ہوگی۔ مگر پھر بھی رسولؐ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ جذبہ محبت میں کچھ ایسے الفاظ جاری کر دیں جن میں واقعیت نہ ہو۔ پہلا فقرہ کہ "حسینؑ مجھ سے ہیں" بالکل صاف ہے ہر شخص جانتا ہے کہ حسینؑ رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے فرزند تھے اس لئے ان کا وجود رسولؐ کی ذات سے ہوا۔ یعنی رسولؐ اصل ہیں اور حسینؑ شاخ۔ مگر دوسرا فقرہ کہ "میں حسینؑ سے ہوں" اس کا کیا مطلب ہے؟ ظاہر ہے کہ رسولؐ کی ہستی حسینؑ کے وجود کا نتیجہ ہے۔ ہاں ہوسکتا ہے یہ مطلب کہ میری خوشنودی حسینؑ کی رضامندی سے وابستہ ہے یعنی کوئی شخص میری محبت کا دعویدار یا میری شفاعت کا طلبگار ہو تو اسے حسینؑ کی محبت ضروری ہے۔ شائد حضرتؐ کے پیش نظر ہوگا یہ کہ امت والے میرا کلمہ پڑھیں گے، میری رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے، پھر بھی میرے فرزند حسینؑ کو کچھ بھی نہ سمجھیں گے بلکہ تلواریں لے کر اس کے قتل پر آمادہ ہو جائیں گے۔ آج بھی آپ دیکھئے کہ بہت سے رسول کا کلمہ پڑھنے والے حسینؑ کے ذکر اور ان کے غم کو مٹانا چاہتے ہیں۔ رسالتمآبؐ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ میری محبت، مجھ سے عقیدت اور میری رسالت انسان کو اسی وقت فائدہ پہنچا سکتی ہے جب وہ حسینؑ کی محبت بھی رکھے اور ان کی عزت بھی کرے۔ اب دونوں فقروں کو ایک ہی نگاہ سے ملاحظہ کیجئے۔ حسینؑ رسولؐ سے ہیں، یعنی جو کوئی رسولؐ ہی کی عزت نہیں سمجھتا۔ رسولؐ کے احکام کی اطاعت نہیں کرتا، وہ لاکھ زبان سے حسینؑ کی محبت کا دم بھرے مگر اس کا دعویٰ ہرگز درست نہیں ہے کیونکہ حسینؑ نے تو اپنے ناناؐ کی شریعت ہی کیلئے گھر بار اپنا تاراج کرا دیا۔ دین پیغمبرؐ کی کھیتی کو اپنے بلکہ اپنے بچوں تک کے خون سے سیراب کیا۔ پھر حسینؑ کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ ان کا دوست خدا اور رسولؐ کے احکام کی اطاعت ضروری نہ سمجھے اور رسول حسینؑ سے ہیں یعنی بغیر حسینؑ کی محبت کے رسولؐ کی رسالت کا اقرار کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ آخر وہ محمد رسول اللہ کہنے والے تھے جو کربلا میں تلواریں کھینچے ہوئے فرزند رسولؐ کے قتل پر آمادہ تھے۔ ہرگز رسولؐ اس کو اپنی امت میں شمار نہیں کریں گے نہ وہ واقعی مسلمان سمجھے جاسکتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ حسینؑ رسولؐ سے ہیں یعنی ان کی ذات رسولؐ کے وجود کا نتیجہ ہے اور رسول حسینؑ سے ہیں یعنی حضرت رسولؐ کی رسالت کی بقا دنیا میں حسینؑ کی بدولت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بنی امیہ کے ہاتھوں شریعت اسلام تباہ و برباد ہوگئی تھی۔ اگر حسینؑ اپنا سر دے کر اس شریعت کی تعلیم کو پھر زندہ نہ کر لیتے۔ شاید اسی لئے رسالتمآبؐ اپنے فرزند کے ساتھ طرح طرح سے اظہار محبت کرتے تھے کبھی ایسا ہوا کہ خطبہ پڑھ رہے ہیں اور حسینؑ آ گئے۔ دامن میں پاؤں الجھا اور گر پڑے، تو رسولؐ نے خطبہ قطع کر دیا منبر پر سے اترے اور حسینؑ کو اٹھا کر پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ کاش امت اس کو دیکھتی مگر اس نے تو دیکھا اور رسولؐ کی ہر بات کا جواب الٹا دیا۔ اگر رسول حسینؑ کے لئے خطبہ قطع کرتے تھے تو امت نے روز عاشور خود حسینؑ کے کلام کو طرح طرح سے قطع کیا۔ اگر رسول حسینؑ کو گرتے دیکھ کر خود ممبر سے اتر آتے تھے تو امت نے خود حسینؑ کو نیزے مار کر گھوڑے سے گرایا۔ کہ رسولؐ تو حسینؑ کیلئے اپنی نماز کو طول دیں اور امت خود حسینؑ کو نماز کی مہلت نہ دے بلکہ اس سوال پر کچھ اس طرح کا جواب دیا جائے کہ حبیب ابن مظاہر بے چین ہو جائیں اور جواب دیں کہ ارے کیا قیامت ہے فرزند رسولؐ کی نماز قبول نہ ہو اور تم لوگوں کی نماز قبول ہوگی۔ کبھی اس طرح رسولؐ نے اظہار محبت کیا کہ حسینؑ کو اپنے دوش پر بلند کر کے چلے۔ جب راستہ میں کوئی کہتا کہ اب ہم کو دے دیجئے ہم اپنے دوش پر لے لیں تو فرماتے تھے نہیں مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میرا نواسا میرے دوش پر رہے۔ مگر افسوس امت نے اس کی پیروی عجب طرح کی۔ رسول تو حسینؑ کو دوش پر بلند کرتے تھے اور امت نے ان کے سر کو نوک نیزہ پر بلند کیا اور اس طرح کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لے گئے۔ قیامت تو یہ تھی کہ اہل حرم ساتھ تھے اور ان کی نگاہیں اس قیامت کے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ کیا گزرتی ہوگی زینبؑ کے دل پر کہ اپنے بھائی کے سر کو ہر وقت اس عالم میں دیکھ رہی تھیں اور سکینہؑ کے ننھے سے دل پر کیا بیتی ہوگی جب اپنے چاہنے والے باپ کے سر بریدہ پر اس حالت میں نظر ڈالتی تھیں۔ رسالتمآبؐ کے اظہار محبت کا حسینؑ کے ساتھ ایک یہ طریقہ بھی تھا کہ حسینؑ کے منہ پر منہ رکھتے تھے اور لبوں کے بوسے لیتے تھے۔ یہ وہ واقعہ تھا جسے زید بن ارقم نے یاد کیا اس وقت جب سر حسینؑ ابن زیاد کے پاس لایا گیا ہے۔ عجب موقع تھا ابن زیاد نے قصر دارالامارہ میں اجلاس عام کیا ہے اور تمام اہل کوفہ کو اجازت حضوری دی گئی ہے۔ بھرا ہوا دربار، اور اس میں حکم ہوا کہ سر حسینؑ لایا جائے۔ سر مبارک لا کر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ ابن زیاد شقی کا دل سر کو دیکھ کر رنجیدہ کیا ہوتا۔ اسے تو خوشی حاصل ہوئی تھی وہ سر کو دیکھ کر مسکرانے لگا اور ہاتھ میں اس شقی کے ایک چھڑی تھی۔ تصریح سے نہ عرض کروں گا۔ ایسی بے ادبی کی کہ زید بن ارقم صحابی رسولؐ کو تاب نہ رہی۔ کہنے لگے ہٹا اپنی چھڑی کو ان لبوں سے۔ خدا کی قسم میں نے ان لبوں پر رسولؐ اللہ کے لبوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ ابن زیاد کو غصہ آ گیا کہا اگر تم اتنے سن رسیدہ نہ ہوتے تو میں ابھی تمہارے قتل کا حکم دیتا۔ مجبور ہو کر زید بن ارقم اپنے گھر چلے گئے۔ حسینؑ نے سر دینا گوارا کر لیا مگر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا گوارہ نہ کی کیونکہ یزید اپنے افعال و کردار سے شریعت اسلام کو مٹا رہا تھا اور گناہوں کو رواج دے رہا تھا۔ اسی لئے تو خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ان الفاظ میں امام حسینؑ کو خراج عقیدت پیش کیا۔..... شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ ..... دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ ..... سر داد نہ داد دست در دست یزید ..... حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ ..... کوئی شک نہیں کہ حسینؑ نے لا الہ الا اللہ کی بنیادوں کو ازسرنو قائم کر دیا اور وہ عمارت جو رسولؐ اسلام نے بلند کی تھی مگر بنی امیہ کے ہاتھوں سرنگوں ہونے لگی تھی حسینؑ نے پھر دنیا میں قائم کر دی۔

قرآن و محمدؐ و آل محمدؐ کی نظر میں باعظمت خواتین

علامہ سید ضمیر اختر نقوی

رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا ''علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک''۔ یعنی عرب کے غیر تہذیب یافتہ معاشرے میں صرف بنی ہاشم علم و ادراک کی ان اعلیٰ منزلوں پر فائز تھے کہ جہاں یہ شعور موجود ہو کہ ماں کی آغوش بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ حدیث عورت کے صاحب علم اور صاحب نظر ہونے کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ قرآن نے بھی عورت کی اہمیت اور اس کے معاشرے میں کارگر ہونے کو ضروری جانا ہے۔ یعنی تقویٰ اور حسن عمل کی منزل میں جہاں کالے، گورے، جوان، بوڑھے برابر ہیں وہیں اللہ نے عورت اور مرد کا ذکر بھی برابری کے درجے پر کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ احزاب میں ارشاد خداوندی ہے......ترجمہ...... بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیا کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ نے صاف اور واضح الفاظ میں بتادیا کہ عزت وذلت اور سربلندی ونگوں بختی کا معیار صلاح وتقویٰ اور سیرت واخلاق ہے جو اس کسوٹی پر جتنا کھرا ثابت ہوگا اتنا ہی خدا کی نگاہ میں قابل قدر اور مستحق اکرام ہوگا۔ سورہ النحل میں ارشاد ہوا......ترجمہ...... جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو ہم اسے پاکیزہ حیات عطا کریں گے اور انہیں ان اعمال سے بہتر جزا دیں گے جو وہ زندگی میں انجام دے رہے تھے۔ قرآن نے تربیت کے معیارات بتائے ہیں اور چونکہ قرآن انسانوں کی رہنمائی کیلئے نازل ہوا اس لئے اللہ نے اپنے محبوب کو بشکل انسان قرآن کی تشریح کرنے کیلئے بھیجا کہ ہمارا نبیؐ آیتیں پڑھے گا اور اپنے عمل سے اس کی تشریح وتفسیر بھی کرے گا۔ اس لئے نبیؐ نے اپنے گھر میں ہی معاشرے کے سدھار کیلئے سیرتیں ترتیب دیں اور بتایا کہ اگر تم اچھی اولاد بننا چاہتے ہو تو حسنینؑ کو دیکھو اور اگر تم اچھے باپ بننا چاہتے ہو تو مجھے دیکھو۔ اگر تم اچھے شوہر بننا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو اگر تم میں سے کوئی عورت اچھی زوجہ، اچھی بیٹی اور اچھی ماں بننا چاہتی ہے تو میری بیٹی فاطمہؑ کی سیرت پر عمل کرے۔ ایک اور معیار بھی حضرت علیؑ نے عام انسانون کیلئے قائم کرکے بتادیا۔ کیا علیؑ خود نہیں جانتے تھے کہ عرب میں سب سے بہادر، شجاع قبیلہ کون سا ہے؟ لیکن علیؑ کا اپنے بھائی عقیلؑ کو مخاطب کرنا اور یہ کہنا کہ بھائی میں چاہتا ہوں کہ عرب کے کس شجاع ترین قبیلے کی خاتون سے شادی کروں تا کہ وہ فرزند پیدا ہو جو کربلا میں حسینؑ کے کام آئے، علیؑ کا جملہ دراصل عام انسانوں کیلئے پیغام ہے کہ ہمیشہ اپنے گھر میں ایسی خاتون بیاہ کے لانا جو تمہارے بچوں کی پرورش ولایت علیؑ اور غم حسینؑ پر کرے۔ جب علیؑ جیسا امام اس بات کا اہتمام کر رہا ہے تو ہمارے لئے تو اس سیرت پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن نے جابجا اچھی عورتوں کی سیرت کا ذکر کیا اور ذکر کرکے بتایا کہ کائنات کی عورتیں ان اچھی عورتوں کی سیرت کو اپنائیں۔

وہ گیارہ عورتیں جن کا ذکر قرآن میں ہے

پہلی عورت حواؑ ہیں جو تمام مردوں کی ماں ہیں سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے آدم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہائش اختیار کرو''۔

دوسری سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ ذاریات میں فرماتا ہے......ترجمہ...... یہ سن کر ان کی زوجہ شور مچاتی ہوئی آئیں اور انہوں نے منہ پیٹ لیا کہ میں بڑھیا بانجھ (یہ کیا بات ہے)۔ ان لوگوں نے کہا یہ ایسا ہی ہوگا یہ تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے۔ وہ بڑی حکمت والا اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ ''فرشتوں نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی بشارت دی۔ سارہ زوجہ ابراہیمؑ چہرے پر تعجب سے طمانچے مارنے لگیں کہ میں بوڑھی ہوچکی ہوں اولاد کیونکر پیدا کروں گی''۔ فرشتوں نے کہا ''ایسا ہی ہوگا یہ تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے۔ وہ حکیم وعلیم ہے''۔ حسب وعدہ الٰہی اگلے سال معینہ وقت پر جناب سارہؑ کے یہاں فرزند کی ولادت ہوئی، ان کا نام اسحاقؑ رکھا گیا۔

تیسری ایشبع زوجہ ذکریاؑ ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے سورہ مریم میں......ترجمہ...... کہیعص یہ ذکریا کے ساتھ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے۔ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دھیمی آواز سے پکارا۔ کہا کہ پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے بھڑک اٹھا ہے اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں اور مجھے اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے خطرہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو اب مجھے ایک ایسا ولی اور وارث

عطا فرمادے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دے۔ زوجہ ذکریاؑ ایشبع اور جناب ذکریاؑ کافی بوڑھے ہو چکے تھے جب حضرت جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ اللہ نے تمہاری عبادت اور دعاؤں کے صلے میں تمہیں ایک بیٹا دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

چوتھی بلقیس زوجہ سلیمان ہیں سورہ نحل میں خدا فرماتا ہے...... ترجمہ...... ہدہد نے کہا میں نے ایک عورت کو ان لوگوں کی مالکہ دیکھا جس کو ہر چیز میسر ہے اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔

پانچویں رحمہ بنت مزاحم بن یوسف بن یعقوب زوجہ ایوب خداوندی تعالیٰ سورہ ص میں فرماتا ہے...... ترجمہ...... ہم نے اس کی اہلیہ اور اس کے ساتھیوں کو بخشش عطا کی اور یہ صاحبان عقل کیلئے نصیحت ہے۔

چھٹی صفوراء زوجہ موسیٰ بن عمران ہیں۔ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... ترجمہ...... (حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا) میں چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی ایک بیٹی کا عقد کردوں تاکہ میرے پاس آٹھ سال رہو اگر دس سال رہو گے تو یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہوگا۔

ساتویں زلیخا زوجہ یوسفؑ خداوند تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتا ہے...... ترجمہ...... جس شخص نے مصر میں اپنی عورت کیلئے یوسف کو خریدا۔ کہا اس کی اچھی دیکھ بھال کرو ممکن ہے یہ ہمیں فائدہ دے اور ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ زلیخا کی زبانی حکایت نقل کرتا ہے (سورہ یوسف آیت 51) اب مجھ پر حق واضح ہوا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوتی اگر تم پیغمبرؐ آخر زمان کو دیکھتیں جس کا نام محمدؐ ہے۔ آپؐ مجھ سے زیادہ خوبصورت زیادہ با اخلاق، زیادہ نیک اور زیادہ سخی ہیں؟۔ زلیخا! آپ نے سچ فرمایا۔ یوسفؑ! اس کا کیا ثبوت ہے کہ میں نے سچ کہا ہے؟۔ زلیخا! جب آپ نے محمدؐ کا نام لیا ہے اس وقت آپؐ کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔ خدا نے یوسف کو وحی کی زلیخا سچ کہتی ہے چونکہ زلیخا محمدؐ کو دوست رکھتی ہے میں زلیخا کو دوست رکھتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ زلیخا سے شادی کرلو۔

آٹھویں آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ قصص میں فرماتا ہے...... ترجمہ...... فرعون کی عورت نے کہا موسیٰؑ کو قتل نہ کرو یہ میرے اور تمہارے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے یا اس کو اپنا فرزند بنالیں گے اور وہ موسیٰؑ کو نہیں جانتے تھے۔ سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... ترجمہ...... ''خدا نے ایمان والوں سے فرعون کی عورت کی مثال بیان کی جس نے کہا پالنے والے میرے لئے جنت میں گھر بنا مجھے فرعون اور اس کے افعال سے نجات دے اور ظالم قوم سے نجات دے''۔ خصال میں رسول اللہؐ سے روایت درج ہے آپ نے فرمایا۔ تین اشخاص نے ایک لحہ بھی کفر نہیں کیا۔ ومن ال یسین ۔علیؑ ابن ابی طالب ۔آسیہ زوجہ فرعون۔ بحار جلد 10 میں ابن بابویہ قمی رسولؐ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت چار عورتوں کی بہشت مشتاق ہے جناب مریمؑ بنت عمران۔ جناب آسیہ زوجہ فرعون۔ خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ۔

نویں مریم بنت عمران والدہ حضرت عیسیٰؑ خداوند عالم نے آپ کا قرآن میں چند مقامات پر ذکر کیا ہے واضح طور پر جہاں آپ کی مدح کی گئی ہے وہ سورہ آل عمران کی آیات ہیں...... ترجمہ...... فرشتوں نے مریمؑ سے کہا خدا نے آپ کو برگزیرہ کیا اور پاک کیا۔ کائنات کی عورتوں سے برگزیدہ کیا اے مریمؑ اپنے رب کے لئے سجدہ کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔

دسویں خدیجہؑ بنت خویلد زوجہ خاتم النبیینؐ ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ ضحیٰ میں فرمایا ہے...... ترجمہ...... تمہیں فقیر پایا غنی کردیا۔ معانی وہ مخدومہ ہیں جو سب سے پہلے رسولؐ اللہ پر ایمان لائیں۔ امالی طوسی میں آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علیؑ اور عورتوں میں خدیجہ آنحضرتؐ پر ایمان لائیں۔ علامہ مجلسی ''بحار الانوار'' میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب شب معراج میں آسمان سے زمین کی طرف آنے لگا تو جبرائیلؑ سے پوچھا تجھے زمین پر کوئی کام ہے کہا خداوند تعالیٰ کا اور میرا خدیجہؑ کو سلام پہنچا دینا۔

گیارھویں حضرت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ ہیں چند مقامات پر خداوند عالم نے آپ کی مدح فرمائی ہے۔ سورہ رحمان، سورہ قدر، سورہ کوثر اور سورہ ھل اتی میں آپ کی تعریف ہے۔ بحار جلد ۱۰ میں مناقب سے منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ سورہ ھل اتی میں بہشت کی تمام نعمتوں کا ذکر ہے مگر حوروں کا ذکر نہیں ہے فرمایا فاطمہؑ کے اجلال اور بزرگی کی خاطر۔ سورہ لیلۃ القدر کی تفسیر بھی آپ کی شان ہے چنانچہ بحار جلد ۱۰ تفسیر فرات بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''انا انزلناہ فی لیلۃ القدر''۔ لیل (رات) سے مراد فاطمہؑ۔ القدر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے فاطمہؑ کو پہچان لیا اس نے شب قدر کو پالیا۔ شاید اس روایت سے یہ مطلب اخذ ہو کہ فاطمہؑ شب قدر کی مانند ہیں'' جس طرح کسی شخص کو معلوم نہیں کہ شب قدر کی رات کون سی ہے اسی طرح فاطمہ کی جلالت القدر کو کوئی شخص کما حقہ نہیں سمجھ سکتا۔ شب مبارکہ کی تفسیر بھی سیدہ کونین سلام اللہ علیہا ہیں۔ بحار الانوار کی گیارھویں جلد میں تحریر ہے کہ ایک یہودی نے حضرت موسیٰؑ بن جعفر سے سوال کیا کہ حم والکتاب المبین اور سورۃ القدر کی باطنی تفسیر کیا ہے فرمایا حم سے مراد محمدؐ۔ کتاب مبین سے مراد امیر المومنینؑ اور لیلۃ المبارک سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں۔ ''اللہ آسمانوں کو اور زمین کو روشن کرنے والا ہے، اس کے نور کی مثال اس روشندان کی ہے۔ جس میں ایک زبردست چراغ ہو وہ چراغ ایسے شیشے کی قندیل میں ہو۔ وہ قندیل ایسی ہو جیسے ایک چمکتا ہوا تارا زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے روشن ہو، جو شرقی ہے نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔ گو آگ اس کو نہ چھوئے، وہ نور بالائے نور ہے، اللہ جس کو

چاہتا ہے اپنے نور کی راہ بتلا دیتا ہے"۔ امام محمد باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "خدا کے نور کی مثال اس طرح ہے۔ جس طرح چراغ فانوس میں ہو فرمایا فانوس سے مراد علم ہے جو نبیؐ کے سینہ میں ہے" "شیشے میں ہے"۔ شیشے سے نبیؐ کا سینہ مراد ہے، نبیؐ کے سینے سے علم علیؑ کے سینہ میں رسولؐ کی تعلیم سے منتقل ہوا۔ وہ قندیل ایسی ہو جیسا چمکتا ہوا تارا۔ زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہو۔ اس سے نور العلم مراد ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ ہی غربی، یعنی نہ نصرانیت ہے اور نہ ہی یہودیت......ترجمہ......قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے، آگ اس کو نہ چھوئے وہ نور بالائے نور ہے۔ فرمایا آل محمدؐ کا علم سوال کرنے سے پہلے بولنے لگ جاتا ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے اس آیت کی یوں تفسیر فرمائی......ترجمہ . . . مصباح سے مراد امام حسنؑ ہیں، فی زجاجۃ سے حسینؑ کا نحا کوکب "ذری" فاطمہؑ ہیں، جو کائنات کی عورتوں میں کوکب دری ہیں۔ یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد ابراہیمؑ لاشرقیۃ ولاعربیۃ سے مراد یہودیت اور نصرانیت کی نفی ہے، یکالاز-یتھالفئی سے مراد ہے کہ درخت مبارکہ سے علم کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ انھا لا حدی الکبر (سورہ مدثر آیت 35) کی تفسیر میں مراد فاطمہؑ ہیں۔ تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے (سورہ مدثر۔ ۳۵) وہ فاطمہؑ بڑوں میں ایک ہیں اور بشر کو ڈرانے والی ہیں۔ ابن عباس سے روایت منقول ہے۔ خدا نے یہ آیت نازل کی مرج البحرین یلتقیان دو موجیں مارتے ہوئے سمندر، خدا نے کہا میں نے دو سمندروں کو بھیجا ایک علیؑ ہیں جو علم کا سمندر ہیں دوسری فاطمہؑ ہیں جو نبوت کا سمندر ہیں آپس میں متصل ہوتے ہیں۔ میں خدا ہوں ان کے درمیان میں نے وصلت قرار دی ہے۔ اے گروہ جن و انس اللہ تعالیٰ کی کونسی نعمت کی تکذیب کرتے ہو ولایت علیؑ کی یا حب فاطمہ زہراؑ کی۔ لولو سے مراد حسنؑ ہیں مرجان سے حسینؑ مراد ہیں۔ لولو بڑا ہوتا ہے اور مرجان چھوٹا ہوتا ہے۔ آیت مباہلہ میں نسائنا سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں۔ صاحب حار طبری سے روایت نقل کرتے ہیں باتفاق نسائنا سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں۔ میدان مباہلہ میں علیؑ فاطمہ اور حسنینؑ کے سوا کوئی شخص رسولؐ اللہ کے ساتھ نہیں گیا تھا انفسنا سے مراد امیر المومنینؑ ہیں جو نفس پیغمبرؐ ہیں۔

زوجہ عفیفہ صالحہ سعادت عظیمہ ہے۔

فروع کافی میں رسولؐ سے روایت منقول ہے کہ خداوند عالم حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میں اپنے بندے کے درمیان دنیا اور آخرت کی بھلائی کو جمع کروں تو میں اس کے دل کو خشوع کرنے والا۔ زبان کو خدا کی یاد کرنے والی اور اس کے بدن کو مصیبت پر صبر کرنے والا اس کو زوجہ صالحہ عطا کرتا ہوں اب اس کی طرف نظر کرے تو خوش ہو جائے جب وہ شخص گھر سے باہر چلا جائے تو اس کی جان اور مال کی حفاظت کرے عفت اور صلاحیت کے لحاظ سے عورتوں کے کئی درجے ہیں۔ اعلیٰ درجات کی وہ بیویاں ہیں جو عالمہ، عارفہ اور عفیفہ ہوں۔ یہ سعادت اہل بیت عصمت اور طہارت کو ملی ہے۔

نوحہ پنجابی

شاعر آل عبا نقوی آف پنڈی گھیپ

حسینؑ وارث ہے انبیاءؑ دا حسینؑ ہے لاج لا الہ دی
یزید گم نام نامراد اے حشر تائیں لعنت ہسی خدا دی

حسینؑ ذات جلی داناں اے علیؑ داناں ہے نبیؐ دا ناں ہے
یزید شیطان دا نمائندہ اے حسینؑ پہچان کبریا دی

حسینؑ آدم دی آدمیت حسینؑ خالق دی کل شریعت
یزید انسانیت دا دشمن حسینؑ دے دید اولیا دی

حسینؑ آب حیات ڈیندا اے نماز روزے تلا وتاں کوں
یزید قاتل عبادتاں دا حسینؑ زندگی ہے سجدہ گاہ دی

یزید حسب نسب توں ناری حسینؑ نوک سناں دا قاری
یزید بے شرم بے حیا ہے حسینؑ بنیاد ہے حیا دی

حسینؑ دے دس توں کہڑے کہڑے فضائل نقوی بیاں کریسیں
حسینؑ دے صدقے قائم دنیا حسینؑ زینت ہے ہر دعا دی

قمر بنی ہاشم

علامہ سید وقار حسن تقوی کراچی

کسی شخص کے حالات پر نظر کرنے کیلئے اس نکتہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس نے کس دور میں اپنے بزرگوں سے کیا لیا اور اس کے بزرگوں نے اس کی تربیت پر کس قدر توجہ فرمائی لہذا حضرت عباسؑ کے حالات کو سمجھنے کیلئے یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ مولائے کائنات نے آپ کی تربیت عام بچوں کی طرح نہیں فرمائی۔

تاریخی واقعات کے اعتبار سے جناب عباسؑ کی زندگی کو تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ حصہ جو آپ نے جناب امیر کے زیر سایہ گزارا ہے۔ دوسرا حصہ جو جناب امیر کی شہادت سے شروع ہوتا ہے اور امام حسنؑ کی شہادت تک اور تیسرا حصہ امام حسینؑ کی شہادت سے کربلا تک محیط ہے یعنی شعور کی ابتدائی منزلیں جناب امیر کے زیر سایہ طے کی ہیں اور باقی زندگی کے مراحل دونوں بھائیوں کے دور امامت میں طے کئے ہیں۔

آپ کی حیات دنیا کے حالات وواقعات کی روایت کسی ایرے غیرے سے نہیں بلکہ معصومینؑ ہی سے ملتی ہے۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں ''ہم آل محمد مجسم توحید ہیں اور ہماری روح کا نام عباسؑ ہے جبکہ امام محمد تقیؑ فرماتے ہیں کہ عباسؑ کو سمجھنے کیلئے معصوم ہونا ضروری ہے۔

جناب عباسؑ کی وراثتی صفات پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ عباسؑ بہادر نہ ہوتے تو جناب عقیلؑ کی جستجو بیکار قرار پاتی، عباسؑ شجاع نہ ہوتے تو امیر المومنین کا انتخاب بے معنی ہو جاتا

کیوں نہ عباسؑ ہوتے مثل علیؑ
شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے

امام جعفر صادقؑ نے ابوحمزہ ثمالی کی روایت میں زیارت حضرت ابوالفضل عباسؑ میں فرمایا سلام ہو آپ پر اے علیؑ کے فرزند جو اسلام میں ساری قوم سے اول، ایمان میں سب سے مقدم، دین الٰہی میں سب سے زیادہ مستقیم اور اسلام کے سب سے بڑے محافظ تھے۔ آپؑ اسلام وایمان کے بارے میں مشہور واقعہ ہے کہ زمانہ کمسنی میں ایک مرتبہ آپؑ مولائے کائنات کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے، مولاؑ نے فرمایا بیٹا عباسؑ کہو ایک، عباسؑ نے کہا ایک، مولاؑ نے فرمایا کہو دو، جناب عباسؑ خاموش ہیں۔ مولاؑ نے پھر فرمایا عباسؑ کہو دو، جناب عباسؑ فرماتے ہیں بابا جان مجھے شرم آتی ہے کہ جس زبان سے ایک کہہ دیا ہے اس سے دو کس طرح کہوں؟ توحید کے ساتھ یہ وفاداری عقیدہ اسلام کا یہ انداز

> عباس نسل ابراہیمؑ ذریت اسماعیلؑ، آل ابی طالبؑ اور اولاد علیؑ کی وفاؤں کا خلاصہ ہے

جب زباں پر کبھی آجاتا ہے نام عباسؑ
دیر تک ہونٹوں سے خوشبوئے وفا آتی ہے

آج بھی جب وفا کا نام زبان پر آتا ہے تو سب سے پہلے عباسؑ کا تصور صفحہ ذہن پر ابھرتا ہے۔ قمر بنی ہاشم کو یہ وصف بھی بزرگوں سے وراثت میں ملا تھا، قرآن مجید نے اسی کمال وفا کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا اور جناب ابراہیمؑ کے بعد یہ سلسلہ وفا حضرت اسماعیلؑ کے ذریعے آگے بڑھا اور تاریخ میں جن افراد کا تذکرہ ملتا ہے وہ حالات اور واقعات کے ساتھ ساتھ جناب ابوطالبؑ تک پہنچا۔ جناب ابوطالبؑ کی نسل میں یوں تو سب ہی کسی نہ کسی منزل وفا پر فائز تھے لیکن خصوصیت کے ساتھ مولائے کائنات کا نام آسمان وفا پر جگمگا رہا ہے اور آپ کی وفاداری کا اعلان آیات قرآن کرتی نظر آتی ہیں اور عباسؑ نسل ابراہیمؑ ذریت اسماعیلؑ، آل ابی طالبؑ اور اولاد علیؑ کی وفاؤں کا خلاصہ ہے۔ عباسؑ کے کردار میں ہر وفا کا نقش نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ عباسؑ کی زندگی میں وفا اس طرح رچ بس گئی ہے کہ نہ عباسؑ کو وفا سے جدا کرنا ممکن ہے اور نہ وفا کا عباسؑ سے جدا کرنا۔ اگر وفائے عباسؑ میں ادنی سا فرق پیدا ہو جائے تو یہ عباسؑ کے کردار کی کمزوری نہ ہوگی بلکہ اعتماد علیؑ کی کمزور ہوگی جس کا کوئی امکان سوچنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ جناب عباسؑ کے مشہور ومعروف القاب میں ایک لقب قمر بنی ہاشم بھی ہے اور یہ صرف لقب ہی نہیں آپ کے وراثتی اوصاف میں بھی شامل ہے یعنی حضرت عباسؑ صرف حسن وجمال ہی کی بنا پر ایسے نہیں تھے کہ آپ کو لفظ قمر سے تعبیر کیا جاتا بلکہ آپ کی ہستی میں اس لفظ کی مکمل معنویت پائی جاتی تھی، یوں تو تاریخ نے ہر دور میں ہاشمی گھرانے کی مخصوص وجاہت اور اس کے نمایاں

افراد کے غیر معمولی حسن و جمال کا اعتراف کیا ہے اور یہ قمریت اس خانوادہ کا طرہ امتیاز رہی ہے۔ جناب ہاشم کے والد ماجد جناب عبدالمناف ''قمر بطحا'' تھے۔ جناب عبداللہ حضور اکرم کے والد گرامی ''قمر حرم'' کے نام سے مشہور تھے۔ خود مولائے کائنات کے بارے میں قرآن مجید میں اعلان ہوا ''والقمر اذ تلاھا'' اور امام حسینؑ کے بارے میں مورخ کربلا نے لکھا کہ ''سر امام مظلومؑ نوک نیزہ پر اس طرح چمک رہا تھا جیسے چاند (قمر) الغرض اس خاندان کے بزرگوں میں بھی قمر رہے ہیں اور بعد میں آنے والے سلسلے میں بھی ہر معصوم ایک قمر امامت ہی تھا لیکن اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر ایک کی قمریت کا انداز جدا جدا ہے۔ جناب عبدالمناف بطحا کے قمر تھے تو جناب عبداللہ حرم کے قمر تھے نہ بطحا میں عبدالمناف کا مثل تھا اور نہ حدود حرم میں جناب عبداللہ کا جواب لیکن جناب عباسؑ کا امتیاز یہ ہے کہ ان کی قمریت بنی ہاشم کی طرف منسوب ہے۔ یعنی تاریخی اعتبار سے بطحا کے اہل حسن و جمال جمع کر لئے جائیں تو حضرت عبدالمناف قمر ہیں۔ حرم کے حسینوں کا اجتماع ہو جائے تو جناب عبداللہ قمر ہیں، اتباع رسولؐ میں حضرت علیؑ قمر ہیں۔ راہ خدا میں سر کٹا کر نیزہ پر سر بلند ہوں تو حسینؑ قمر ہیں اور سارے بنی ہاشم ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو عباسؑ قمر بنی ہاشم ہیں۔ اسی طرح کسی تشنہ لب اور تشنہ جگر کو سیراب کرنا ایک ایسا عمل خیر ہے جس کے احسن ہونے پر عقل و شرع دونوں کا اتفاق ہے، عقلی اعتبار سے سیرابی ایک ضرورت مند کی حاجت روائی اور شرعی اعتبار سے یہ عمل خیر اتنا عظیم عمل ہے کہ خود مالک کائنات نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ انسانوں کو سیراب کرنا تو بڑی بات ہے مالک کائنات نے جانوروں کے سیراب کرنے کو بھی اپنے عظیم احسانات اور پانی کے اسباب تخلیق میں یہ کہہ کر شمار کیا کہ القرآن ''ہم نے آسمانوں سے پانی اس لئے نازل کیا کہ اس سے مردہ زمینوں کو زندہ بنائیں اور حیوانات و انسان کو سیراب کریں۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو حضرت عباسؑ کو سقائی کا منصب بھی وراثت میں ملا، سقائے سکینہ حضرت عباسؑ کے بزرگوں کی فہرست میں پہلا نام قصی (جناب ہاشم کے دادا) کا آتا ہے جن کی سقائی کے سامنے تمام قریش کی گردنیں خم تھیں آپ حاجیوں کو شیریں پانی سے سیراب کیا کرتے تھے آپ کے بعد یہ ورثہ جناب عبدالمطلب کو ملا، آپ کے بعد یہ ذمہ داری جناب ابوطالبؑ نے سنبھالی۔ جناب ابوطالبؑ کے بعد سقائی کا یہ منصب مولائے کائنات

> حضرت عباسؑ کو سقائی کا منصب بھی وراثت میں ملا، سقائے سکینہ حضرت عباسؑ کے بزرگوں کی فہرست میں پہلا نام قصی (جناب ہاشم کے دادا) کا آتا ہے جن کی سقائی کے سامنے تمام قریش کی گردنیں خم تھیں

امیر المومنین علیؑ کے حصہ میں آیا۔ سقایت کا انداز یہ ہے کہ علیؑ ساقی دنیا بھی ہیں اور ساقی آخرت بھی۔ علیؑ کا کمال سقایت دیکھنا ہو تو حوض کوثر پر دیکھنا اور دنیا میں بھی مولائے کائنات کی معراج سقایت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا لیکن القاب کی شہرت حالات کے تابع ہوا کرتی ہے۔ علیؑ ساقی دنیا بھی ہیں اور ساقی آخرت بھی لیکن دونوں مقامات پر تاریخ و روایات کے مطالعہ بتاتا ہے کہ مولاؑ کو سقایت کی منزل میں وہ زحمتیں برداشت نہیں کرنی پڑیں جو سقاء حرم سقائے سکینہ کو برداشت کرنا پڑیں۔ مثلا بدر کی منزل میں مولا کنویں سے پانی لائے لیکن کنواں کھودا نہیں۔ صفین کے میدان میں فوج کو نہر پر قبضے کیلئے بھیجا مولا خود دریا پر نہیں گئے لیکن حضرت عباسؑ کیلئے سارے مصائب ایک منزل پر جمع ہو گئے تھے۔ کربلا میں دشمنوں کے حصار سے پانی کو بچا کر چلنا بھی پڑا اور پانی لینے کیلئے دریا پر قبضہ بھی کرنا پڑا یہ کوئی معمولی مرحلہ نہ تھا خصوصا جب غازی کے ہاتھ میں تلوار بھی نہ ہو۔ مولائے کائنات نے جب سقایت کی تو بدر میں لشکر کو پانی مل گیا اور صفین میں مجاہدین سیراب ہو گئے تھے لیکن عباسؑ کی حسرت دل ہی دل میں رہ گئی تھی فرات پر قابض بھی ہوئے لیکن شہزادی کیلئے مشک خیمہ تک نہ لا سکے۔ ایسے حالات میں تاریخ حضرت عباسؑ کو سقاء کے لقب سے یاد نہ کرتی تو ظلم عظیم ہوتا جناب قصی سے جناب امیر تک سب کے سب سقاء بنے لیکن یہ شان و کردار عباسؑ تھا کہ لقب سے آپ کو ہی نوازا گیا۔

> حضور سرور کائنات نے اپنے علمبردار کیلئے پانچ شرائط کا اعلان کیا تھا، مرد ہو، کرار ہو۔ غیر فرار ہو۔ خدا اور رسول کا دوست ہو اور خدا اور رسول کا محبوب

حضرت عباسؑ کو بزرگان خاندان سے ورثے میں ملنے والے اوصاف و کمالات میں ایک علمداری بھی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہر شخص کو علمدار نہیں بنایا جا سکتا جو از خود بن گئے ان کا حشر بھی تاریخ میں محفوظ ہے۔ اس لئے کہ علمدار ہے شجاع، بہادر، محافظ، غیرت دار، ثابت قدم، مستقل مزاج اور صابر انسان ہونا بہت ضروری ہے، تاریخ غزوہ خیبر شاھد ہے کہ حضور سرور کائنات نے اپنے علمبردار کیلئے پانچ شرائط کا اعلان کیا تھا، مرد ہو، کرار ہو۔ غیر فرار ہو۔ خدا اور رسول کا دوست ہو اور خدا اور رسول کا محبوب۔ ان شرائط کے بعد اسلام کا علم اٹھانا کوئی معمولی کام نہ تھا یہ تنہا حضرت عباسؑ کا شرف تھا کہ سرکار سید الشہداءؑ نے علمدار کربلا حضرت عباسؑ کو قرار دیا اور یہ شان حضرت عباسؑ ہے کہ آج جہاں علم سجے امریکہ میں یا کراچی میں علم عباسؑ ہی پکارا جاتا ہے۔

مظلوم کا حق

شاعر اہلبیتؑ نجم آفندی

مظلوم کا حق ہے عالم پر ہیں دونوں جہاں غمخوار دل میں
شبیرؑ کا ماتم چاند میں ہے شبیرؑ کا ماتم تاروں میں

کیا کفر یزیدی فوج میں ہے کیا دین خدا کے پیاروں میں
مسجدوں میں وہاں تلواریں ہیں سجدے ہیں یہاں تلواروں میں

سر لائے ہیں ظالم نیزے پر آغوش نبیؐ کے پالے کا
قرآن کے دشمن پھرتے ہیں قرآن لئے بازاروں میں

آج اس سے عبادت باقی ہے آج اس سے نمازیں قائم ہیں
کل ایک مصلا بچھا تھا جو تیروں کی بوچھاروں میں

مولا کی نماز خوف نہ تھی کونین پہ لرزہ طاری تھا
تکبیر کا نعرہ جاری تھا تلواروں کی جھنکاروں میں

جس شان کا تھا کاندھے پہ علم عباسؑ کی ویسی موت بھی تھی
شہرت ہے جوانا مرگوں میں ہیبت ہے علمبرداروں میں

سب راہ خدا کے سالک تھے یا قتل ہوئے یا قید ہوئے
یہ رسم گئی ہے دور تلک شبیرؑ کے ورثہ داروں میں

یہ شیر نہ دیتے جان اگر اسلام کی بنتی قبر کہیں
یا شام کے ناحق کوشوں میں یا کوفہ کے غداروں میں

کیا جنگ کی کڑیاں جھیلے ہیں یہ موت سے کیا کیا کھیلے ہیں
کیا رنگ شجاعت مکھڑوں پر نکھرا ہے لہو کی دھاروں میں

للہ زمین کرب و بلا اصغر کو لگالے چھاتی سے
اک خون میں ڈوبا تارا بھی ہے یثرب کے سہ پاروں میں

یہ کس کے قدم کی آہٹ سے ہنگامہ عشرت کانپ گیا
زنجیر میں جکڑا کون گیا یہ محلوں میں درباروں میں

جنت کی سند بن جائیگی اے نجم ثنائے آل نبی
نظمیں یہ ہماری پہنچیں گی جب ان کی سخی سرکاروں میں

نہج البلاغہ کے آئینے میں

حضرت علیؑ کا مکتوب گرامی

(حارث ہمدانی کے نام)

قرآن کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اس کے حلال کو حلال قرار دو اور حرام کو حرام، حق کی گزشتہ باتوں کی تصدیق کرو اور دنیا کے ماضی سے اس کے مستقبل کیلئے عبرت حاصل کرو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے سے مشابہت رکھتا ہے اور آخر اول سے ملحق ہونے والا ہے اور سب کا سب زائل ہونے والا اور جدا ہو جانے والا ہے۔ نام خدا کو اس قدر عظیم قرار دو کہ سوائے حق کے کسی موقع پر استعمال نہ کرو۔ موت اور اس کے بعد کے حالات کو برابر یاد کرتے رہو اور اس کی آرزو اس وقت تک نہ کرو جب تک مستحکم اسباب نہ فراہم ہو جائیں۔ ہر اس کام سے پرہیز کرو جسے آدمی اپنے لئے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لئے ناپسند کرتا ہو اور ہر اس کام سے بچتے رہو جو تنہائی میں کیا جا سکتا ہو اور علی الاعلان انجام دینے میں شرم محسوس کی جاتی ہو اور اسی طرح ہر اس کام سے پرہیز کرو جس کے کرنے والے سے پوچھ لیا جائے تو یا انکار کر دے یا معذرت کرے۔ اپنی آبرو کو لوگوں کے تیر ملامت کا نشانہ نہ بناؤ اور ہر سنی ہوئی بات کو بیان نہ کر دو کہ یہ حرکت بھی جھوٹ ہونے کے لئے کافی ہے اور اسی طرح لوگوں کی ہر بات کی تردید بھی نہ کر دو کہ یہ امر جہالت کیلئے کافی ہے۔ غصہ کو ضبط کرو۔ طاقت رکھنے کے بعد لوگوں کو معاف کرو۔ غضب میں حلم کا مظاہرہ کرو۔ اقتدار پا کر درگزر کرنا سیکھو تا کہ انجام کار تمہارے لئے رہے۔ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں درست رکھنے کی کوشش کرو اور اس کی کسی نعمت کو برباد نہ کرنا بلکہ ان نعمتوں کے آثار تمہاری زندگی میں واضح طور پر نظر آئیں۔ اور یاد رکھو کہ تمام مومنین میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے نفس، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کی طرف سے خیرات کرے کہ یہی پہلے جانے والا خیر وہاں جا کر ذخیرہ ہو جاتا ہے اور تم جو کچھ چھوڑ کر چلے جاؤ گے وہ تمہارے غیر کے کام آئے گا۔ ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرنا جس کی رائے کمزور اور اس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں کہ ہر ساتھی کا قیاس اس کے ساتھی پر کیا جاتا ہے۔ سکونت کے لئے بڑے شہروں کا انتخاب کرو کہ وہاں مسلمانوں کا اجتماع زیادہ ہوتا ہے اور ان جگہوں سے پرہیز کرو جو غفلت، بیوفائی اور اطاعت خدا میں مددگاروں کی قلت کے مرکز ہوں۔ اپنی فکر کو صرف کام کی باتوں میں استعمال کرو اور خبردار بازاری اڈوں پر مت بیٹھنا کہ یہ شیطان کی حاضری کی جگہیں اور فتنوں کے مرکز ہیں۔ زیادہ حصہ ان افراد پر نگاہ رکھو جن سے پروردگار نے تمہیں بہتر قرار دیا ہے کہ یہ بھی شکر خدا کا ایک راستہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز پڑھے بغیر سفر نہ کرنا مگر یہ کہ راہ خدا میں جا رہے ہو یا کسی ایسے کام میں جو تمہارے لئے عذر بن جائے اور تمام امور میں پروردگار کی اطاعت کرتے رہنا کہ اطاعت خدا دنیا کے تمام کاموں سے افضل اور بہتر ہے۔ اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی طرف لے آؤ اور اس کے ساتھ نرمی برتو۔ جبر نہ کرو اور اس کی فرصت اور فارغ البالی سے فائدہ اٹھاؤ، مگر جن فرائض کو پروردگار نے تمہارے ذمہ لکھ دیا ہے انہیں بہر حال انجام دینا ہے اور ان کا خیال رکھنا ہے اور دیکھو خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہیں اس حال میں موت آ جائے کہ تم طلب دنیا میں پروردگار سے بھاگ رہے ہو۔ اور خبردار فاسقوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ شر بالآخر شر سے مل جاتا ہے۔ اللہ کی عظمت کا اعتراف کرو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کرو اور غصہ سے اجتناب کرو کہ یہ شیطان کے لشکروں میں سب سے عظیم تر لشکر ہے۔

ہاں اے حسینؑ ابن علیؑ

شاعر انقلاب
جوش ملیح آبادی

ہاں اے حسینؑ، ابن علیؑ، رہبرا نام — اے مبنر خودی کے حیات آفریں پیام
اے نطق زندگی کے مقدس ترین مقام — اے چرخ انقلاب کے ابدجواں خدام

غازہ ہے تیرا خون، رخ کائنات کا
ہر قطرہ ''کوہ نور'' ہے تاج حیات کا

جس بحر ظلم و جور کے گرداب میں تھا تو — نازل پہاڑ پر ہو تو بن جائے آب جو
سینے میں ابر کے نہ رہے روح رنگ و بو — آہن کے جوہروں سے ٹپکنے لگے لہو

یخ تک برنگ آتش دوزخ دہک پڑے
ماتھے سے آگ کے بھی پسینہ ٹپک پڑے

اے خنجر برہنہ واے تیغ بے نیام — اے حق نواز امیر نبوت بدوش امام
اے تیرگی کی بزم میں خورشید کے پیام — اے آسمان درس عمل کے مہ تمام

رہتی ردائے شام کی ظلمت ہی دین پر
ہوتا نہ تو، تو صبح نہ ہوتی زمین پر

پھر حق ہے، آفتاب لب بام اے حسینؑ — پھر بزم آب و گل میں ہے کہرام اے حسینؑ
پھر زندگی سے ست و سبک گام اے حسینؑ — پھر حریت ہے موردالزام اے حسینؑ

ذوق فسادو ولولہ شر لئے ہوئے
پھر عصر نو کے شمر ہیں خنجر لئے ہوئے

ہاں ختم حیات ابد کا نگیں ہے تو — گردون گیر ودار کا مہر مبیں ہے تو
اک زندہ حد فاصل دنیاودیں ہے تو — کونین کا تخیل عہد آفریں ہے تو

پھر دشت جنگ کو ہے ترا انتظار، اٹھ
اٹھ روزگار تازہ کے پروردگار، اٹھ

مجروح پھر ہے عدل و مساوات کا شعار — اس بیسویں صدی میں ہے پھر طرفہ انتشار
پھر نائب یزید ہیں دنیا کے شہریار — پھر کربلائے نو سے ہے نوع بشر دوچار
اے زندگی ! جلال شہ مشرقین دے
اس تازہ کربلا کو بھی عزم حسینؓ دے

پھر گرم ہے فساد کا بازار، دوستو — سرمایہ پھر ہے برسرِ آزار، دوستو
تاکئے یہ خوف اندک و بسیار، دوستو — تلوار، ہاں اپی ہوئی تلوار، دوستو
جو تیز تر ہو خون امارت کو چاٹ کر
رکھ دے جو سیم و زر کے پہاڑوں کو کاٹ کر
بل کھا رہے ہیں دہر میں سیم و زر کے ناگ — گونجے ہوئے ہیں گنبد گرداں میں غم کے راگ
پھر موت، رخش زیست کی تھامے ہوئے ہے باگ — تاآسماں بلند ہواے زندگی کی آگ
فتنے کو اپنی آنچ کے جھولے میں جھونک دے
ہاں پھونک دے قبائے امارت کو پھونک دے

اے دوستو! فرات کے پانی کا واسطہ — آل نبیؐ کی تشنہ دہانی کا واسطہ
شبیرؓ کے لہو کی روانی کا واسطہ — اکبرؓ کی ناتمام جوانی کا واسطہ
بڑھتی ہوئی جوان امنگوں سے کام لو
ہاں تھام لو، حسینؑ کے دامن کو تھام لو

آئین کشمکش سے ہے دنیا کی زیب و زین — ہر گام ایک ''بدر'' ہو ہر سانس اک ''صفین''
بڑھتے رہو یونہی پئے تسخیر مشرقین — سینوں میں بجلیاں ہوں زبانوں پہ ''یاحسینؑ''
تم حیدری ہو، سینہ اژدر کو پھاڑ دو
اس خیبرجدید کا در بھی اکھاڑ دو

اے حاملان آتش سوزاں، بڑھے چلو — اے پیروان شاہ شہیداں، بڑھے چلو!
اے فاتحان صرصروطوفاں، بڑھے چلو — اے صاحبان ہمت یزداں، بڑھے چلو!
تلوار، شمر عصر کے سینے میں بھونک دو
ہاں جھونک دو، یزید کو دوزخ میں جھونک دو

اے جانشین حیدر کرار المدد — اے منچلوں کے قافلہ سالار المدد
اے امر حق کی گرمی بازار المدد — اے جنس زندگی کے خریدار المدد
دنیا تری نظیر شہادت لئے ہوئے
اب تک کھڑی ہے شمع ہدایت لئے ہوئے

حضرت امام حسینؑ آیات قرآن کریم پر عمل

سید ظفر حسین نقوی

حضرت امام حسینؑ دستورات قرآن کریم پر عمل کرتے تھے اور اپنے اوقات کار کو آیات قرآن کریم سے مستند کرتے تھے۔

دعوت توحید: ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے بہترین انداز میں استدلال اور مباحثہ کر (سورہ نحل) حضرت امام حسینؑ کے زیارت نامہ میں ہے "ودعوت الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔

قرآن کریم نے لوگوں کو دنیا طلبی سے منع کیا: ترجمہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگانی دنیا تمہیں مغرور کردے اور تمہیں شیطان تمہیں دھوکا دے کر خدا (کے کرم) سے مغرور نہ کردے (سورہ فاطر)۔ حضرت امام حسینؑ نے بھی لوگوں کو فرمایا: فلاتغرنکم ھذہ الحیاۃ۔

قرآن کریم نے فرمایا کہ ظالموں پر اعتماد نہ کرنا: ترجمہ: ظالموں پر بھروسہ نہ کرو جو اس بات کا باعث ہوگا کہ آگ تمہیں چھولے (سورہ ھود)۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: "ظالموں کے ساتھ زندگی ننگ و عار ہے"

قرآن کریم نے امر بہ معروف و نہی از منکر کا حکم دیا: ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی باتوں کی طرف دعوت دینے والی ہو وہ نیکی کا حکم دے برائی سے روکے اور بلاشبہ ایسے ہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں (سورہ آل عمران)۔ حضرت امام حسینؑ نے بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے قیام کیا۔ "انما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی ارید ان آمر بالمعروف و انہی عن المنکر"

قرآن کریم میں ہے: ترجمہ: لیکن وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں انہیں خدا سے شدید عشق و محبت ہے (سورہ البقرہ)۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: "اگر مجھے راہ خدا میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے پھر بھی خدا کے سوا کسی پر امید نہیں کروں گا"۔

قرآن کریم میں ہے کہ تمام موجودات ہلاک ہو جائیں گی:

ترجمہ: وہ تمام لوگ کہ جو اس زمین پر ہیں فنا ہو جائیں گے۔ ترجمہ: اور صرف تیرے پروردگار کی ذات ذوالجلال والاکرام باقی رہ جائے گی (سورہ رحمن)۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: "الحمدللہ جعل الدنیا دار زوال وفنائ"

قرآن میں ہے کہ انسان جہاں بھی ہو موت اس کا پیچھا کرتی ہے:

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی رہو موت تمہیں پالے گی اگرچہ محکم برجوں میں جا رہو۔ (سورہ نسائ)۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: "خط الموت علی ولد آدم مخط القلادۃ علی جید الفتاۃ"

قرآن کریم میں ہے کہ اولیاء خدا موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت کی تمنا کرتے ہیں: کہہ دیجئے: اے یہودیو! اگر تمہارا گمان یہ ہے کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو، تو پھر موت کی تمنا کرو، اگر تم سچ کہتے ہو۔ (سورہ جمعہ)۔ حضرت امام حسینؑ بھی شہادت کی راہ خدا میں تمنا کی۔

قرآن کریم ظالموں سے دور ہونے کا حکم دیتا ہے: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ وہ خدائے یکتا کی عبادت کریں اور طاغوت سے اجتناب کریں (سورہ نحل)۔ حضرت امام حسینؑ نے بھی ظالموں سے دوری اختیار کی اور ان کی بیعت نہ کی۔

اللہ گمراہ لوگوں کو مددگار نہیں بناتا: ترجمہ: اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار نہیں بناتا۔ (سورہ کھف)۔ حضرت امام حسینؑ نے بھی عبیداللہ حر جعفی سے مدد طلب کی تو اس نے کہا: میں گھوڑا اور تلوار دوں گا۔ حضرت نے فرمایا: "ہمیں تیرے گھوڑے اور تلوار کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود مدد کر"

صفات حضرت امام حسینؑ: کچھ صفات ایسی ہیں صرف امام حسینؑ میں پائی جاتی ہیں اور دوسروں میں نہیں ہیں اگر ہیں تو بھی کم ہیں۔

۱۔۲۔۳ امامت امام حسینؑ کی نسل میں قرار پائی۔ خاک شفا۔ امام حسینؑ کی قبر پر دعا قبول ہوتی ہے۔

۴۔ تمام انبیاء نے کربلا کی زیارت کی۔

۵۔ مسافر امام حسینؑ کے حرم میں نماز پوری پڑھ سکتا ہے: مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد کوفہ و حرم امام حسینؑ ان چار مکان پر مسافر اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: "تتم الصلاۃ فی المسجد الحرام و مسجد الرسول و مسجد الکوفہ و حرم الحسین"۔

۶۔ شہادت کا عشق: موت اولاد آدم کی لکھی ہوئی ہے اور گردن بند کی مانند احاطہ کئے ہوئے ہے میری محبت اپنے بزرگوں سے ایسی ہے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ سے محبت تھی۔

۷۔ زیارت اربعین امام حسینؑ سے مختص ہے، کسی نبی یا ولی کیلئے زیارت اربعین نہیں ہے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں: اس زیارت کا پڑھنا مومن کی نشانی ہے۔

۸۔ کسی نبی یا ولی کے صحابی باوفا، امام حسینؑ کے اصحاب سے زیادہ باوفا نہ تھے۔ امام نے فرمایا۔

۹۔ دنیا کی تمام مصیبتیں امام حسینؑ کے مصائب سے کم تھیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا:۔

۱۰۔ پانی پیتے وقت امام حسینؑ پر سلام کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۱۔ امام حسینؑ نے ولادت سے پہلے اپنی ماں سے گفتگو کی اور شہادت کے بعد نیزے پر سر حضرت امام حسینؑ نے قرآن پڑھا: ترجمہ:''کیا تم خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے (سورہ کہف)۔

۱۲۔ اہل ایمان کے دل امام حسینؑ کی محبت کا مرکز بنے۔

۱۳۔ حضرت امام حسینؑ وہ ہستی ہیں کہ جبرائیل امین نے ان کے پنگھوڑے کو جھولایا۔ ایک دفعہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا نیند سے بیدار ہوئیں اور دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ کا پنگھوڑا خود بخود حرکت میں ہے اور کسی سے باتیں کر رہے ہیں۔ جناب زہراؑ نے رسول اکرمؐ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: پنگھوڑا جھولانے والا اور باتیں کرنے والا جبرائیل ہے۔

۱۴۔ حضرت امام حسینؑ نے حضرت رسول خداؐ کی انگلی سے غذا حاصل کی۔ رسول خداؐ نے فرمایا: حسین منی وانا من الحسین۔

۱۵۔ حضرت امام حسینؑ نے معرکہ جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؑ کئی جنگوں میں شریک ہوئے لیکن ان کی شہادت محراب میں ہوئی۔

۱۶۔ ہمارے تمام آئمہ شہید ہیں لیکن دعائے توسل میں صرف حضرت امام حسینؑ کیلئے یہ الفاظ آئے:''ایہا الشہید''۔

۱۷۔ حضرت امام حسینؑ وہ امام ہیں جن کی زندگی میں ان کے ماں باپ دونوں شہید ہوگئے۔

۱۸۔ حضرت امام حسینؑ کی قبر کو کئی بار ظالموں نے خراب کیا تاکہ مٹ جائے لیکن مٹانے والے خود مٹ گئے۔

۱۹۔ یہ وہ شہید ہیں جن کا سر بدن سے جدا کیا گیا۔

۲۰۔ یہ وہ شہید ہیں جنہیں بغیر غسل وکفن دفن کیا گیا۔

۲۱۔ یہ وہ شہید ہیں جو پیاسے شہید کئے گئے۔

۲۲۔ یہ وہ شہید ہیں کہ جن کی شہادت کے بعد ان کے اہل خانہ کو قیدی بنایا گیا۔

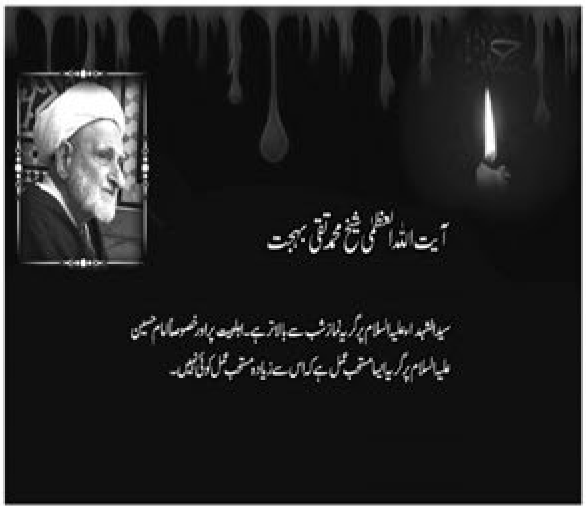

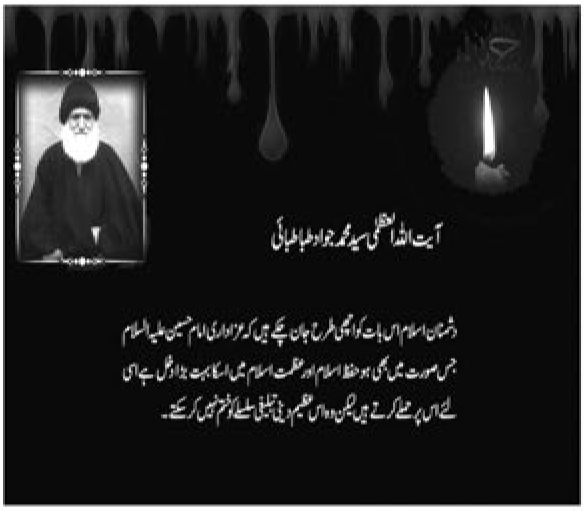

سلام

حماد اہلبیتؑ سید محسن نقوی

بے ردا شہر کی گلیوں سے گزر زینبؑ کا
پشت عابدؑ پہ ہے تحریر سفر زینبؑ کا

گر پڑا خاک پہ عباسؑ کا سر مقتل میں!
نوک نیزہ سے نہ دیکھا گیا سر زینبؑ کا

خون شبیرؑ کی ہر بوند کا مقروض بشر
خون شبیرؑ ہے مقروض مگر زینبؑ کا

رات لگتی ہے مجھے بنت پیمبرؐ کی ردا
چاند لگتا ہے مجھے دیدہ تر زینبؑ کا

یہ الگ بات کہ محفوظ رہا دین رسولؐ
یہ الگ بات کہ لوٹا گیا گھر زینبؑ کا

لاش اکبرؑ پہ حسینؑ ابن علیؑ کہتے تھے!
کس نے چھلنی کیا برچھی سے جگر زینبؑ کا؟

جس جگہ شام غریباں کی ہو مجلس برپا!
ذکر ہوتا ہے وہاں تا بہ سحر زینبؑ کا

فروع دین اور مسائل شرعیہ

تحقیق وتالیف: مولانا اعجاز حسین مدرس آف پشاور

احکام خمس:

خمس واجبات اسلام اور فرائض دین میں سے ہے جس کا منکر زمرہ مسلمین سے خارج ہے، خداوند عالم نے خمس کو محمدؐ وآل محمدؐ کیلئے مخصوص فرمایا ہے اور آل محمدؐ کو صدقات، خیرات، زکوۃ کی میل کچیل سے علیحدہ رکھا ہے جو لوگ اس فریضہ کی ادائیگی میں سہل انگاری سے کام لیں گے وہ غاصبین حقوق آل محمدؐ شمار کئے جائینگے بنابرین انکے حقوق کا ایک حصہ بھی غصب کرنا ظلم ہے اور ظلم کرنے والا نہ خدا کو پسند ہے نہ محمدؐ وآل محمدؐ کو پسند ہے خلاصہ ایں کہ شیعان حیدر کرار کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ سوچیں کہ خمس ادا نہ کرنے پر ہم حضرت محمد مصطفیؐ اور فاطمہؑ و بنی فاطمہ صلوۃ اللہ علیہم اور ان کی اور اولاد کے حقوق غصب کرنے والوں کی فہرست میں شامل نہ ہو جائیں اور مرنے کے بعد بروز حشر جناب سیدہ کونین صلوۃ اللہ علیہا کے سامنے خفت وخجالت کا سامنا نہ ہو۔

جناب سیدہ کونین کا فرمان شیعوں کے نام:

ترجمہ: اگر تم ہمارے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرتے ہو اور جن امور سے ہم نے منع کیا ہے ان سے پرہیز کرتے ہو تو تم ہمارے شیعہ ہو ورنہ نہیں

فرمان صادق آل محمدؐ:

ہمارا شیعہ وہ نہیں جو زبان سے ہمارا اقرار کرے اور اعمال و آثار میں ہماری مخالفت کرے بلکہ صحیح شیعہ وہی ہے جو ہماری پیروی کرے

خمس کا وجوب قرآن مجید کی روشنی میں:

مذہب حقہ اثنا عشریہ میں خمس کو فروغ دین کی پانچویں فرع شمار کیا گیا ہے اور یہ بھی ان واجبات دینیہ میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ نے ہم پر فرض قرار دیئے ہیں، پارہ دہم کی ابتداء خمس ہی کے حکم سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: اور جان لو کہ جو نفع کسی چیز سے حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے اور اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس قرآن پر جو ہمارے عبد خاص حضرت محمدؐ پر نازل کیا گیا جس روز "جنگ بدر" میں مسلمانوں اور کفار کے گروہ گتھم گتھا ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (پارہ 10 رکوع اول)۔ اگرچہ عام مفسرین کا خیال اور نقطہ نظر لفظ غنیمت سے مال غنیمت ہی مراد ہے جو جنگ میں حاصل ہو مگر وارثان قرآن آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی تفسیر کے مطابق غنیمت سے مراد عمومی طور پر ہر قسم کا منافع مراد ہے جو جائز ذرائع سے حاصل ہو تفسیر برہان میں حکیم موذنم بنی عبس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو امامؑ نے فرمایا۔ ترجمہ: خدا کی قسم یہاں غنیمت سے مراد روزمرہ حاصل ہونے والا فائدہ اور منافع ہے۔ سماعہ بن مہران نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ترجمہ: خمس ہر چیز میں ہے جو لوگوں کو فائدہ دے چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر۔ عبداللہ بن سنان نے حضرت صادق آل محمدؐ سے روایت کی ہے ہر آدمی جو کماتا ہے اور جائز طریقہ سے نفع حاصل کرتا ہے اس پر حضرت فاطمہؑ اور ان کی ذریت طاہرہ کا جو لوگوں پر حجت خدا ہیں ان کا حق خمسی واجب ہے جو ان ذوات مقدسہ کیلئے مخصوص ہے یہ جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں کیونکہ ان پر صدقہ حرام ہے حتیٰ کہ پانچ روپے کی منفعت حلال پر ایک روپیہ ہمارا حق ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمان:

جو حصہ خمس اللہ کے لئے ہے، وہ رسول اللہ کا حق ہے اور جو رسول اللہ کا حق ہے اس کے وارث ہم اہل بیتؑ ہیں۔ اس حدیث میں اللہ کے حصہ خمس علیحدہ کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اللہ اس کا محتاج ہے بلکہ مقصد و مراد یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں خرچ کیا جائے۔

خمس مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے:

خمس کو احادیث میں حق فاطمہؑ سے تعبیر کیا گیا ہے جس کا اخراج طہارت مال یعنی مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں میں تم لوگوں سے ایک درہم خمس وصول کر لیتا ہوں حالانکہ مجھے ضرورت نہیں ہوتی میرا مقصد یہ ہے کہ خمس ادا کرنے سے تم لوگ پاکیزہ بن جاؤ۔ الوسائل

خمس نہ دینے والے کی سزا جہنم ہے:

ابوبصیر صحابی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا وہ آسان ترین عمل کونسا ہے جس سے انسان داخل جہنم ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا یتیموں کا مال کھانا، چاہے ایک درہم ہی کیوں نہ ہو اور ہم اہل بیت (رسول اللہ کے بعد) یتیم ہیں اللہ نے ہم پر صدقہ حرام کر دیا ہے اور خمس ہمارے لئے فرض کیا ہے۔ الوسائل۔ حضرت قائم آل محمدؑ اسحٰق بن یعقوب کو اپنی ایک توقیع میں ارشاد فرماتے ہیں جن لوگوں کے پاس ہمارے اموال موجود ہیں اگر وہ ان میں سے ایک درہم بھی حلال سمجھ کر کھا جائے تو گویا اس نے آگ سے پیٹ بھر لیا ہے۔

خمس کسی کو معاف نہیں ہے اور نہ معاف کیا جا سکتا ہے:

ایک خراسانی شخص نے حضرت امام رضاؑ سے خمس میں تصرف کرنے کی اجازت طلب کی تو امامؑ نے تحریراً جواب دیا کہ اللہ کے بتلائے ہوئے طریقوں کے بغیر کسی شخص کا مال دوسرے شخص کیلئے حلال نہیں ہو سکتا۔ چونکہ خمس ہمارے دین پر اعانت کا ذریعہ ہے اور سادات کا حق ہے اور حق کے ذریعہ ہم ظالم حکمرانوں سے اپنی آبرو بچاتے ہیں، ہمارا حق خمس ہم سے نہ چھینو۔ خمس کا نکالنا سعت رزق کی کلید ہے اور خمس گناہوں کا کفارہ ہے مسلمان وہ ہے جو اللہ کے عہد کو پورا کرے مسلمان وہ نہیں جو زبان سے اقرار کرے مگر دل کے ساتھ مخالفت کرے۔ خراسان کے دوسرے چند افراد نے بھی امام رضاؑ سے خمس معاف کرانا چاہا مگر امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا تم اپنی زبانوں سے ہمارے خالص محب بنتے ہو اور پھر ہمارے اس حق کو غضب کرتے ہو جو اللہ نے ہم کو دیا ہے اور وہ حق ''خمس'' ہے۔ خمس کس پر معاف نہیں ہو سکتا (الوسائل)۔ حضرت امام زمانہ قائمؑ آل محمدؐ نے اپنے نائب خاص ابوجعفر بغدادی کو ایک توقیع میں ارشاد فرمایا۔ تم نے ان لوگوں کے متعلق جو سوال کیا کہ وہ اپنے قبضہ میں ہمارے مال رکھے ہوئے ہیں اور ان کو ذاتی ملکیت سمجھ کر تصرف کرتے ہیں پس ان کو آگاہ کردیں کہ ایسا کرنے والا شخص ملعون ہے اور ہم اس کے دامن گیر ہوں گے یعنی ہمارے جواب دہ ہونگے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا میرے اہل بیتؑ کے مال کو کھانے والا ہر نبی زبان پر ملعون ہے اور ہم پر ظلم کرنے والا ظالم ہے وہ ظالموں میں شمار ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی جو شخص ہمارا ذرہ بھر بھی ناجائز طور پر کھائے گا گویا اس شخص نے آگ سے پیٹ بھرا اور وہ جہنم میں چلا جائے گا (وسائل الشیعہ) دوسری توقیع میں امام زمانہ نے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جو ہمارے میں سے ایک درہم بھی کھانا حلال سمجھتا ہو (الوسائل کتاب الخمس(

خمس کے متعلق استفسار ہوگا:

حضرت امام علی نقیؑ فرماتے ہیں ''جو شخص آل محمدؐ اور ان کے یتیموں اور مسکینوں کا حق کھا جائے بخدا اس سے اللہ تعالیٰ بروز قیامت انتہائی سختی سے استفسار کرے گا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ''بروز قیامت لوگوں پر سخت ترین وقت ہوگا جب خمس کے حقدار پکاریں گے کہ ہمارا خمس ہمیں نہیں دیا گیا''۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ جو سادات کو ان کا حق (خمس) نہیں دیتے وہ جہنم سے اپنے کو کیسے بچائیں گے۔

شرعی مسائل در بار خمس

مورد خمس:

یعنی وہ اشیاء جن میں خمس واجب ہے، اس کی تعداد سات ہے۔ جن میں کاروبار وغیرہ میں منافع، کانیں، دفینہ خزانہ، وہ مال جو حرام میں مخلوط ہو جائے، جواہرات جو غوطہ خوری میں ملے ہوں، جنگ کا مال غنیمت، وہ زمین جسے کافر ذمی مسلمان سے خریدے

کاروبار میں منافع:

جو انسان تجارت یا صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال کمائے چاہے کسی میت کی نمازوں اور روزہ کا اجیر ہی بن کر کمایا ہو اور وہ کمائی اس کی اور اس کے بال بچوں کی ضروریات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ پانچ حصوں میں سے حصہ خمس نکالے۔

مسئلہ:

اگر کمائی کے علاوہ کوئی اور مال کسی کو مل جائے مثلاً کوئی کچھ مال بخش دے تو سال بھر کے مصارف منہا کر کے جو کچھ باقی بچے گا اس کا 1/5 حصہ بطور خمس ادا کرے گا۔

کانیں یا معدنیات:

اگر کان سے سونا، چاندی، سیسہ، تانبا، لوہا، تیل، پتھر کا کوئلہ، فیروزہ، زمرد، عقیق، بجی، نمک یا قوت، گچ، سرمہ وغیرہ وغیرہ یا دوسری ایسی چیزیں برآمد ہوں جن پر معدن کا اطلاق ہوتا ہو ان پر خمس دینا واجب ہے جبکہ نصاب مقررہ مقدار تک پہنچ جائے۔ کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب پندرہ مثقال معمولی سکہ دار سونا مقرر ہے یا جو چیز کان سے نکلے اس کی قیمت 15 مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہو۔ معدنی اشیاء پر خمس برآمدگی کے اخراجات منہا کرنے کے بعد ادا کیا جائے گا۔

دفینہ یا خزانہ:

خزانہ سے مراد سکہ دار سونا یا غیر سکہ دار سونا، چاندی جواہرات یا دوسری اشیا وغیرہ زمین، درخت، پہاڑ یا دیوار وغیرہ کے نیچے گڑا ہوا ہو اور کوئی شخص اس کا سراغ لگا کر نکالے اور وہ اس طور پر ہو کہ اسے خزانہ کہا جا سکے۔ جو شخص کسی ایسی زمین سے جو کسی کی ملکیت نہ ہو دفینہ، خزانہ نکالے تو وہ اس کا مالک ہوگا اس کو اس کا خمس دینا ہوگا۔ اگر خزانہ میں چاندی ہو تو اس کا نصاب پانچ سو مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہو، اگر سونے چاندی کے علاوہ ہے تو سونے چاندی میں

سے ایک کو نصاب کا معیار بنالیں اور اس پر عمل کریں۔

وہ حلال مال جو حرام میں مخلوط ہو جائے:

جب کوئی حلال مال کسی حرام مال میں اس طرح گھل مل جائے کہ حلال و حرام میں امتیاز نہ ہو سکے اور اس حرام مال کی مقدار اور اس کا مالک بھی معلوم نہ ہو اور یہ فیصلہ نہ ہو سکے کہ حرام کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ لیکن اس کا مالک معلوم نہ ہو تو اس حرام مال کی مقدار کے برابر اس کے مالک کی طرف سے نیت کر کے صدقہ دیدے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے اس کی اجازت بھی حاصل کرے۔

جواہرات جو سمندر سے بذریعہ غوطہ زنی نکالے جاتے ہیں:

جب کوئی شخص سمندر سے موتی، مونگا یا دوسرے جوہرات غوطہ زنی سے نکالے خواہ وہ معدنی ہوں یا اگنے والے ان سب کا خمس دینا ہوگا، بنابر احتیاط اس کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے جس قدر ہوں ان کا 1/5 حصہ خمس ادا کیا جائے چاہے نکالنے والا ایک ہو یا کئی ہوں۔ مچھلیاں یا دوسرے حیوان جنھیں غوطہ زنی کے بغیر دریا سے نکالا جاتا ہے اس کا خمس تب واجب ہوگا جب کہ اس کی آمدنی تنہا یا دوسری آمدنی ملا کر سال بھر کے اخراجات منہا کر کے باقی پر خمس واجب الادا ہوگا۔

مال غنیمت:

مال غنیمت سے وہ اخراجات جو اس کے حاصل کرنے میں کئے گئے ہیں منہا کر کے مثلاً اس کی چوکیداری بار برداری اس طرح اس مال سے وہ مقدار کہ جس کو امام کسی خاص کام میں خرچ کرنا مصلحت سمجھیں یا وہ اشیاء کو خاص طور پر امامؑ کا حق ہیں، یہ سب پہلے مال غنیمت سے نکال لئے جائیں۔ اس کے بعد اس کا خمس ادا کیا جائے، وہ چیزیں جو غیبت امام میں کفار کی جنگ میں مسلمانوں کو ہاتھ آتی ہیں وہ بھی بنابر احتیاط مال غنیمت کے حکم میں ہیں۔ نوٹ: جو جنگ حکم امامؑ کے ساتھ لڑی جائے کافروں کے ساتھ اسی جنگ میں جو مال ہاتھ آئے اس کو مال غنیمت کہتے ہیں۔

وہ زمین جسے کافر ذمی کسی مسلمان سے خریدے:

اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خرید کرے تو ضروری ہے کہ وہ کافر اس زمین کا خمس اسی زمین سے یا اپنے دوسرے مال سے ادا کرے اسی طرح جب کوئی دکان یا مکان یا اس قسم کی کوئی چیز خریدے تو اس کی زمین کا خمس ادا کرے اور اس خمس کے دینے میں قربۃ الی اللہ کی نیت کرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ حاکم شرع جو را سے وصول کرتے ہیں اس کیلئے قربۃ الی اللہ کا مقصد کرنا لازم نہیں ہے۔

خمس کی رقم کس کو ادا کی جائے:

خمس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ سادات کا حصہ سادات ایسے سید کو دیں جو فقیر ہو، غریب یعنی ایسا دیندار جو بے سہارا اور سال بھر کے خرچ کا کوئی مستقل ذریعہ نہ رکھتا یا سفر میں بے خرچ ہو گیا ہو۔

سہم امام علیہ السلام:

دوسرا حصہ! خمس کا دوسرا حصہ امام وقت علیہ السلام کا ہے جو امامؑ کی غیبت میں ان کے نائب مجتہدین جامع الشرائط کو دیا جائے یا ایسے کاموں میں صرف کیا جائے جن کی مجتہد اعظم جامع الشرائط نے اجازت دی ہو اگر کوئی شخص سہم امام ایسے مجتہد کو دے جس کی وہ تقلید نہیں کرتا تو وہ بنابر احتیاط واجب اسی مجتہد سے اجازت لے جس کا وہ مقلد ہے یہ اجازت اس کو تب ملے گی جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ مجتہد بھی خمس کی رقم ان ہی مدت میں خرچ کرے گا جن میں وہ مجتہد خرچ کرتا ہے۔

مسئلہ: جس یتیم سید کو خمس دیا جائے اس کا حاجت مند ہونا ضروری ہے

مسئلہ: مسافر سید اگر اپنے وطن میں فقیر نہ ہو اور مسافری میں مجبور ہو گیا ہو تو اسکا خمس دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر سید اثناء عشری نہ ہو تو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا۔

مسئلہ: جب کوئی سید مسافری میں خرچ سے مجبور ہو جائے اگر اس کا سفر کسی گناہ کیلئے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے جو سید عادل نہ ہو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا۔

مسئلہ: جب کوئی شخص کہے کہ میں سید ہوں تو اسے اس وقت تک خمس نہیں دیا جا سکتا جب تک دو عادل اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کریں یہ عام لوگوں میں اس طرح سید مشہور ہو تو جس پر یقین و اطمینان کیا جا سکے۔

خمس کے متعلق چند ضروری باتیں:

1) خمس کے نکالنے کا سہل ترین طریقہ یہ ہے کہ سال کا ایک دن معین کرے جب وہ دن آئے اس سے ایک دن پہلے اپنے سارے مال کا جائزہ لے اور سال کے خرچ سے جو کچھ بچا ہو وہ چاہے نمک کی ایک ڈلی ہی کیوں نہ ہو جس سے خمس نکالا جائے گا۔

2) مجتہد جامع الشرائط تک پہنچنا چونکہ ہر شخص کا ناممکن ہے لہذا خمس سادات یا سہم علیہ السلام اس کے مستند اور معتبر نائب و وکیل کو دیا جا سکتا ہے۔

3) مجتہد جامع الشرائط نائب وکیل خمس سادات اپنی صوابدید اور سہم امام علیہ السلام اجازت مجتہد اعظم سے صرف کر سکتا ہے۔

4) جہنم سے بچنے کیلئے سادات کا احترام اور اس کی امداد واجب ہے وہ چاہے خمس کے ذریعے سے ہو یا کسی اور طریقے سے، حضرت رسولؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ پر چار شخصوں کی شفاعت واجب ہے (۱) جو میری اولاد کا احترام کرے۔ (۲) جو اضطراب اور پریشانی میں ان کی مدد کرے۔ (۳) وہ جو میری اولاد کی حاجت پوری کرے۔ (۴) جو میرا لحاظ کر کے میری اولاد کی تعظیم کرے۔ (کتاب سادات ص ۵۶ بحوالہ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکیس ۲ ۱۴۲ طبع مصر)

حق کی منزل کربلا ھے حق کا جادہ کربلا

تابش دہلوی

حق کی منزل کربلا ہے حق کا جادہ کربلا
یوں تو ہے اک خطہ صحرا نہادہ کربلا

اک تسلسل ہے حق و باطل کا شبیرؑ و یزید
ہے حنین و بدر و خیبر کا اعادہ کربلا

سوچئے تو ایک مشہد دیکھئے تو ایک دشت
کتنی رنگیں کربلا ہے کتنی سادہ کربلا

سارے جذبے منسلک بس ایک ہی وحدت میں ہیں
اپنی منزل، راستہ، مقصد، ارادہ کربلا

آج بھی انسانیت کی حق نمائی کیلئے
گام گام ابن علیؑ، جادہ جادہ کربلا

معرکے اس کے حق و باطل کے سارے معرکے
کتنی لامحدود ہے کتنی کشادہ کربلا

زندگی میں کاش تابش وہ بھی دن آئے کہ ہم
سر کے بل جائیں مدینہ پا پیادہ کربلا

خاک قبر حسینؑ کی فضیلت

تحقیق وتحریر:
سید سہیل عباس بخاری

روایات میں ہے کہ ایک دفعہ زمین کعبہ نے اپنی برتری پر ناز کیا کہ مجھ جیسا کون ہے میں کعبہ کا مسکن ہوں تو فوراً وحی الٰہی ہوئی۔ خاموش۔ اے کعبہ کی زمین۔ کربلا کے مقابلے میں تیری فضیلت کو وہ نسبت ہے جو نوک سوزن پر اٹھے ہوئے پانی کے قطرہ کو۔ پرازآب سمندر سے ہوا کرتی ہے۔ بقسم اگر اس کی زمین اور اس کے ساکن کو خلق نہ کرتا تو تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ تیرا کعبہ پیدا ہوتا۔ (سفینۃ البحار۔ انوار النجف جلد ۴ ص ۱۲)۔ جعفر شوستری اعلیٰ اللہ مقامہ نے زمین کربلا کی خصوصیات میں بہت کچھ ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کو اختصار کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے۔ مروی ہے کہ کعبہ کی خلقت سے چوبیس ہزار سال قبل زمین کربلا کو خلق کیا گیا جب زلزلہ قیامت کا وقت آئے گا تو زمین کربلا کو اٹھالیا جائے گا اور یہ خطہ جنت کے تمام خطوں سے افضل ہوگا اور جنت کے ریاض میں یہ زمین اس طرح چمکے گی جس طرح کوکب دری دوسرے ستاروں سے نمایاں طور پر اپنی چمک دمک ظاہر کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی چمک سے تمام اہل جنت کی آنکھیں خیرگی محسوس کریں گی اور اس کی آواز آئے گی کہ میں وہ پاک زمین ہوں جسے شہیدوں کا مسکن اور مدفن ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ خاک شفا کی تسبیح سے استغفار کرنا ستر گنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ خاک کربلا یعنی خاک شفا کی تسبیح کا ہاتھ میں رکھنا بھی تسبیح پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ خاک شفا پر سجدہ کرنے سے مقبولیت عبادت کی رکاوٹ سے سات حجاب دور ہوجاتے ہیں اور عبادت مقبول ہوجاتی ہے۔ مٹی کا کھانا حرام ہے لیکن خاک شفا کا شفایابی کی نسبت سے کھانا جائز ہے۔ خاک شفا کا پاس رکھنا ہر قسم کے خطرات سے بچنے کا حرز اور تعویز ہے بشرطیکہ اس نسبت سے اپنے پاس رکھے۔ اگر سامان تجارت میں خاک شفا کو رکھا جائے تو تجارت میں برکت نصیب ہوگی، نوزائیدہ بچے کے حلق میں خاک شفا ڈالنا اس کی امان وسلامتی کا موجب ہے۔ میت کے ساتھ قبر میں خاک شفا کا رکھنا عذاب قبر سے امان کا موجب ہے میت کے حنوط کے ساتھ خاک شفا کی ملاوٹ مستحب ہے زمین کربلا میں دفن ہونے والا بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ زمین پر اترنے والے فرشتے جب واپس جاتے ہیں تو حوریں ان سے خاک شفا کا تحفہ طلب کرتی ہیں۔ تمام ملائکہ بطور خاک شفا کو جناب رسالت مآبؐ کی خدمت اقدس میں لے جاتے رہے ہیں زمین کربلا ہی حضرت عیسیٰؑ کی ولادت گاہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو جس زمین پر شرف کلام حاصل ہوا تھا وہ زمین کربلا ہی تھی۔ حضرت موسیٰؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک تمام انبیاء کا ورود اس مقدس زمین پر ہوا اسی مقدس زمین میں واقعات کربلا سے قبل دو سو نبیؑ دو سو وصی اور دو سو سبط نبیؑ دفن ہیں جو درجہ شہادت پر فائز ہوکر دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

فضیلت زیارت امام حسینؑ

وارد ہوا ہے کہ آپؑ کی زیارت ہر مومن پر فرض ہے اور مردوں اور عورتوں پر واجب ہے اور جو زیارت حضرت امام حسینؑ چھوڑ دے اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے حق کو ترک کیا بلکہ اس کو ترک کرنا رسول اللہ کی نافرمانی اور ایمان و دین کے ناقص ہونے کی علامت ہے اور جو بغیر کسی وجہ سے اسے ترک کردے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ معاویہ بن وہب کہتا ہے میں نے یوم عاشورہ امام جعفر صادقؑ کو سجدے میں فرماتے سنا، اے اللہ: ان چہروں پر رحم فرما جو سفر زیارت میں دھوپ سے بدل گئے ہیں۔ ان رخساروں پر رحم فرما۔ جو قبر حسینؑ سے مس ہوئے ہیں ان آنکھوں پر رحم فرما جن سے ہماری محبت میں آنسو ٹپکے ہیں ان دلوں پر رحم فرما۔ جو ہمارے لئے ہماری مظلومیت پر غمزدہ ہوئے ہیں اور ہمارے غم کی تپش سے جلتے رہے ہیں ان آہوں پر رحم فرما جو ہماری مظلومیت پر ان لوگوں کے دلوں سے نکلی ہیں۔ اے اللہ۔ میں ان نفوس اور ان جسموں کو تیرے سپرد کرتا ہوں انہیں عظیم پیاس کے دن اپنے حوض سے سیراب فرمانا۔ انہیں داخل جنت فرمانا۔ ان کا محاسبہ آسان فرمانا تو ہی کریم اور وہاب ہے۔ جب آپؑ سجدہ سے فارغ ہوئے۔ سر اٹھایا۔ میں سامنے آیا اور سلام کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ کا رنگ زرد تھا، غم روئے مبارک پر برس رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی لڑی کی مانند لگاتار ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ مولاؑ اتنے شدید گریہ کا سبب۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے پسر وہب۔ کیا تو اتنا غافل ہے۔ کیا آج یوم عاشورہ نہیں ہے۔ کیا آج وہ دن نہیں۔ جس دن فرزند رسولؐ پیاسا شہید ہوا۔ میں نے عرض کیا، مولاؑ اس دن اور کیا کرنا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا۔ زیارت عاشور پڑھا کر۔ جتنا رو سکتا ہے جس قدر رو سکتا ہے اور جیسے رو سکتا ہے رویا کر۔ میں نے عرض کی قبلہ۔ ابھی ابھی آپؑ نے جو دعا زائرین حسینؑ کے لئے کی ہے اس سے تو میں سمجھ رہا ہوں کہ کاش میں نے حج سے پہلے زیارت کی ہوتی۔ آپؑ نے فرمایا۔ اب کون مانع ہے۔ تجھے کیا معلوم زائرین حسینؑ کے لئے دعا کرنے والے زمین کی نسبت آسمانوں میں بہت زیادہ ہیں۔ زائرین حسینؑ کے لئے۔ نبی کونینؐ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا سب دعا کرتے ہیں۔ اے فرزند وہب زائر حسینؑ واحد وہ شخص ہوگا جس سے مصافحہ کرنے کی خاطر رسول کونینؐ چل کر

میدان محشر میں تشریف لائیں گے۔ (معالی السبطین جلد اول ص ۱۷۴ تا ۱۹۰)

زائرین حضرت امام حسینؑ کا مقام معصومینؑ کی نظر میں

بحار الانوار میں حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ سرزمین کربلا وہ زمین ہے جس نے موسیٰ کو کلیم بنایا۔ نوحؑ کی مناجات سنی۔ اللہ کی محترم ترین زمین ہے اگر یہ مقدس نہ ہوتی تو اللہ اسے اپنے اولیاء کا امین اور انبیاءؑ کی گزرگاہ نہ بناتا۔ کربلا میں جا کر ہمارے مزارات کی زیارت کیا کرو تمام

فرزند رسولؐ کی زیارت سے غم دور ہوتے ہیں، زائر جل کر اور ڈوب کر نہیں مرتا۔ زائرین حسینؑ کو درندے اذیت نہیں دیتے۔ جو بھی فرزند رسولؐ کی امامت کا قائل ہے اس کے لئے زیارت کربلا فریضہ ہے

شیعوں سے کہہ دو کہ کربلا کی زیارت کریں۔ فرزند رسولؐ کی زیارت سے غم دور ہوتے ہیں، زائر جل کر اور ڈوب کر نہیں مرتا۔ زائرین حسینؑ کو درندے اذیت نہیں دیتے۔ جو بھی فرزند رسولؐ کی امامت کا قائل ہے اس کے لئے زیارت کربلا فریضہ ہے اگر کوئی شخص ہر سال حج کر کے مرے اور فرزند رسولؐ کی زیارت نہ کرے تو حقوق نبویہ میں سے ایک بہت بڑے حق کا تارک محشور ہوگا ہر مسلمان پر حق امام حسینؑ فریضہ

زائر حسینؑ وہ خوش نصیب ہوتا ہے جس کے حق میں نبی اکرمؐ، حضرت علیؑ، دختر رسولؐ، امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ دعائے مغفرت کرتے ہیں

ہے۔ حضرت امام صادقؑ نے وہب بن معاویہ سے فرمایا۔ دشمنو کے ڈر سے تربت حضرت امام حسینؑ کی زیارت مت چھوڑو۔ فرزند رسولؐ کی قبر مبارک کی زیارت کا تارک قیامت کے دن حسرت لے کر اٹھے گا۔ زائر حسینؑ وہ خوش نصیب ہوتا ہے جس کے حق میں نبی اکرمؐ، حضرت علیؑ، دختر رسولؐ، امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے تمام گناہ معاف ہو جائیں؟ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ آئندہ ستر برس تک آپ کے نامہ اعمال گناہوں سے صاف رہے؟ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ جب آپ دنیا سے جائیں تو آپ کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ قبر میں نبی کریمؐ آپ سے مصافحہ کریں۔ جو شخص قیامت کے دن نور سے دستر خوان پر بیٹھنا چاہتا ہے اسے زائر قبر فرزند رسولؐ ہونا چاہئے۔ جو شخص اگر گھر سے زیارت کی نیت سے پیدل چلے تو ہر قدم کے عوض اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا اضافہ ہوگا اور ایک برائی محو کی جائے گی اور جب حرم حضرت امام حسینؑ میں پہنچے گا تو فلاح یافتہ افراد سے ہوگا جب زیارت کرے گا تو اللہ اس کا نام فائزین کی فہرست میں لکھے گا۔ جب واپسی کا ارادہ کرے گا تو ایک فرشتہ آ کر زائر کو کہے گا کہ نبی کونینؐ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ خصائص میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جو شخص حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے گا اسے اتنا تو ثواب ملے گا کہ جتنا اس شخص کو ثواب ملتا ہے کہ جس نے اسلامی سرحدوں کے تحفظ کی خاطر ایک ہزار گھوڑے عطا کئے ہوں اسے ہر قدم کے عوض ایک غلام آزاد

نبی اکرمؐ پکار کر فرماتے ہیں۔ میرے مظلومؑ فرزند کی زیارت کیلئے مصائب سفر جھیلنے والو۔ میں محمدؐ۔ تمہیں جنت میں اپنے پڑوس کی بشارت دیتا ہوں

کرنے کا ثواب ملے گا۔ زائر قبر فرزند رسولؐ کو سو نبی مرسلؑ کے ساتھ جہاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ زیارت کی تیاری میں جتنی رقم خرچ کرے گا ہر قدم کے عوض کوہ احد کی مقدار کے مطابق نیکیاں ملیں گی، آپؐ نے فرمایا اللہ اور اللہ کے نبیؐ کی خوشنودی ان تمام جزاؤں کے علاوہ ہوگی۔ نبی اکرم زائر امام حسینؑ کے لئے دعائے خیر فرماتے ہیں۔ جب زائر گھر سے روانہ ہوتا ہے تو ہر طرف سے چھ ہزار ملائکہ اس کے گرد ہوتے ہیں زائر کو ایک ایک قدم پر دعا دیتے ہیں۔ سورج کی تمازت اس کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ جب سفر زیارت میں زائر کو پسینہ آتا ہے خواہ یہ پسینہ گرمی کی وجہ سے ہو یا تھکاوٹ کی بدولت، پسینے کے ایک ایک قطرہ کے عوض اللہ ستر ہزار ملائکہ پیدا کرتا ہے جو تا قیامت زائر کیلئے تسبیح اور استغفار کرتے رہیں گے۔ جب زائر آب فرات سے غسل کر لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرمؐ پکار کر فرماتے ہیں۔ میرے مظلومؑ فرزند کی زیارت کیلئے مصائب سفر جھیلنے والو۔ میں محمدؐ۔ تمہیں جنت میں اپنے پڑوس کی بشارت دیتا ہوں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ میرے مقتول عبرت بیٹے کے زوارو۔ میں علی تمہاری ضروریات خواہ دنیاوی ہوں یا آخروی کے پورا کرنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ زائر جب صحن روضہ اقدس فرزند فاطمہؑ میں قدم

رکھتا ہے تو ہر طرف سے ملائکہ اسے گھیر لیتے ہیں جب زائر حرم امام مظلومؑ میں داخل ہوتا ہے تو امام حسینؑ اسے دیکھ کر اللہ سے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تمام انبیاء اور ملائکہ بھی شامل دعا ہو جاتے ہیں۔ جب زائر واپس پلٹتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ، اسرافیلؑ اور میکائیلؑ دیگر ملائکہ کے ساتھ اس کے الوداع کو آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ خوش نصیب ہے تو تیرے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ تو اللہ۔ نبیؐ اللہ اور اہل بیتؑ نبیؐ کے حزب سے ہو گیا ہے۔ نہ تو کبھی آتش جہنم تیرے سامنے آئے گی اور نہ تو آتش جہنم کو دیکھ سکے گا۔ جہنم کبھی تیرے جسم کے قریب تک نہ آ سکے گی۔ پھر ایک ہاتف پکار کر کہتا ہے۔ خوش بخت تھا تو۔ تجھے مبارک ہو۔ بعد از زیارت جب بھی اس دنیا سے رخصت ہوگا سب سے پہلے مظلومؑ کربلا اس کی زیارت کو تشریف لائیں گے۔ کیونکہ حضرت امام حسینؑ نے وعدہ کر رکھا ہے! جو بھی میری زیارت کو آئے گا س کی وفات کے بعد میں بھی اس کی زیارت کو آؤں گا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا! اللہ کی طرف سے زائر حسینؑ کی میں ضمانت دیتا ہوں جو شخص میرے حسینؑ کی زیارت کو آئے گا میرا فریضہ ہے کہ میں بھی اس کی زیارت کروں اس کو ہاتھ سے پکڑ کر قیامت کے مصائب اور یوم حشر کی وحشت سے نجات دلا کر جنت تک پہنچاؤں۔ خصائص میں ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے فضائل میں سے حیرت انگیز فضیلت یہ ہے کہ دوسرے کسی بقید حیات امامؑ کی زیارت سے بھی زیارت امام حسینؑ افضل ہے ابن ابی یعفور سے مروی ہے کہ میں حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ قبلہ: صرف آپؑ کی زیارت کیلئے بہت سے مصائب برداشت کر کے آیا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا۔ کبھی تم نے اس کی زیارت نہیں کی جس کا حق میری زیارت سے کہیں عظیم تر ہے۔ میں نے عرض کیا، قبلہ: میرے لئے ایسی کونسی ہستی ہے جس کا حق آپؑ سے بھی عظیم تر ہے، آپ نے فرمایا۔ میرا مظلوم اور مسافر جدؑ۔ فرزند رسول حسینؑ ابن علیؑ میری زیارت کی نسبت تمہارے لئے اس کا حق عظیم تر ہے اس کی زیارت کر کے اپنے تمام مصائب امام حسینؑ ہی کے سامنے پیش کیا کرو۔ خصائص میں ہی ہے کہ حضرت امام باقرؑ زائرین کربلا کی زیارت کو چل کر آئے تھے۔ حمران کہتا ہے کہ میں زیارت کیلئے کربلا گیا جب واپس پلٹا تو حضرت امام باقرؑ تشریف لائے اور فرمایا۔ اے حمران۔ تجھے جنت کی بشارت ہو۔ جو شخص بھی شہدائے اہل بیت علیہم السلام کی زیارت خالصتہ بوجہ اللہ کرے گا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح یوم ولادت پاک ہوتا ہے۔ ابو بکار سے مروی ہے کہ میں زیارت کیلئے کربلا آیا جب واپس گیا تو میرے پاس مزار سید الشہداءؑ کی کچھ مٹی تھی۔ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں گیا اور وہ مٹی پیش کی۔ آپؑ نے اسے سونگھا اور رو کر فرمایا۔ واقعاً یہ خاک کربلا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک ملک عرضہ محشر میں ندا کرے گا۔ زوار حسینؑ کہاں ہیں۔ تمام زائرین سامنے آئیں گے اور کہیں کہ ہم ہیں۔ سوال ہوگا۔ زواری کس لئے تھی۔ جواب دیں گے۔ نبی اکرمؐ۔ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ سے محبت اور غربت حسینؑ پر اظہار افسوس کے لئے زیارت کی تھی۔ انہیں کہا جائے گا اگر ایسی بات ہے تو سامنے دیکھو وہ محمدؐ اور علیؑ موجود ہیں تم نے ان کی خوشنودی کے لئے اتنے مصائب جھیلے تھے۔ جاؤ۔ ان کے سایہ شفقت میں چلے جاؤ۔ تمام زائرین۔ لواء الحمد کے زیر سایہ آ جائیں گے۔ اسحاق ابن عمار نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ میں کربلا میں برائے زیارت گیا۔ حرم امام حسینؑ میں ساری رات مصروف عبادت الہی رہا۔ مجھے ہزاروں کی تعداد میں ایسے چہرے نظر آئے جو انتہائی حسین و جمیل تھے۔ جب میں نماز صبح کے سجدہ شکر سے فارغ ہوا کرتا تھا تو ان میں سے مجھے کوئی بھی نظر نہ آتا۔ آپؑ نے فرمایا۔ وہ ملائکہ ہیں جنہیں اللہ نے تا ظہور قائمؑ مزار سید الشہداء پر گریہ وزاری اور ماتم و نوحہ خوانی کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ ظہور حجتؑ کے بعد تمام امام حسینؑ کے زائرین میں شامل ہوں گے۔ روایات میں ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد دختر رسولؐ سلام اللہ علیہا ہر وقت مصروف گریہ رہتی ہیں اپنے مظلوم بیٹے کی تیروں سے تار تار قمیض ان کے ہاتھ میں رہتی ہے اسے دیکھ کر روتی ہیں اور زائرین حضرت امام حسینؑ اور عزاداروں کیلئے دعا مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ معالی السبطین جلد اول کے صفحہ 184 پر لکھا ہے کہ ہر آسمان سے ملائکہ اتر اتر کر تا قیامت ان شہداء پر درود بھیجتے رہیں گے اور زائرین کے نام مع قبیلہ اور وطن کے لکھتے رہیں گے ان کے چہروں پر نور کی ایسی علامت لگائیں گے جس سے یہ لوگ لاکھوں لوگوں میں بھی پہچانیں جائیں گے ان کی پیشانیوں پر نور سے لکھا جائے گا "ھذا زائر الحسین علیہ السلام"۔ "یہ نور ایسا ہو گا جسے دیکھ کر اہل محشر کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی"۔

قصص الانبیاء

عزادار حسین نقوی

حضرت ذوالقرنینؑ

فرمان خداوندی:......ترجمہ......اور (لوگ آپ سے) ذوالقرنین کا حال (امتحاناً) پوچھا کرتے ہیں۔ آپ (ان کے جواب میں) کہیں کہ میں ابھی تمہیں اس کا کچھ حال بتائے دیتا ہوں۔ (خدا فرماتا ہے) بیشک ہم نے ان کو روئے زمین پر قدرت حکومت عطا کی تھی اور ہم نے اسے ہر چیز کے سازوسامان دے رکھے تھے۔ وہ ایک سامان (سفر) کے پیچھے پڑا۔ یہاں تک کہ جب (چلتے چلتے) آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو آفتاب ان کو ایسا دکھائی دیا کہ (گویا) وہ کالی کالی کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اسی چشمہ کے قریب ایک قوم کو بھی آباد پایا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تم کو اختیار ہے) خواہ (ان کے کفر کی وجہ سے) ان کو سزا دو (کہ ایمان لائیں) یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرو (کہ خود ایمان قبول کریں) (سورہ کہف آیات 83 تا 86 پارہ 16) (آپ کا اسم گرامی قرآن پاک میں 2 مرتبہ آیا ہے)

حضرت ذوالقرنینؑ سے متعلق سوال کی نوعیت:

محمد بن اسحاق نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط کو علماء یہود کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ چونکہ تم خود کو اہل کتاب کہتے ہو اور تمہارے پاس زمانہ سابق کے پیغمبروں کا وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے لہذا محمدؐ کے متعلق ہم کو یہ بتائیں کہ ان کے دعویٰ پیغمبری کی صداقت کے متعلق آپ حضرات کا الہامی کتابوں میں کوئی تذکرہ یا علامات موجود ہیں یا نہیں؟ چنانچہ قریش کے وفد سے یثرب پہنچ کر علماء یہود سے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ احبار یہود نے ان سے کہا تم اور باتوں کو چھوڑ دو ہم تم کو تین سوالات بتائے دیتے ہیں اگر وہ ان کا صحیح جواب دے دیں تو سمجھ لینا کہ وہ ضرور اپنے دعوے میں سچے ہیں اور نبی مرسل ہیں اور تم پر ان کی پیروی واجب ہے اور اگر وہ صحیح جواب نہ دے سکیں تو پھر تم کو اختیار ہے کہ جو معاملہ ان کے ساتھ چاہو کرو، وہ سوالات یہ ہیں۔

۱......اس شخص کا حال بیان کیجئے جو مشرق و مغرب تک فتوحات کرتا چلا گیا؟

۲......ان چند نوجوانوں پر کیا گزری جو کافر بادشاہ کے خوف سے پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے تھے؟

۳......روح کے متعلق بیان کیجئے۔

وفد مکہ واپس آیا اور اس نے قریش کو یہودی علماء کی گفتگو سنائی، قریش نے سن کر کہا ”اب ہمارے لئے محمدؐ کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو گیا ہے کہ یہود کے ان سوالات کے جوابات ایک امی انسان جب ہی دے سکتا ہے کہ درحقیقت اس پر خدا کی جانب سے وحی آتی ہو“۔ چنانچہ قریش مکہ نے خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو کر تینوں سوالات پیش کر دیئے، ان ہی سوال کے جوابات کیلئے آپ پر سورہ کہف کا نزول ہوا۔ اے پیغمبر! تم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں۔ تم کہہ دو میں اس کا کچھ حال تمہیں (کلام الہیٰ میں) پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ ”ہم نے اسے زمین میں حکمرانی دی تھی، نیز اس کیلئے ہر طرح کا ساز و سامان مہیا کر دیا تھا۔ تو (دیکھو) اس نے (پہلے) ایک مہم کیلئے سازوسامان کیا (اور پچھم کی طرف نکل کھڑا ہوا) یہاں تک کہ (چلتے چلتے) سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا وہاں اسے سورج ایسا دکھائی دیا جیسے ایک سیاہ دلدل کی جھیل میں ڈوب جاتا ہے اور اس کے قریب ایک گروہ کو بھی آباد پایا۔ ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین! (اب یہ لوگ تیرے اختیار میں ہیں) تو چاہے انہیں عذاب میں ڈالے چاہے اچھا سلوک کر کے اپنا بنا لے۔ ذوالقرنین نے کہا۔ ”ہم ناانصافی کرنے والے نہیں۔ جو سرکشی کرے گا اسے ضرور سزا دیں گے پھر اسے اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے وہ (بداعمالوں کو) سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور جو ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا تو اس کے بدلے اسے بھلائی ملے گی اور ہم اسے ایسی باتوں کا حکم دیں گے جس میں اس کیلئے راحت و آسانی ہو“۔ اس کے بعد اس نے پھر تیاری کی اور (پورب) کی طرف نکلا یہاں تک کہ سورج نکلنے کی آخری حد تک پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا۔ سورج ایک گروہ پر نکلتا ہے جس پر ہم نے کوئی آڑ نہیں رکھی۔ معاملہ یونہی تھا اور جو کچھ ذوالقرنین کے پاس تھا اس کی ہمیں پوری خبر ہے۔ اس نے پھر سازوسامان تیار کی اور تیسری مہم میں نکلا۔ یہاں تک کہ دو پہاڑوں کی دیواروں کے درمیان پہنچ گیا وہاں اس نے دیکھا کہ پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم آباد ہے۔ جس سے بات کی جائے تو کچھ نہیں سمجھتی۔ اس قوم نے (اپنی زبان میں) کہا۔ ”اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس ملک میں آ کر لوٹ مار کرتے ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک روک بنا دیں اور اس غرض سے ہم آپ کیلئے کچھ خراج مقرر کر دیں“۔ حضرت ذوالقرنینؑ نے کہا۔ ”میرے پروردگار نے جو کچھ میرے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ وہی میرے لئے بہتر ہے (تمہارے خراج کا محتاج نہیں) مگر تم اپنی قوت سے (اس کام میں) میری مدد کرو میں تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک مضبوط دیوار کھڑی کر دوں گا۔ (اس کے بعد اس نے حکم دیا) لوہے کی سلیں میرے لئے مہیا کر دو۔ پھر جب (تمام سامان مہیا ہو گیا اور

دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار اٹھا کر ان کے برابر بلند کر دی تو حکم دیا (بھٹیاں سلگاؤ اور) اس دھونکو پھر جب (اس نے قدر دھونکا گیا کہ) بالکل آگ کی طرح لال ہوگئی تو کہا گلا ہوا تانبا لاؤ اس پر انڈیل دیں چنانچہ (اسی طرح) ایک ایسی دیوار بن گئی کہ نہ تو (یاجوج وماجوج) اس پر چڑھ سکتے تھے نہ اس میں سرنگ لگا سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے (تکمیل کار کے بعد) کہا یہ جو کچھ ہوا یہ (فی الحقیقت) میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب مرے پروردگار کی فرمائی ہوئی بات ظہور میں آئے گی وہ اسے ڈھا کر ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے پروردگار کی فرمائی ہوئی بات سچ ہے۔ ٹلنے والی نہیں"۔ "اور اس دن ہم ایسا کریں گے کہ ان میں سے ایک قوم دوسری قوم پر موجوں کی طرح آپڑے گی اور پھونکا جائے گا نرسنگھا (صور) پس اکٹھا کریں گے ہم ان کو"۔ عدل وظلم کی حکومت کے درمیان ہمیشہ سے یہ امتیازی فرق چلا آتا ہے کہ عادل حکومت کا نصب العین رعایا اور عوام (پبلک) کی خدمت ہوتا ہے اور اس لیے عادل بادشاہ کا شاہی خزانہ رفاہ عام اور عوامی خدمات اور ان کی خوشحالی کے لئے ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات پر ضروری حاجات سے زیادہ اس میں سے صرف نہیں کرتا اور نہ عوام کو ٹیکسوں کی کثرت سے پریشان حال بناتا ہے اس کے برعکس جبر وظلم کی حکومت کا منشاء بادشاہ اور حکومت کا اقتدار، ذاتی تعیش اور اس کا استحکام ہوتا ہے اس لئے وہ نہ رعایا کے دکھ درد کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ان کی راحت وآرام کا خیال رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں اگر کچھ ہو بھی جاتا ہے تو وہ حکومت کے مفاد ومصالح کے پیش نظر ضمنی ہوتا ہے نیز اس حکومت میں رعایا ہمیشہ ٹیکسوں کے بوجھ سے دبی رہتی ہے ذوالقرنین چونکہ ایک صالح اور عادل بادشاہ تھا اس لیے اس نے شمالی سیاحت میں اس قوم سے ٹیکس لینے سے انکار کر دیا جو یاجوج ماجوج پر دیوار بنانے کے سلسلہ میں دینا چاہتے تھے اور انہوں نے صاف کہا کہ خدا نے مجھ کو حکومت وثروت اس لئے نہیں دی کہ میں اس کو ذاتی تعیش پر صرف کروں بلکہ صرف اس لیے عطا فرمائی ہے کہ اس کے ذریعے سے مخلوق خدا کی خدمت انجام دوں۔ نیز انہوں نے جو ملک بھی فتح کیا اس کی رعایا پر عفو کرم ہی کی بارش کی اور کبھی ان کو نہیں ستایا۔

حضرت عزیرؑ:

فرمان خداوندی......ترجمہ......"(اے رسول آپ نے) مثلاً! اس (بندے عزیز کے حال) پر بھی نظر کی جو ایک گاؤں پر (سے ہو کر) گزرا اور وہ ایسا اجڑا تھا کہ اپنی چھتوں پر ڈھے کے گر پڑا۔ وہ بندہ (عزیز) کہنے لگا اللہ اب اس گاؤں کو (ایسی) ویرانی کے بعد کیونکر آباد کرے گا، اس پر خدا نے اسے (مار ڈالا اور) سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر اس کو زندہ کیا (تب) پوچھا تم کتنی دیر پڑے رہے۔ اب ذرا اپنے کھانے پینے (کی چیزوں) کو دیکھو کہ اب تک خراب نہیں ہوئیں اور ذرا اپنے گدھے (سواری) کو تو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں اور سب اس واسطے کیا ہے تاکہ لوگوں کے لئے تمہیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور (اچھا اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کس طرح ان کو جوڑ جاڑ کر ڈھانچہ بناتے ہیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پس (جب ان پر ظاہر ہوا تو بے ساختہ بول اٹھے کہ (اب) میں بہ یقین کامل جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے"۔ (سورہ بقرہ آیت 259 پارہ 3) (اپ کا اسم گرامی قرآن پاک میں 1 مرتبہ آیا ہے)۔ "اور (اے رسول) اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ (کے واقعات یاد کرو) یہ سب صابر بندے تھے"۔ (سورہ انبیاء آیت 85 پارہ 17)۔ روایات کے مطابق حضرت عزیرؑ سو سال کے بعد جب اپنی قوم میں پہنچے تو کوئی بھی ان کو پہچان نہ سکا۔ اس لئے کہ آپ اپنی سابقہ جوانی کی حالت پر تھے۔ آخر کار انہوں نے اپنی کنیز سے بات کی جو ان کی روانگی کے وقت بیس سال کی تھی اور اب اس کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوگئی تھی۔ اس نے کہا کہ عزیر کو گم ہوئے سو سال ہوگئے۔ آپ عزیر کہاں سے ہو گئے۔ جب انہوں نے اپنے عزیر ہونے پر زیادہ زور دیا تو اس نے کہا کہ عزیر بڑے مجیب الدعوات تھے۔ ان کی دعا کبھی بھی رد نہیں ہوئی تھی۔ اگر آپ عزیر ہیں تو دعا کیجئے کہ میں بینا ہو جاؤں اور میرے پاؤں جو شل ہو چکے ہیں یہ پھر سے کام کرنے لگیں۔ حضرت عزیرؑ نے دعا کی اور چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ بینا ہوگئی۔ اس نے حضرت عزیرؑ کو پہچان تو لیا مگر حیران بھی ہوئی۔ حضرت عزیرؑ اسی طرح جوان تھے۔ جب حضرت عزیرؑ نے اپنے سو سال مردہ رہنے کے واقعات بتائے تو وہ دوڑتی ہوئی عزیر کے فرزند اور پوتے کے پاس گئی۔ جو دونوں بوڑھے ہو چکے تھے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ جب وہ گھر آئے تو انہوں نے ان کو دیکھا اور بات چیت کی، حضرت عزیرؑ کے فرزند نے کہا کہ۔ ہمارے والد کے کندھے پر ایک ہلالی تل تھا جو روشنی دیتا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے کرتا اتار دیا۔ بیٹوں نے جو تل کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ یہ ہی ہمارے والد ہیں اور ان کی باتوں پر بھی یقین کر لیا۔ بالآخر تمام قوم میں چرچا ہو گیا اور سب نے آپ کے وجود کو تسلیم کر لیا مگر بعض لوگ بدستور شک میں رہے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ نے کہا کہ توراۃ ہم سے گم ہو چکی ہے اور عزیر حافظ تورات تھے اگر آپ عزیر ہیں تو تورات سنایئے تو حضرت عزیرؑ نے تورات سنا دی مگر کوئی اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کرنے والا نہ تھا۔ پھر فیصلہ ہوا کہ تورات کا وہ نسخہ جو پہاڑ پر بخت نصر کے خوف سے چھپا دیا گیا تھا وہ نکالا جائے۔ چنانچہ وہ لایا گیا اور حضرت عزیرؑ کے پڑھے ہوئے تورات کی تصدیق ہوگئی۔ تب سب لوگوں نے آپ کو تسلیم کر لیا مگر ساتھ ہی یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ "ابن اللہ" اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ نے اس کی سختی سے رد کی اور فرمایا۔ "میں اللہ تعالیٰ کا ایک ناچیز بندہ ہوں۔ وہی میرا خالق اور معبود ہے"۔

دسویں محرم

شاعر آل عمران۔ اسد رضوی

دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ
اوج پر رعونت تھی دیکھ روز عاشورہ

بلبلاتے بچے تھے پانیوں پہ پہرے تھے
کربلا کی دھرتی پر موت کے کٹہرے تھے
وقت سے نہ بھر پائے زخم اتنے گہرے تھے
عقل محو حیرت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

اک طرف تو لشکر تھا اک طرف بہتر تھے
اور یہ بہتر بھی خون سے معطر تھے
کائنات کے مالک کربلا میں بے گھر تھے
کیا عجیب وحشت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

آگ آگ موسم تھا دھوپ تھی قیامت کی
ان بہتروں نے کی انتہا شجاعت کی
دہر کے یزیدوں کی، وقت کی حکومت کی
نیند تک بھی غارت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

خون میں ہوا غلطاں جس حسینؑ کا اصغرؑ
اور امامؑ ہاتھوں پر لے کے آئے جب اندر
تب غشی کا عالم تھا ایک ایک بی بی پر
اشک اشک چاہت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

کربلا کی دھرتی پر ہر اصول زخمی تھا
گلشن ولایت کا پھول پھول زخمی تھا
جو کہ شکل و سیرت میں تھا رسولؐ، زخمی تھا
نوحہ خواں شرافت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

لشکروں کے گھیرے میں عزم انتہا کا تھا
زخم زخم ہو کر بھی مطمئن بلا کا تھا
علم اس کے ہاتھوں میں جس گھڑی وفا کا تھا
ظلم تھا اذیت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روزعاشورہ

کر کے بیبیاں قیدی ننگے سر پھرایا تھا
اور پا بہ زنجیراں شہر میں گھمایا تھا
عابدوں کے عابد کو کتنا خوں رلایا تھا
کیا کڑی مسافت تھی دیکھ روز عاشورہ
دہر میں قیامت تھی دیکھ روز عاشورہ

اہل بیتؑ رسولؐ

مولف:
ارمان سرحدی

میرے اہل بیتؑ کو میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھو (رسول اللہ)

امت کے لئے امان: سلمہ بن ابی اکوع سے روایت ہے۔ حضور مقبولؐ فرماتے تھے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری امت کیلئے امان ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا ستارے زمین والوں کیلئے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری امت کیلئے اختلاف سے امان ہیں جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ ان سے مخالف ہوجائے گا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ بن جائیں گے۔

توبہ کا دروازہ: ابن عباس اور ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا! میرے اہل بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ۔ جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ بخشا گیا۔

مخزن حکمت: حمید بن عبداللہ یزید مدنی سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس حضرت علیؑ کے ایک فیصلے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے تعجب سے فرما کر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔ (احمد)

رحمت، رسالت، حلم کی کان: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ فرمایا کرتے تھے ہم اہل بیتؑ رحمت کی کنجیاں، رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں۔

عترت: زید بن ارقم فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا ہے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ اگر تم اس کو مضبوط پکڑے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اور یہ دو چیزیں ہیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، یعنی خدا کی کتاب ایک رسی کی مانند ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے اور دوسری چیز میری عترت ہے میرے اہل بیتؑ میں سے اور خدا کی کتاب اور میری عترت (قیامت کے دن) ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ حوض پر آئیں گی پھر تم دیکھو کہ میرے بعد تم دونوں چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو (ترمذی)

میری محبت کی وجہ سے: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم خدا سے اس لئے محبت کرو کہ وہ غذا اور نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے اہل بیتؑ کو میری محبت کی وجہ سے عزیز رکھو۔ (ترمذی)

کشتی نوح: ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑ کر یہ بیان کیا کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے اہل بیت تمہارے لئے کشتی نوح کے مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔ (احمد)

اہل بیت علیہ السلام سے سچی محبت: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ (ترجمہ) خدا کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ نازل ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا اس سے وہ شخص مراد ہے جو خدائے تعالیٰ اس کے رسول اور میرے اہل بیتؑ سے سچی محبت رکھنے والا بغیر جھوٹ کے۔ (ابوبکر بن مردویہ) حضرت علیؑ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت بڑے غضب میں گھر سے تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ میرے اہل بیتؑ کی نسبت مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھ سے محبت نہیں کرے گا اور مجھ سے محبت نہیں کرے گا جب تک میرے ذریت (اولاد) سے محبت نہیں کرے گا۔ (ابن حیان)

میرے اہل کے ساتھ نیک: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہارا نیک وہ ہے جو میرے اہل کے ساتھ میرے بعد نیک ہو۔ (حاکم، ابویعلی، دیلمی)

اہل بیت علیہ السلام سے بغض: ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا جو اہل بیتؑ سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے۔ (احمد)

اہل بیت علیہ السلام سے نیکی کرو: حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا تم نیکی کرو میرے اہل بیتؑ کے ساتھ، بے شک میں ان کیلئے کل تم سے جھگڑوں گا اور جس سے میں جھگڑنے والا ہوں گا اس سے اللہ تعالیٰ جھگڑے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑے گا وہ آگ میں گھسے گا۔ (ابوسعد والملا)

اهل بيت كو ايذا: حضرت علیؑ نے فرمایا آنحضرتؐ کا ارشاد ہے جس نے میرے اہل کو ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ عبدالمطلب بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے۔(احمد ترمذی)۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ہمیں خطبہ میں فرمایا اے لوگو! جس نے میرے اہل بیتؑ کو ناراض کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے یہودیوں میں سے اٹھائے گا۔(طبرانی، سیوطی)۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے لئے ہے اور اس شخص کے لئے جو میرے اہل بیتؑ کو دوست رکھے۔(طبرانی، سیوطی)۔

متفرق: انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم اہل بیتؑ ہیں، ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے۔ مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں حضرت علیؑ پیادہ پا تشریف لائے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جناب رسالتؐ مآب نے فرمایا جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

جب حضرت علیؑ بیٹھ گئے، آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! تجھے کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا حضورؐ کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں اور تو، حسنؑ اور حسینؑ اور ہماری اولاد اور دوست ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔(احمد، ابوسعید، عبدالملک)۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے حضرت حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ سے ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت کرے گا، قیامت کے دن میرے درجہ پر ہوگا۔(احمد، ترمذی)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری اہل کو اور علیؑ کو پیار کرو۔ جس نے میرے اہل بیتؑ میں سے کسی ایک سے بغض رکھا۔ اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔(احمد)۔

ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیتؑ سے کوئی نہیں بغض رکھے گا مگر کہ اللہ تعالیٰ سے آگ میں اوندھا گرائے گا۔ حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایت یوں ہے کہ ''مگر خدا اسے آگ میں ڈالے گا''۔ ''عترت'' کے عنوان سے ایک حدیث اسی باب میں بیان ہو چکی ہے۔ اسی حدیث کے بارے میں ابوالطفیلؓ کا ایک بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے بلکہ وہ شخص (کھڑا ہو) جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم طائی، عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری، ابویعلی، ابوالہیثم ابن التیہان، ابوسعید خدری، شریح اور ابوقدامہؓ اور قریش کے چند آدمی بھی تھے۔

حضرت علیؑ نے ان سے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ حجۃ الوداع سے لوٹے جب ظہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ باہر نکلے اور درختوں کے نیچے سے جھاڑنے کا حکم دیا اور ان پر اپنے کپڑے ڈال دیئے، پھر لوگوں کو نماز کیلئے بلایا۔ ہم اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے اور نماز ادا کی۔ پھر آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور خدائے پاک کی صفت اور ثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو! تم کیا کہنے والے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا! گواہ رہو؟ پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور خدا کی دعوت منظور کروں گا۔ میں بھی پوچھا جانے والا ہوں اور تم بھی پوچھے جاؤ گے، تمہارا خون اور تمہارا مال حرام ہو گیا ہے۔ مثل تمہارے حج کے دن کی حرمت کے اور اس تمہارے مہینے کی حرمت کے۔ میں تمہیں عورتوں کے لئے اور ہمسایوں کے لئے اور غلاموں کے لئے عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہل بیتؑ۔ پس وہ دونوں جب تک حوض پر وارد نہ ہوں، ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے۔ پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں، اس کا علیؑ مولا ہے۔ حضرت علیؑ فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

ابتلائے مصطفیٰ بیٹے کی جدائی

علامہ صائم چشتی

حضور رسالت مآبؐ کی ایک آزمائش آپ کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات ہے۔ حضرت ابراہیم ذی الحجہ 8 ھجری کو مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے، ان کی ولادت کے وقت ان کی والدہ کے پاس رسولؐ کی آزاد کردہ کنیز حضرت سلمیٰؓ تھیں، انہوں نے اپنے شوہر ابورافع کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو ماریہ کے بطن سے بیٹا دیا ہے۔ اس کے شوہر نے یہ خوشخبری حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سنائی تو آپ نے اس بشارت کے سنانے کے صلہ میں ابورافع کو بھی آزاد کر دیا اور اسی رات کو آپ نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا۔ اسی اثناء میں حضرت جبریلؑ نے آپ کی خدمت میں آ کر کہا! یا ابا ابراہیم آپ پر سلام ہو۔ حضور رسالت مآبؐ کو حضرت ابراہیم کی ولادت پاک کی بے حد خوشی ہوئی اور آپ نے ان کیلئے دایہ مقرر کر دی حضرت ابراہیمؑ ایک سال چھ ماہ تک زندہ رہے اور ہجرت کے دسویں سال ان کا وصال ہو گیا حضورت رسالت مآبؐ ان کے فراق میں شدید غمزدہ اور اندوہناک ہو گئے۔ صحیح روایت کے مطابق جب آپ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابراہیمؑ پر نزع کا عالم طاری ہے تو آپ ان کی دایہ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی والدہ کی آغوش میں تھے۔ آپ نے ان سے اپنی گود میں لے کر بیٹے کی حالت دیکھی تو آپ کی چشمان مبارک سے آنسو روان ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ روتے ہیں؟ جبکہ آپ نے میت پر رونے سے منع فرمایا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا! اے بن عوف ہم نے بال نوچنے کپڑے پھاڑنے اور منہ پیٹنے سے منع کیا ہے، آنسو تو رحمت ہیں اور جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اسی وقت آپ نے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اے ابراہیم یہ نہ ہوتا اگر موت امر حق ہے اور آخرت کا وعدہ سچا ہے اور ہم عنقریب سب سے پہلے تجھ سے ملاقات کرینگے بے شک ہم تیری موت سے بہت زیادہ غمزدہ ہیں، اس وقت آپ نے مزید فرمایا! آنکھ تیرے فراق میں روتی ہے اور دل تیرے غم میں اندوہناک ہے مگر ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے اور اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں محزون و غمزدہ ہیں اور کیسے کوئی شخص اپنے جگر گوشہ کے فراق میں غمزدہ نہیں ہوگا جب کہ بیٹا اپنے والدین کا جزو ہے اور اگر جزو کٹے گا تو کل کو بہر حال تکلیف پہنچے گی۔

نواسے پر بیٹا فدا کر دیا

''شواہد النبوۃ'' اور سیرت کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک روز حضورت رسالت مآبؐ نے امام حسینؑ کو دائیں زانو پر اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کو بائیں زانو پر بٹھا رکھا تھا کہ حضرت جبریلؑ نے حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کی! اے اللہ! کے حبیب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو آپ کیلئے جمع نہیں کیا اور ان دونوں میں سے ایک کو واپس لے لے گا آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں اسے اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں لے جائے۔ حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا! اگر حسینؑ کا انتقال ہو گیا تو میری جان بھی جلے گی۔ علیؑ کا دل بھی ملول ہوگا اور فاطمہؑ کا جگر بھی زخمی ہوگا اور اس کے بھائی حسنؑ کو بھی غم واندوہ پہنچے گا اور اگر ابراہیم خدا کے پاس جاتا ہے تو اس کا زیادہ غم والم میری جان پر ہوگا اور میں ان کے غم پر اپنا غم اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ابراہیمؑ آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ بعد ازاں حضرت امام حسینؑ جب کبھی آپ کے پاس آتے آپ انہیں چوم کر فرماتے اس شخص کے لئے مرحبا جس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا کیا ہے پس ایسے شخص کے ساتھ کسی کا برا سلوک کرنا کس طرح جائز ہوگا۔ ''کنز الغرائب'' میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت امام حسینؑ حضور رسالت مآبؐ کے پاس تھے اور گھر جانا چاہتے تھے کہ بارش آئی، آپ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور انہیں غمزدہ دیکھ کر فرمایا اے میری جان تو کیوں ملول خاطر ہے۔ امام حسینؑ نے عرض کی! نانا جان میرا دل امی جان اور بھائی کی طرف کھینچ رہا ہے میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں اور بارش مجھے جانے نہیں دیتی؟۔ حضور رسالت مآبؐ نے دعا فرمائی تو اسی وقت بارش رک گئی اور حسینؑ گھر کو چلے گئے۔ حضور رسالت مآبؐ اپنے جگر گوشہ کے لئے بارش کے قطرے برداشت نہیں کرتے تو اس کے نازک جسم پر زہر آلود تیروں کی بارش کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ ہائے افسوس و درد کہ یہ درد و غم تا قیام قیامت درمندان حسینؑ میں باقی رہے گا ہر سال جب عاشورہ کا چاند آئے گا حسینؑ کے عزاداروں کے درد پر درد بڑھتا رہے گا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ غم دوستاں کو آخرت کی خوشی گردانتا ہے یہاں تک کہ امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ کی روح مقدس اور تمام شہداء ہم پر خوش ہو جائیں۔

یارب نظر لطف عطا کن مارا
داریم دل خستہ دوا کن مارا

ہر چند گنہگار و پریشاں حالیم
در کار شہید کربلا کن مارا

عقیدتوں کے سجود

از قلم ڈاکٹر ستنام سنگھ خمار

کمال فن کے مناظر دکھا دیئے تو نے
جو تھے دماغ وہ سب دل بنا دیئے تو نے
حسیں رُتوں کے محافظ حسینؑ ابن علیؑ
گلوں کے نور پے پہرے بٹھا دیئے تو نے
لبوں کے شعلے تبسم میں ڈھل گئے آخر
حقیقتوں کے فسانے بنا دیئے تو نے
یزیدیت کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھینکا
بنائے ظلم کے پتھر ہلا دیئے تو نے
نظر نظر کو دیئے آسمان محبت کے
پلک پلک پہ ستارے سجادیئے تو نے
نہ حوصلے کی مثالیں نہ فیصلے کا جواب
سپاہ شر سے بہتر 72 لڑا دیئے تو نے
جب آیا تو تو چکا چوند ہو گئیں نظریں
جدا ہوا تو زمانے رلا دیئے تو نے
ترس رہے ہیں جبیں میں عقیدتوں کے سجود
سلگتی مٹی کو وہ نقش پا دیئے تو نے
حسینؑ حکمتِ تشنہ لبی کے شعلوں سے
بھرے پانی کے دریا جلادیئے تو نے
سبیلیں خون کی سجائیں ستم گروں نے
سخاوتوں کے خزانے لٹا دیئے تو نے
نوازشوں کے کرم کئے خلوص و رحمت کے
دل خمار پہ ساغر لنڈھا دیئے تو نے

اقوال وارشادات حضرت علیؑ

عبادت: جو لوگ خدا کی عبادت شوق سے کرتے ہیں، ان کی عبادت تاجرانہ ہے، جو ڈر کی عبادت بجالاتے ہیں ان کی عبادت غلامانہ ہے اور جو لوگ شکر نعمت کے طور پر عبادت بجالاتے ہیں، ان کی عبادت آزادوں کی سی ہے۔

ایمان: ایمان کے معنی ہیں دل سے پہچاننا، زبان سے ماننا، اعضاء و جوارح سے عمل کرنا۔

قضاء الھیٰ: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو دونوں اس شخص کو حکم الٰہیٰ کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں یقیناً موت مضبوط سپر (حفاظت) ہے۔

فروغ دین: نماز ہر متقی کے لئے تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر چیز کی زکوۃ ہے۔ روزہ جسم کی زکوۃ ہے، عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنا۔

دین کے بجائے دنیا: لوگ جو چیز بھی دنیا کیلئے ہاتھ سے دیتے ہیں کہ دنیا ٹھیک ہو خدا اس سے مضرت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

تقدیروتدبیر: تمام باتیں قضاوقدر کے تابع ہیں چنانچہ بہت سی تدبیریں (کامیابی کے بجائے ناکامی اور) موت بن جاتی ہیں۔

کفارہ گناہ: بڑے گناہوں کے کفارہ میں سے مصیبت زدہ کی فریادرسی اور مبتلائے رنج کی تکلیف دور کرنا ہے۔

زھد: بہترین زہد، زہد کو چھپانا ہے۔

ایمان کے چار ستون: ایمان کے چار ستون ہیں، صبر، یقین، عدل اور جہاد، صبر کے چار شعبے ہیں، شوق، خوف، زہد اور امید۔

تو جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات سے الگ ہو جاتا ہے اور جسے جہنم کا خوف ہوتا ہے وہ حرام سے بچتا ہے۔ جو دنیا سے زہد کرتا ہے اسے مصیبتیں ہلکی معلوم ہوتی ہیں اور جسے موت کی امید ہوتی ہے وہ نیک اعمال میں جلدی کرتا ہے۔ یقین کی چار شاخیں ہیں۔ نکتہ رسی میں نظر حقائق تک پہنچنا۔ عبرتوں سے نصیحت اور سابقین کے اچھے طریقے۔ تو جس نے نکتہ رسی میں نظیر پیدا کر لی اس کے لئے حکمت واضح ہو گئی اور جس کے واسطے حکمت واضح ہو گئی وہ عبرت کو پہچان گیا اور جو عبرت کو سمجھ گیا وہ گویا گزشتہ انسانوں میں رہ چکا۔ عدل کے چار شعبے ہیں۔ سمجھ کی باریک بینی، علم کی گہرائی۔ فیصلوں کی خوبی، حلم میں ثابت قدمی، یعنی جس نے باریک بینی سے کام لیا اس نے علم کی گہرائی سمجھ لی اور جس نے علم کی گہرائی سمجھ لی وہ صحیح فیصلوں کی گھاٹیوں سے سیر و سیراب (کامیاب) پلٹا اور جس نے حلم کو اپنایا، وہ اپنے معاملہ میں حد سے نہیں بڑھتا اور لوگوں میں قابل تعریف زندگی بسر کرتا ہے۔ جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، مشکل مقامات پر سچائی، بدکاروں سے دشمنی، جو امر بالمعروف کرے وہ مومنوں کو مدد پہنچاتا ہے اور جو نہی عن المنکر کرے وہ منافقوں کو رسوا کرتا ہے اور جو اہم مقامات پر سچ بولے اس نے اپنا حق ادا کر دیا اور جس نے بدکاروں سے دشمنی کی اور قربتہ الی اللہ ان سے ناراض ہوا تو خدا اس کی طرف فاسق سے ناراض اور اس شخص سے قیامت کے دن راضی ہوگا۔

نوافل اور فرائض: جب فرائض کو نقصان پہنچے تو نوافل سے رضائے خدا نہیں ملتی (پہلے واجب پھر سنت)۔

استغفار: مجھے تعجب ہوتا ہے جب کوئی شخص استغفار (توبہ) کے ہوتے ہوئے مایوس نظر آتا ہے۔

فقیه: فقیہ اور پورا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی طرف سے حاصل ہونے والی مسرتوں سے ناامید نہ کرے اور خدا کی تدبیر و جزا سے مطمئن نہ کردے۔

دین کا تحفظ: خدا سے تعلقات اسی وقت قائم رہ سکتے ہیں جب تک حق سے مدارت اور اس سے قریبی تعلق نہ پیدا کرے اور لالچ کی چیزوں کے پیچھے چلنا چھوڑ دے۔

قرۃ العین حسینؑ......سکینہؑ بنت الحسینؑ

سیدہ توصیف زہرا نقوی آف پشاور

سکینہؑ بنت الحسینؑ واقعہ کربلا میں تاریخ کربلا میں اور دختران کربلا میں جس بلند مقام کی مالک ہیں وہ اس کمسنی میں اور چند سال کی زندگانی میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ دنیا کے بادشاہوں کے جاہ وجلال اور ان کی اولادوں کے نام و نشان مٹ گئے، قیصر و کسریٰ کی بیٹیوں کی دولت و وراثت کا ذکر تو تاریخ عالم میں موجود ہے مگر ان کے نام تک کسی کو معلوم نہیں اور نہ کوئی جاننا چاہتا ہے، حضرت سلیمانؑ کی بیٹی کی شادی اور جہیز کا کہیں کہیں ذکر مل جاتا ہے مگر ان کی صاحبزادی کا نام تک کسی کو معلوم نہیں لیکن جناب سکینہؑ بنت الحسینؑ کا نام بی بی آسیہؑ بی بی مریمؑ بی بی حاجرہ بی بی سارہ، بی بی صفورا بنت شعیبؑ پیغمبر خدا اور بی بی خدیجۃ الکبریٰ اور جناب زینب وکلثوم اور جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ جیسی عظیم بے مثل وبینظیر خواتین اسلام کی فہرست میں نظر آتا ہے۔ سرور کائنات مخزن موجودات ختمی مرتبت کے دنیا میں اسلام پھیلانے سے قبل اور اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے جاہل عربوں نے بیٹی کو جو ذلت ورسوائی دے رکھی تھی اور جس طرح بیٹی کی پیدائش پر شرمساری کا اظہار کرتے تھے اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے کہ کس طرح ننھی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا قرآن کریم نے اس کا ذکر عبرت اور تنبیہہ کے انداز میں کیا ہے اور فرمان الٰہی ہے کہ قیامت کے دن ظالم ماں باپ سے سخت سوال ہوگا اور قیامت کے دن ان کی پرسش کا نقشہ کچھ ان الفاظ میں بتایا گیا کہ اور جب زندہ درگور لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ انہیں کس گناہ میں مارا گیا''۔ دختر کشی کی قبیح رسم کا واحد علاج یہ تھا کہ آخری رسولؐ کی نسل اطہر ایک دختر ہی سے جاری رکھی جائے یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے فرزند بچپن ہی میں انتقال فرما گئے اور نسل رسولؐ کریم جناب فاطمہ زہراؑ سے قرار پائی اور رب العالمین نے اپنے عمل سے دختر کشی کا جواب بیٹی کی بقاء نسل کی صورت میں دیا۔ فرزند مصطفیٰ، جگر گوشہ زہراؑ جب اپنے خالق سے بیٹی کا سوال کرتے ہیں اور جب اس التجاء کا راز پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں میں دختر اس لئے چاہتا ہوں کہ وہ میری صف ماتم پر روئے۔ جناب سکینہؑ کا ذکر تاریخ میں جن الفاظ میں اور جن جن القابات کے ساتھ کیا ہے اور جو نام آپ کو پیش کئے گئے ہیں ان میں آپ کی معصوم مظلوم، محروم اور محزون و مغموم شخصیت کی جھلک ملتی ہے۔ جیسے کہ آپ کو معصومہ کربلا، مظلومہ کربلا، یتیمہ کربلا، یتیم حسینؑ، محرومہ کربلا، دختر کربلا، عکس فاطمۃ الزہراؑ، صبر فاطمہؑ، گوہر حسینؑ، راز دار عبادت امام۔ ان تمام القابات میں آپ کی معصوم شخصیت کی غم واندوہ میں ڈوبی شخصیت اور تصویر نظر آتی ہے۔ توجہ سے آپ کی کمسن زندگی اور تمام زندگی کی حقیقت مصائب پر نظر ڈالی جائے تو آپ کی شخصیت کے دو دور نظر آتے ہیں، پہلا دور جب جناب سکینہ سلام اللہ مدینہ رسول اکرمؐ میں 24 ذوالحج عین عید مباہلہ کے دن پیدا ہوئیں۔ ام ربابؑ کی آغوش میں کھلنے والا یہ پہلا پھول تھا۔ خانوادہ رسولؐ کریم میں بچے کا نام قرآن مجید سے نام نکال کر نام رکھنے کا اصول تھا اور امام عالی مقامؑ نے بھی جناب سکینہؑ کا نام قرآن مجید ہی سے رکھا نام رکھنے کیلئے قرآن پاک کو کھولا تو سورہ فتح کی آیت نمبر چار پر نظر امام ٹھہر گئی جس میں اہل ایمان کے دلوں پر ''سکینہ'' نازل ہونے کا ذکر اور قوت ایمانی کی روز افزوں فراوانی کی خبر تھی تو ''سکینہ'' نام میں فرحت سکون وسرور اور جو پہلو بھی امام حسینؑ نے جس طرح پرکھا ہر پہلو امید افزاء اور اطمینان بخش تھا۔ علماء کرام نے اس طرح سے تاریخ میں لکھا ہے کہ دو دن تک جب اس بچی نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا تو اہل خانہ متفکر ہوئے تیسرے دن مولا حسینؑ نے اپنی بچی کو گود میں لے کر سینے سے لگایا پیار کیا پیشانی کا بوسہ لیا آیات پڑھ کر دم کی اور کان میں کچھ کہا اس کے بعد اپنی زبان طیب وطاہر زبان امامت بچی کے منہ میں دے دی اس طرح سینہ امامؑ سے صبر و علم وحلم وعطا کا جو چشمہ پھوٹا اس سے سیراب ہو کر یہ بچی بڑی ہوئی اور جناب سکینہ علوی گھرانے کی سب سے چھوٹی بچی باپ اور ماں کی لاڈلی اپنے بھائیوں اور بہنوں کی بہت پیاری تھی اور خاص طور پر باب الحوائج عباس علمدار شبیہہ حیدر کرارؑ اپنے چچا کی بہت چہیتی اور لاڈلی بھتیجی تھی اور اپنی تمام پھوپھیوں کی آنکھوں کا تارا تھی۔ ماں باپ ایسی شان وشوکت ایسے بلند درجات کے حامل اور پھر جناب زینبؑ وکلثوم جیسی پھپھیوں اور امام چہارم علی ابن الحسینؑ جیسے بھائی امام پنجم امام محمد باقرؑ جیسے بھتیجے کی محبت میں اور تربیت میں علیؑ و بتولؑ کی یہ پوتی اور اخلاق رسولؐ کی مجسم تصویر حسن مجتبیٰ کی یہ بھتیجی اس معصوم بی بی کی شخصیت اور حسن سیرت کو اور بھی جلا مل گئی، آپ کی زندگانی اگرچہ چار سال سے زیادہ نہیں لیکن اس میں دو تصویریں نظر آتی ہیں، ابتدائی دو تین سال میں آپ خاندان بھر کی ناز ونعمت میں پروان چڑھنے والی ایک بچی نظر آتی ہیں جو ذہین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ علم واخلاق اور شعور خانوادہ رسالتؐ وامامت سے منور اور روشن ذہن کی مالکہ ہیں اور اپنی خاندانی عظمتوں روحانی کمالات سے آراستہ پیراستہ اور نازاں ہیں لیکن اس کے بعد 28 رجب سن 60ھ کے بعد یہ بچی مدینہ سے ہجرت کے بعد سفر کی صعوبتیں اور تکلیفوں سے آزردہ ہے لیکن ابھی باباؑ کا سایہ سر پر ہے لیکن سن 61ھ کے محرم سے دو محرم الحرام کو امام عالی مقامؑ کا قافلہ جب کربلا وارد ہوتا ہے اسی وقت سے سیدہ سکینہؑ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہو جاتا ہے اور یہ وہ دور ہے جس میں یہ بی بی مقصد حسینیؑ اور مشن حسینیؑ

کی روح رواں نظر آتی ہے۔ فہرست شہداء میں جو مقام علیؑ اصغر کا ہے قافلہ سیداں میں وہی حیثیت و مقام کمسن ننھی سکینہؑ بنت الحسینؑ کا نظر آتا ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ بچی اپنی پیاس اور محرومیت کیلئے تمام دنیا کے سامنے مولا حسینؑ کی شہادت اور مظلومیت پر اس طرح گواہ ہے کہ کوئی مثل و نظیر نہیں ملتی بلکہ یہ بچی اپنی ذاتی فضائل و محامہ کی وجہ سے اور صبر خانوادہ رسالت کا عظیم عکس بن گئی دو محرم کو مولا حسینؑ وارد کرب و بلا ہوئے اور گیارہ محرم الحرام تک یہ بچی اسی سرزمین پر قیام پذیر رہی اور کم و بیش آٹھ یا نو دن تک یہ بچی اپنے والد محترم اپنے چچا اور بھائیوں کے ساتھ ساتھ رہی۔ اس مختصر قیام میں بھی سات محرم الحرام کو پانی بند ہوگیا اور نو محرم الحرام کو پانی کی تلاش میں جناب سکینہؑ کی قیادت میں کم از کم 20 بچے ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں ایک ایک سے پانی کا سوال کرتے تھے، عام طور پر یہ کہا اور پڑھا جاتا ہے کہ سات محرم کو پانی بند ہوا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ چار محرم الحرام کو خیمے دریا سے پانچ میل دور نصب کر دیئے گئے اور درمیان میں ہزاروں کا لشکر حائل ہوگیا۔ جس قدر پانی ذخیرہ تھا وہ سات محرم تک چل سکا پھر اس کے بعد خیام حسینیؑ میں پانی کا قطرہ نہ تھا کہ شیر خوار بچوں ہی کو پانی پلایا جا سکے۔ بر روایت سید الشہداؑ تمین اہل بیت و اصحاب بلکہ جانور تک پیاس سے بے تاب تھے۔ زبانوں کو خشکی کے باعث قوت گفتار نہ تھی اشاروں میں گفتگو ہوتی تھی اور نمازیں تیمم سے پڑھی جاتی تھیں۔ علامہ محمد بن محمد الشیر المقدس بزبخانی کا بیان ہے۔ بعض بچوں کے منہ کھلے تھے جو بند نہیں ہوتے تھے اور بعض بچوں کے منہ بند تھے جو کھلتے نہ تھے وجہ یہ تھی کہ پیاس کی شدت سے زبانیں تالو سے چپک گئی تھیں۔ اس لئے امامؑ کے اطفال صغیر نہ منہ کھول سکتے تھے اور نہ بند کر سکتے تھے، علامہ اربلی نے لکھا ہے کہ پیاس کی یہ کیفیت آٹھ محرم سے ہی کاری ہو چکی تھی۔ عمر سعد کو ابن زیاد کا خط موصول ہوا جس کے باعث پانی پر دریا پر پہرہ مزید سخت ہوگیا۔ المختصر مولا اپنی شہزادی کو پیار کر کے میدان کربلا میں آئے طویل خطبہ دیا پھر آخر میں جب فاطمہ کا لال زخموں سے چور میدان شہادت میں آخری سجدہ میں سر رکھے شہادت کی منزل پر فائز ہو رہے تھے اس وقت جناب سکینہؑ میدان کربلا میں یزیدی فوج کے سامنے فریاد کر رہی تھی اور جب مظلوم کربلا کا سر تن سے جدا کر کے سر کو نیزے پر بلند کر دیا گیا تو اس وقت بی بی کہہ رہی تھی "اے ظالمو تم نے میرے بابا کے سر کو تن سے جدا تو کر دیا ہے جسم کو تیروں تلواروں اور نیزوں سے چھلنی کر چکے ہو اب اللہ کے واسطے میرے بابا کے پارہ پارہ جسم کو گھوڑوں سے پامال نہ کرو۔ میرے بابا کا سینہ میرے سونے کی جگہ ہے اسے تو چھوڑ دو" اور جب یہ بچی خیمے میں واپس آئی اور پھر ذوالجناح خیمے میں واپس آیا تو اس بچی کا رو رو کر غیر حال ہو رہا تھا اپنے ننھے ہاتھوں سے ماتم کر رہی تھی ذوالجناح کے پیروں سے لپٹی ہوئی فریاد کر رہی تھی کہ میرے بابا کو میدان میں چھوڑ کر آئے ہو۔ ہائے میں یتیم ہوگئی میں بے وارث ہوگئی ابھی مظلومات کربلا اور اہل حرم فریاد کر رہے تھے کہ فوج یزید لعین خیموں میں در آئی یکے بعد دیگرے سب

خیمے جل گئے ردائیں نیزوں کی نوک سے اتار لی گئیں ردائیں لٹ گئیں مقنع چھن گئے زیور لوٹ لئے گئے اس معصومہ کربلا یتیم حسینؑ کے سر سے بھی ردا چھن گئی۔ جب ردا چھن گئی تو لعین شمر نے دیکھا کہ بچی کے کانوں میں دو گوہر بندے چمک رہے ہیں لعین نے اللہ اس پر لعنت کرے ہاتھ بڑھایا بالیوں کو کھولا نہیں بلکہ نوچ لیا بچی شدت کے درد سے بلبلا اٹھی اور جب ہائے بابا ہائے بابا کہہ کر فریاد کی تو اس ستمگر نے اس معصوم بچی کے پھول سے رخساروں پر طمانچے مارے یہ یتیم کربلا بچی جب ماں اور پھوپھیوں کے پاس آنا چاہتی تھی کہ اسی اثناء میں کرتے میں آگ لگ گئی بچی ڈر کر بھاگ رہی تھی اور بھاگنے سے آگ اور زیادہ بھڑک رہی تھی جب حمید راوی نے چاہا کہ بڑھ کر ہاتھ سے مسل کر آگ کو بجھا دے تو وہ بچی زمین پر گر کر تڑپنے لگی ہاتھ جوڑنے لگی اے شیخ تجھے اللہ کا واسطہ مجھے ہاتھ مت لگانا میں فاطمۃ الزہرا کی پوتی ہوں میں جل کر مرنا پسند کروں گی مگر نامحرم کا ہاتھ خود سے مس کروانا پسند نہیں کر سکتی بس اتنی مہربانی کرو کے مجھے نجف کا راستہ بتا دو۔ سب تاریخیں یہ کہتی ہے کہ اسی جلے ہوئے کرتے کے ساتھ سکینہ بنت الحسینؑ دختر کربلا معصومہ زندان معصومہ کربلا یتیمہ حسینؑ، کمسن فاطمہ زندان شام میں ہی دفن ہوئی اور تمام شام والے جو دن رات اس بچی کے رونے کی آواز سنتے تھے جب یہ آواز بند ہوگئی تو انہوں نے پوچھا جو بچی دن رات روتی تھی وہ اب کہاں گئی کیا قیدی آزاد ہوگئے جب پتہ چلا کہ وہ بچی قید خانے میں ہی مر گئی ہے تو بغاوت ہونے کا ڈر ہوا تب یزید لعین نے قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا یعنی سکینہؑ قید خانے میں وفات پا کر باقی سب قیدیوں کی رہائی کا سبب بن گئی لیکن کوئی ماں سے پوچھے کہ قید خانے میں ننھی سی تربت کس طرح تنہا چھوڑ کر ماں قید خانے سے باہر آئی ہوگی۔ سکینہ بنت الحسین کو مولا حسینؑ نے وقت آخر فرمایا تھا اے سکینہ اے خیر النساء اے میری معصوم بچی تہجد کی نماز کبھی ترک نہ کرنا یعنی یہ بچی نمازیں نہیں بلکہ تہجد بھی پابندی سے پڑھتی تھی سینہ امام پر سونے والی بچی یہ لاڈلی بیٹی مولا حسینؑ کی تمام عبادت کی رازدار تھی بی بی سکینہؑ کیلئے سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ یہ بچی حافظ قرآن تھی اور یزید لعین کے نحس دربار میں کئی مواقع پر اس شہزادی نے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس میں کوئی شک و شبے کی گنجائش نہیں کیونکہ جس گھر کی کنیر فضہ بی بی چالیس سال تک قرآن کے علاوہ گفتگو نہ کرے اس گھر کی بیٹی جس نے تین اماموں کے ساتھ مختصر سی زندگی گزاری جس کی پھوپھیاں زینبؑ و کلثومؑ ہوں اس بی بی کی معرفت کا کیا عالم ہوگا۔ اور مولا حسینؑ نے آخری رخصت کے وقت اپنی بیٹی سے فرمایا تھا "سیطول بکای من بعدی" "اے میری سکینہ تیرا گریہ میرے بعد طول کھینچے گا" اور مولا کا یہ فرمان مکمل طور پر یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی بابا کے بعد یہ بچی ایک لمحہ بھی سکون سے نہ رہنے پائی یہ زخمی مضروب بچی کبھی کان زخمی ہوئے کبھی سر زخمی ہوا کبھی خیموں کی آگ سے کرتہ و پیٹ جلا کبھی آگ بجھاتے ہوئے ہاتھ جلے کبھی اونٹ کی پشت سے گری تو تازیانے مارنے شمر لعین نے کو کمر زخمی کیا، پیاسی بچی، بھوکی بچی اور بیمار بچی بابا

کے بعد کبھی نہ چین سے سونے والی بچی اور ذرا غور فرمائیں کہ مولا حسینؑ کو اس بچی سے کتنا پیار تھا کہ مولا فرماتے تھے "جس گھر میں سکینہؑ اور ربابؑ نہ ہوں مجھے وہ گھر اچھا نہیں لگتا" اور کبھی فرماتے تھے سکینہؑ میری تہجد کی دعاؤں کا ثمر ہے پوچھا گیا مولا آپ سکینہؑ بی بی کو اس قدر کیوں چاہتے ہیں تو فرمایا تھا یہ وہ بچی ہے جو اس وقت جب میں زیر خنجر ہوں اور پوری انسانیت کو یہ بتادے گی کہ فوج یزید لعین میں کوئی انسان موجود نہیں جو ایک بچی کی فریاد سن سکے اور کند خنجر سے ذبح ہونا سترہ ضربوں سے ذبح ہونا میرا امتحان ہوا اور میرے لاشے پر فریاد و بکا اسی بچی کا امتحان ہو اور جب لٹا ہوا قافلہ قید سے رہا ہو کر کربلا پہنچا تھا تو لوٹ کے سامان سے جو بی بی سکینہؑ کی بالیاں اور چھوٹی سی ردا واپس آئی تھی بی بی زینبؑ نے اسے مولا حسینؑ کی قبر پر رکھ کر اس طرح فریاد کی تھی کہ اے بھائی سکینہ کا پرسہ پیش کرتی ہوں آپ اسے میرے سپرد کر گئے تھے پر میں اسے قید خانے سے واپس نہیں لاسکی ماں جائے سکینہؑ زندان شام میں اسیری کی سختیاں نہ سہہ سکیں اور جب یہ لٹا ہوا قافلہ واپس مدینۃ الرسول پہنچا تھا تو بی بی ام کلثومؑ نے اس طرح روضے کو دیکھ کر فریاد کی تھی کہ "اے نانا ہم لٹ کر برباد ہو کر کرب و بلا سے آئے ہیں۔ اے نانا جب ہم مدینہ سے گئے تھے تو سب بی بیوں کی جھولیاں بچوں سے بھری ہوئی تھیں سب کی گودیاں آباد تھیں لیکن نانا اب جب کربلا سے لوٹے ہیں تو سب کی جھولیاں خالی ہو چکی ہیں ماؤں کی گودیاں بچوں سے ویران ہو چکی ہیں سہاگ لٹ گئے ہیں جوان مارے گئے ہیں ضعیف و کمسن سب مارے گئے نانا ہم بازو باندھ کر بے ردا بے کجاوہ اونٹوں پر بٹھائے گئے اسیر ہو کر کوفہ و شام پھرائے گئے۔ مظلومیت اور معصومیت اور شعور حسینؑ کی تربیت کا شاہکار اور ضرورت کربلا سکینہؑ اور جسے وراثت میں غم حسینؑ اور مظلومیت حسینؑ ملی اور صبر میں حسینؑ عظمت برداشت میں فاطمہ جرات و فصاحت بلاغت میں زینب و کلثوم اور آیات سے استدلال کرنے میں باب مدینۃ العلم کی وارث اور تصویر تھی اسی شہزادی کا نام سکینہ بنت الحسین ہے شام میں جس کا مزار آج زیارت گاہ خاص عام ہے باب الحوائج کی بھتیجی آج بھی حاجت مندوں کی حاجتیں پور کر رہی ہے ہمارا اسلام ہو خانوادہ رسالت پر اور چمن رسالتؐ میں کھلنے والی اس ننھی کلی پر جو ہر طرح امامت اور ولایت کے حصار میں رہی اور سایہ عصمت میں پروان چڑھی اور اُس کی موت پر صاحب دل ہر مسلمان اہل اسلام کو خون رونے پر مجبور کر دیتی ہے رب العالمین ہماری بچیوں بہنوں کو اسوہ سیدہ سکینہؑ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

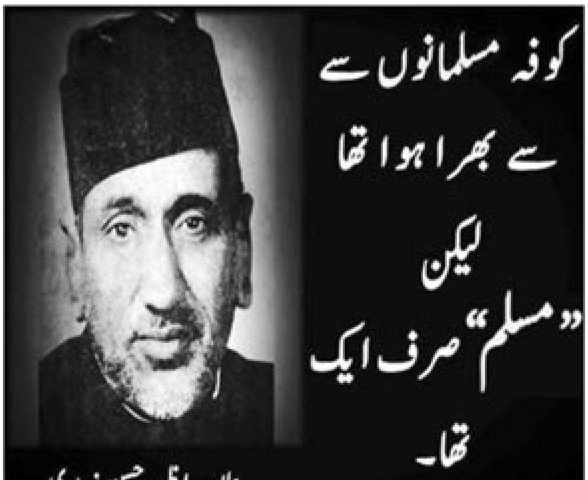

گھر حسینؑ کا ہے

نتیجہ فکر: طاہر ناصر علی

سناں پہ محو تلاوت جو سر حسینؑ کا ہے
یہ معجزات میں زندہ ہنر حسینؑ کا ہے

اسی میں آیہ تطہیر کی ہوئی تنزیل
جواب جس کا نہیں ہے وہ گھر حسینؑ کا ہے

بلند کرتا ہے آواز جو ستم کے خلاف
کسی نگر کا ہو وہ ہمسفر حسینؑ کا ہے

وہ جس کے خون سے مظلومیت بنی قوت
وہ چھ مہینے کا لخت جگر حسینؑ کا ہے

وہ جس نے کفر کی بستی کو بے چراغ کیا
نبیؐ کی شکل میں نور نظر حسینؑ کا ہے

سناں کی نوک پہ اسلام کی بقا کے لئے
ہر ایک دور میں جاری سفر حسینؑ کا ہے

یزید حرف غلط کی طرح مٹا لیکن
جہاں میں تذکرہ شام و سحر حسینؑ کا ہے

ہے احتجاج مسلسل خلاف جبر یزید
ہر ایک لحہ یہاں نوحہ گر حسینؑ کا ہے

ہر ایک عہد کا معیار کربلا ٹھہری
حوالہ حشر تلک معتبر حسینؑ کا ہے

بغور دیکھئے ہر سال حزن عاشورہ
نظام شمسی پہ گہرا اثر حسینؑ کا ہے

نہ کیوں ہو زینت رومال فاطمہ زہراؑ
غم حسینؑ میں ہر اشک تر حسینؑ کا ہے

جو پوچھتے ہو کہ ہے خانہ حسینؑ کہاں
جہاں مکین ہیں مومن وہ گھر حسینؑ کا ہے

جواں بیٹے کے سینے سے کھینچ لی برچھی
خداہ گواہ یہ دل یہ جگر حسینؑ کا ہے

صدا تلاوت قرآں کی گونجتی ہے جہاں
یہ بات طے ہے کہ ہر ایسا گھر حسینؑ کا ہے

ہم اپنی ماؤں کو طاہر سلام کرتے ہیں
کہ تربیت میں سب ان کی اثر حسینؑ کا ہے

جنریشن کارنر

مختار جنریشن | سکینہ جنریشن

امامت

معنی امام:

1) پیشوا

2) وہ آلہ جس سے بنا کرنے والے تعمیر کو درست کرتے ہیں۔

معمار : خالق

معمار کا ہاتھ: محمدؐ

راست کرنے والا آلہ: امام۔ وہ مصدق جو حق اور باطل میں تمیز کر دے۔ تائید غیبی، رحمت خدا، کرم امام، شفاعت رسول ایک چیز ہیں۔ خلیفہ خدا اور امام ایک ہی منصب کے دو نام ہیں۔ خالق کی نسبت سے نام ہے، خلیفہ خدا اور مخلوق کی نسبت سے نام ہے۔ امام اور رسول کی نسبت سے نام ہے۔ خلیفہ رسول، مومنین کا نسبت سے نام ہے۔ امیر المومنین۔

ضرورت امام

تعمیر میں دیکھنا ہوتا ہے کہ کوئی اینٹ باہر کو تو نکلی ہوئی نہیں ہے۔ جس کو سکھر کہتے ہیں۔ غالی/افراط۔ کوئی اینٹ اندر کو دبی ہوئی تو نہیں جس کو کہتے ہیں (مٹھا) تفریط یا منافق

مومن

مومن وہ ہوتا ہے جس میں نہ افراط نہ تفریط نہ سکھ نہ مٹھا نہ غالی نہ منافق۔ حدیث رسولؐ ہے کہ علیؑ کی محبت منافق اور مومن کی تمیز کرنے کی کسوٹی ہے۔ یہ امام ہے جس سے پرکھ کی جاتی ہے۔ یعنی وہ آلہ جس سے ایمان دیکھا جاتا ہے۔ اسی سے فیصلہ فرمایا۔ ''یا علی انت قسیم النار والجنۃ'' یہ نہیں فرمایا کہ میں رسولؐ جنت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں بلکہ امام تقسیم کرنے والا ہے جنت اور دوزخ کا۔

عظمت امامت

ابراہیم کی آل کو مصطفیٰ قرار دیدیا۔ سب عہدے ان کی اولاد کو دیئے۔ ''اذا ابتلا ابراہیم بکلمات'' کلمات کے عدد بحساب ابجد 14 ہوتے ہیں۔ ان 14 کا عرفان ہے انبیاء کے ایمان کی پرکھ ہے۔ مثال: حضرت ابراہیم کو دیار رسالت۔ نبوت۔ خلت اور اولوالعزمی پھر ان کا امتحان لیا جس میں انہوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ تو امامت کا عہدہ ملا، یہ عہدہ ہے خلافت الٰہی کا اور امامت الناس کا لیکن یہ عہدہ جلیلہ ملا آگ میں کود کر اور حضرت ابراہیمؑ کی استدعا پر منظور فرمایا کہ یہ عہدہ اولاد ابراہیم میں جاری رہے گا لیکن مظلوموں کو ملے گا۔

کسی شے کا قرار دینا غیر محل پر ظلم ہے اور اس کی ضد ہے عدل۔ الوہیت کے متعلق بے عدلی ہے ظلم عظیم جو شرک ہے۔ ظلم صغیر ہے اپنی جان پر ایسا فعل صادر کرنا جو گناہ صغیرہ ہوگا۔ گناہ کبیرہ نہ ہوگا۔

ظلم کی دو قسمیں: گناہ عظیم ظلم، گناہ صغیر ظلم

ترک اولیٰ

بہتریات کو ترک کرنا۔ یہ گناہ نہیں ہے مثال: حضرت آدمؑ کو اجازت تھی پھل کھانے کی لیکن مناہی تھی قرب درخت کی، قربت حرام تھی۔ سوچا ہوتا کہ جب نزدیک جانا حرام ہے تو اس کا پھل کیوں کھاویں۔

عظمت

1) اس کو کہتے ہیں کہ ترک اولیٰ بھی نہ ہووے۔ جن کو عہدہ امامت ملا ہے وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں

2) عہدہ امامت منسوخ نہیں ہوتا۔ رسالت/نبوت منسوخ ہو سکتی ہے۔

3) امامت ہر زمانہ میں ہوتی ہے، نبوت/رسالت ایک زمانہ کے لئے ہوتی ہے جیسے صاحب امر

انتخاب عبدالعباس کیانی ممبر مختار جنریشن، پشاور

بندگی میں کون افضل ہے

امام صادقؑ کا ایک صحابی عام طور پر آپؑ کے درس میں ہمیشہ شریک ہوتا تھا اور اپنے دوستوں کی محفل میں بھی آتا جاتا تھا لیکن مدت گزر گئی دیکھا نہیں گیا۔ ایک دن امام صادقؑ نے پوچھا ہاں فلاں شخص کہاں ہے مدت ہوئی کہ اس کو دیکھا نہیں جاتا، ایک شخص نے کہا رسولؐ کے فرزند اب وہ تنگ دست ہو گیا ہے۔ امامؑ پھر کیا کرتا ہے کچھ نہیں صرف اب عبادت میں مشغول ہو گیا ہے۔ امامؑ پھر اس کی زندگی کا خرچہ کہاں سے پورا ہوتا ہے۔ صحابی اس کے دوستوں میں سے ایک شخص نے اپنے ذمے لیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا خدا کی قسم یہ اس کا دوست اس سے زیادہ عبادت گزار ہے۔

انتخاب: عروج فاطمہ ممبر سکینہ جنریشن پشاور

عالم کی مجلس

ایک انصاری رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ ایک شخص کا جنازہ سامنے ہے اور اس کا تشیع اور دفن لازم ہے اور دوسری طرف مجلس علم ہے آیا میں اس میں شریک ہوکر فائدہ حاصل کروں یا جنازے میں شرکت کروں کیونکہ اتنا وقت نہیں کہ دونوں میں شریک ہوسکوں، اگر ایک میں شریک ہوتا ہوں تو دوسرے سے محروم رہتا ہوں۔ آپ ان دونوں میں سے کس کو پسند کرتے ہیں تا کہ اس میں شریک ہوجاؤں، رسول اکرمؐ نے فرمایا اگر دوسرے لوگ شرکت کیلئے موجود ہیں کہ جنازے کو دفن کریں تو مجلس میں شریک ہوجاؤ کیونکہ مجلس علم میں شریک ہونا ہزاروں جنازوں میں شریک ہونے اور ہزار بیماروں کی عیادت اور ہزاررات عبادت کرنے اور ہزار روزہ رکھنے اور ہزار درہم صدقہ دینے اور ہزار حج غیر واجب اور ہزار جہاد غیر واجب سے بہتر ہے۔ یہ سب کام کہاں اور مجلس علم کہاں مگر تو نہیں جانتا کہ علم کے ذریعے خدا کی عبادت ہوتی ہے اور علم کے وسیلے سے خدا کی عبادت کی جاسکتی ہے۔ دنیا اور آخرت کی خوبی علم کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جس طرح دنیا اور آخرت کا شر جہالت سے پیدا ہوتا ہے۔

انتخاب: شوذب علی کیانی ممبر مختار جنریشن، ایبٹ آباد

امام حسینؑ کی لاش پر ابوالحارث شیر کا پہرہ دینا

محمد بن یعقوب کلینی اپنی اسناد سے ادریس بن عبداللہ اودی کی زبانی رقم طراز ہیں کہ جب امام حسینؑ شہید ہوگئے تو اشقیاء نے چاہا کہ گھوڑوں سے ان کی لاش کو پامال کردیں۔ حضرت فضہ نے جناب زینب کبریٰؑ سے کہا: میری سیدہ! رسول خدا کا غلام سفینہ سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ اس کی کشتی ٹوٹ گئی۔ وہ کشتی کے ایک تختے کا سہارا لے کر جزیرہ میں پہنچا، اس ویران جزیرہ میں اس نے ایک شیر کو دیکھا۔ اس نے شیر سے کہا: ابوالحارث! مجھے اذیت نہ دینا۔ میں رسول خداؐ کا غلام ہوں۔ شیر نے جیسے اس کی بات سنی تو اس نے ہمہمہ کیا اور اسے اپنے ساتھ راستہ پر لے آیا۔ اس علاقہ میں شیر رہتا ہے۔ آپؑ مجھے اجازت دیں میں اس کے پاس جا کر اسے بلاتی ہوں اور ظالموں کے ارادوں سے اسے آگاہ کرتی ہوں۔ الغرض حضرت فضہ جنگل کی طرف گئیں اور انہوں نے ابوالحارث کہہ کر شیر کو صدا دی۔ شیر نے سر بلند کیا تو بی بی فضہ نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ ظالم ابوعبداللہ حسینؑ کے جسم سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟ یہ لوگ گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کے جسم کو روندنا چاہتے ہیں۔ ابوالحارث یہ سن کر اپنی کچھار سے باہر آیا اور مقتل میں امام حسینؑ کی لاش پر اپنے پنجے پھیلا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ظالموں کے گھوڑے آئے جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو عمر بن سعد ملعون نے کہا یہ ایک آزمائش ہے اسے مت چھیڑو چنانچہ گھوڑے واپس چلے گئے۔

بابرکت گلوبند

حضرت رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھا عربی آیا اور سلام کے بعد اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میں بھوکا، بے لباس اور کمزور ہوں آپ میری مدد فرمائیں، رسول خداؐ نے فرمایا: ''افسوس کے اس وقت میرے پاس تیرے دینے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے البتہ میں ایک دروازہ تک تیری رہنمائی کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ اس در سے تیری مشکل حل ہوجائے گی''۔ پھر آپ نے حضرت ابوذرؓ اس بوڑھے کو ساتھ لے کر حضرت سیدہ کے دروازے پر آئے۔ اس شخص نے بی بی سے عرض کیا کہ آپؑ کے والد نے مجھے آپؑ کے دروازے پر بھیجا ہے۔ آپؑ میری مدد فرمائیں۔ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں اس وقت بھیڑ کی ایک کھال کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ آپؑ اس کھال پر حسنینؑ کریمین کو سلایا کرتی تھیں۔ آپؑ نے وہی کھال اٹھائی اور سائل کو دے کر فرمایا: تم یہ کھال لے لو۔ اللہ تمہارے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ جب بوڑھے نے اس کھال کو دیکھا تو وہ رونے لگا اور اس نے کہا: بی بی! یہ کھال مجھے کیا فائدہ پہنچائے گی؟۔ اس وقت حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کو وہ گلوبند یاد آیا جو انہیں حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی نے تحفہ میں بھیجا تھا، آپؑ نے وہ گلوبند سائل کو دے دیا۔ سائل نے گلوبند لیا اور مسجد میں آ گیا اور کہنے لگا تم میں سے کون ہے جو مجھ سے یہ گلوبند خریدے اور اس کے عوض میری ضروریات پوری کرے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: تم اسے کتنے میں بیچو گے؟۔ سائل نے کہا: میں اس کے عوض پیٹ بھر کھانا، ایک گھوڑا، ایک چادر اور کچھ دینار لینے کا خواہش مند ہوں۔ عمار بن یاسرؓ بھی اس وقت موجود تھے انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تمہاری مطلوبہ قیمت دینے پر آمادہ ہوں۔ تم یہ گلوبند میرے سپرد کر دو۔ عمار بن یاسرؓ اس سائل کو لے گئے، اسے کھانا کھلایا، نئے کپڑے پہنائے اور ایک گھوڑا دیا اور اس سے حضرت سیدہؑ کا گلوبند لے لیا۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے گلوبند کو خوشبو لگائی اور اپنے غلام کو وہ گلوبند دے کر فرمایا: تم یہ گلوبند حضرت محمدؐ کی خدمت میں لے جاؤ اور آج سے تم میرے غلام نہیں ہو بلکہ رسول اللہؐ کے غلام ہو۔ غلام نے وہ گلوبند لیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا اور عمار بن یاسرؓ کا پیغام آپ تک پہنچایا۔ حضرت خاتم الانبیاءؐ نے فرمایا کہ تم یہ گلوبند میری نور نظر سیدہؑ کے ہاں لے جاؤ اور تم آج سے میری بجائے ان کے غلام ہو۔ غلام نے وہ گلوبند لیا اور حضرت سیدہؑ کے حضور پیش کیا اور عرض کیا کہ بی بی میں آج سے آپ کا غلام ہوں۔ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے وہ گلوبند رکھ لیا اور غلام کو آزاد کر دیا۔ غلام کو آزادی ملی تو وہ مسکرانے لگا۔ بی بی نے مسکرانے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: میں اس گلوبند کی برکت پر مسکرا رہا ہوں۔ اس گلوبند کی وجہ سے بھوکے کو کھانا ملا، بے لباس کو لباس، پیدل کو سواری ملی، ایک غلام کو آزادی ملی اور وہ گلوبند اپنی مالکہ کے پاس پھر پہنچ گیا۔

انتخاب: شانزے بتول ممبر سکینہ جنریشن لاہور

خدا کی پیاری خاتون

حضرت ام یمن رسول خداؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی کنیز تھیں۔ حضرت آمنہؑ کی وفات کے بعد باقی ترکہ کی طرح رسول خداؐ ان کے وارث بنے۔ نبی اکرمؐ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ بی بی کی ایک جگہ شادی ہوئی جس سے انہیں ایمن نامی بیٹا پیدا ہوا۔ آزادی پانے کے بعد بھی ام ایمن نے پیغمبر اسلامؐ کا گھر چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ وہ آنحضرتؐ اور حضرت زہراؑ کی خلوص دل سے خدمت کرتی تھی۔ بی بی کی عظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد فرمایا تھا کہ جو کوئی کسی جنتی عورت سے شادی کرنے کا خواہش مند ہو تو وہ ام ایمن سے شادی کرے۔ آنحضرت کا یہ فرمان سن کر حضرت زید بن حارثؓ نے ان سے نکاح کیا تھا جس سے اسامہ پیدا ہوئے۔ ام ایمن کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے اس درجہ محبت تھی کہ سیدہ کی وفات کے بعد وہ مدینہ نہ ٹھہر سکیں۔ وہ کہتی تھیں میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے مکان کو اپنی آنکھوں سے خالی نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت ام ایمن حج پر گئیں اور وہ ایک صحرا سے پیدل گزر رہی تھیں کہ ان پر بھوک پیاس کا غلبہ ہوا اور آپ نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ اس وقت آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ جملے کہے۔ پروردگار! کیا میں تیرے رسولؐ کی صاحبزادی کی خادمہ نہیں ہوں؟ کیا میرے مقدر میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ میں پیاسی مر جاؤں؟۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان کی دعا قبول فرمائی اور اچانک غیب سے ان کے سامنے جام نمودار ہوا۔ بی بی نے پانی پیا۔ وہ پانی انتہائی لذیذ اور میٹھا تھا جس کی وجہ سے ان کی بھوک اور پیاس دونوں ختم ہو گئیں۔ علمائے اہل سنت بیان کرتے ہیں اس واقعہ کے بعد بی بی ام ایمن سات سال زندہ رہیں اور اس دوران انہیں پانی پینے کی احتیاج نہ ہوئی اور وہ ہمیشہ یہ کہتی تھیں کہ مجھے یہ نعمت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی برکت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

انتخاب: کنیز فاطمہ ممبر سکینہ جنریشن دینہ

خون سے یہودی لڑکی صحتیاب ہو گئی

جو پرندے شہادت حضرت امام حسینؑ کی خبر لے کر اڑے تھے ان میں سے ایک پرندہ شام کے وقت بیرون مدینہ ایک یہودی کے باغ میں ایک درخت پر آ کر بیٹھا اور نوحہ و بکا کرنے لگا اسی باغ میں اس یہودی کی ایک لڑکی جو اندھی بہری اور بے دست و پا محزوم تھی رہتی تھی جسے یہودی نے شہر سے باہر لا کر اس باغ میں رکھا تھا دن کو یہودی اپنا کام کاج کیا کرتا تھا اور رات کے وقت بیٹی کے پاس آ جایا کرتا تھا اس رات یہودی اتفاقاً کسی کام سے باہر گیا اور واپس نہ آ سکا، رات کے وقت جب وہ لڑکی تنہائی سے اکتا گئی تو رینگتے رینگتے اسی درخت کے نیچے آ گئی جس پر وہ پرندہ بیٹھا نوحہ خوانی کر رہا تھا اور اس کے پروں سے خون مظلوم ٹپک رہا تھا اتفاقاً ایک قطرہ اس لڑکی کی آنکھ میں ٹپکا اور اس کی آنکھ منور ہو گئی لڑکی نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک پرندہ بیٹھا تھا انتہائی درد انگیز انداز میں نوحہ خوانی کر رہا تھا لڑکی نے دیکھا کہ خون کا قطرہ اس پرندے کے پروں سے ٹپکا تھا دوسرا قطرہ لڑکی نے اپنی دوسری آنکھ میں گرا دیا تو اس کی دوسری آنکھ بھی روشن ہو گئی اب تو لڑکی کا حوصلہ مزید بڑھا اور جیسے جیسے خون کے قطرات ٹپکنے لگے لڑکی اپنے جسم پر ملنے لگی، چند ہی لمحے میں وہ لڑکی خون جناب سید الشہداءؑ کی برکت سے شفایاب ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی، اتنے میں صبح ہو گئی اور وہ لڑکی اٹھ کر باغ میں ٹہلنے لگ گئی۔ یہودی جب باغ میں آیا تو اسے اپنی لڑکی نظر نہ آئی۔ اس نے باغ میں چلنے والی لڑکی سے پوچھا کہ اس باغ میں میری ایک محتاج اور اپاہج بچی رہتی تھی اس لڑکی نے باپ کو گلے لگا کر کہا ابا جان آپ پہچانیں میں ہی آپ کی وہ لڑکی ہوں اور اب شفایاب ہوں۔ یہ بات سن کر یہودی غش کھا گیا جب اسے غش سے افاقہ ہوا تو اس نے لڑکی سے پوری روداد سنی پھر لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اس درخت کے نیچے آیا جس پر وہ پرندہ بیٹھا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا اے پرندے تجھے اللہ عظیم کی قسم ہے مجھے اتنا بتا دے کہ تو کہاں سے آیا ہے کون ہے تیری آواز میں یہ بے پناہ غم کیسا ہے اور تیرے پروں پر خون کیسا ہے؟ قدرت نے اس پرندے کو قوت گویائی عطا کی پرندے نے تمام روداد سنائی اور بتایا کہ یہ غریب زہراؑ اور حبیب رسولؐ کا خون ہے میں بھی دوسرے پرندوں کی طرح ان کی خبر شہادت دینے کیلئے اڑا تھا میرے حصہ میں مدینہ آیا اور میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ واقعہ سن کر وہ یہودی اور اس کی بیٹی اسی وقت مسلمان ہو گئے اس یہودی کی بیٹی کو دیکھ کر اس یہودی کے قبیلہ میں پانچ سو یہودی مسلمان ہو گئے۔

انتخاب: لواء زینب ممبر سکینہ جنریشن، راولپنڈی

سوالات زندگی حضرت امام حسین علیہ السلام

س) امام حسینؑ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟
ج) تین شعبان 4 ہجری
س) امامؑ کی منزل شراف پر کس سے ملاقات ہوئی؟
ج) حر بن یزید ریاحی سے
س) امامؑ کی پہلی غذا کیا تھی؟
ج) پیغمبر اسلامؐ کے انگوٹھا سے خوراک حاصل کی
س) امامؑ نے شب عاشورہ کی مہلت مانگنے کیلئے کس کو بھیجا؟
ج) حضرت عباسؑ کو
س) امامؑ نے کتنا عرصہ سایہ پیغمبر گرامیؐ میں گزارا؟
ج) تقریباً 8 سال
س) شب عاشورہ کو امامؑ نے کتنے حصوں میں تقسیم کیا؟
ج) تین حصوں میں
س) آپؑ نے کتنی عمر امامت امام حسنؑ میں گزاری؟
ج) تقریباً 10 سال
س) شب عاشورہ امامؑ کونسی آیت بلند آواز میں تلاوت فرمارہے تھے؟
ج) سورہ آل عمران آیت 178
س) امامؑ نے کتنے حج انجام دیئے؟
ج(25 حج
س) امامؑ کو نماز ظہر کے لئے کس نے کہا؟
ج) ابوثمامہ صیداوی نے
س) امامؑ نے کتنی شادیاں کیں؟
ج) 4 شادیاں
س) کس کے اذن جہاد پر امامؑ نے شدید گریہ کیا؟
ج) شہزادہ قاسم ابن حسنؑ کی
س) امام کب عہدہ ولایت پر فائز ہوئے؟
ج) 50 ہجری میں
س) شہادت حضرت عباس پر امامؑ نے کیا فرمایا؟
ج) ''الان انکسر ظھری''اب میری کمر ٹوٹ گئی
س) کیا امامؑ نے صلح امام حسنؑ کو باقی رکھا؟
ج) جی ہاں

س) امام حسینؑ کے کتنے بھائی کربلا میں شہید ہوئے؟
ج) چار بھائی
س) امیر معاویہ نے امامؑ کو یزید کی بیعت کیلئے کب بلایا؟
ج) 56 ہجری کو
س) امامؑ کی کنیت کیا تھی؟
ج) ابوعبداللہ
س) یزیدی لشکر کی تعداد کربلا میں کتنی تھی؟
ج) کم از کم تیس ہزار
س) امامؑ کی عمر کتنے برس تھی؟
ج) 57 سال
س) امامؑ کی ولادت کس دن ہوئی؟
ج) جمعرات کو
س) امامؑ کی مدت امامت کتنی تھی؟
ج) 11 سال
س) امامؑ کی ولادت کہاں ہوئی؟
ج) مدینہ منورہ میں
س) جب امام رضا سے پوچھا گیا کہ آپؑ عزاداری کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں تو انہوں نے کیا فرمایا؟
ج) ہم اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ کہیں تم غدیر کی طرح محرم کو بھی نہ بھول جاؤ
س) امام حسینؑ نے جناب زینبؑ سے آخری وصیت میں کیا فرمایا؟
ج) بہن مجھے نماز شب میں فراموش نہ کرنا
س) امامؑ کی نانی محترمہ کا سن وفات کیا ہے؟
ج) 10 رمضان المبارک 10 بعثت
س) حاکم مدینہ کا کیا نام تھا؟
ج) ولید ابن عتبہ
س) امامؑ مکہ میں کب وارد ہوئے دن بتائیں؟
ج) 3 شعبان بروز جمعہ کو
س) امامؑ مدینہ سے نکلتے وقت کونسی آیت پڑھ رہے تھے؟
ج) سورہ قصص آیت نمبر 2
س) امامؑ کس تاریخ کو مکہ سے کوفہ کیلئے روانہ ہوئے؟
ج) 8 ذوالحجہ 60 ہجری کو

س) جب مکہ سے نکلتے وقت محمد حنیفہ نے کہا کہ آپ اہل کوفہ سے واقف ہیں کہیں وہ آپ سے بیوفائی نہ کریں اس لئے آپ کہیں اور چلے جایئے اس وقت امامؑ نے کیا فرمایا؟

ج) آپ کے چلے جانے کے بعد خواب میں رسول خداؐ میرے پاس آئے اور فرمایا حسینؑ نکلو بے شک خدا تمہیں مقتول دیکھنا چاہتا ہے

س) منزل صفا پر امامؑ کی کس سے ملاقات ہوئی؟

ج) فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی

س) شہادت مسلمؑ کی خبر امامؑ کو کہاں ملی؟

ج) منزل زبالہ یا ثعلبیہ پر

س) کربلا کے دو اور نام کیا ہیں؟

ج) غاضریہ، نینوئ، شط الفرات

س) امام حسینؑ نے ساری زندگی لوگوں کو کیا درس دیا؟

ج) تواضع اور انسان دوستی کا درس دیا

س) آپؑ نے اپنے قیام کا مقصد کیا بیان فرمایا؟

ج) میرا خروج نہ کسی خود پسندی نہ اکڑ نہ فساد اور نہ ہی ظلم کیلئے ہے میں نے تو صرف اپنے جد کی امت کی اصلاح کیلئے خروج کیا ہے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے جد محمدؐ اور اپنے باپ علی ابن ابی طالبؑ کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں

س) آپؑ نے دینداروں کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) جب لوگوں کو مصائب گھیر لیں اور ان کا امتحان لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دینداروں کی تعداد کتنی کم ہے۔

س) امام حسینؑ کے فرمان کے مطابق کس وقت ایک مومن کو حق ہے کہ لقائے الہٰی کی طرف رغبت کرے؟

ج) جب حق پر عمل نہ ہو رہا ہو اور باطل سے دوری اختیار نہ کی جارہی ہو

س) واقعہ کربلا سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

ج) اس واقعہ سے ہمیں شرافت، کرامت، دیانت، ہدایت، وفا اور عبادت و بندگی اور ظلم فساد کے خلاف ڈٹ کر جہاد کرنے کا درس ملتا ہے

س) امامؑ نے شب عاشورہ کی مہلت کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

ج) اے عباسؑ جاؤ ایک رات کی مہلت مانگو تاکہ ہم رات بھر خدا کی عبادت کریں خدا جانتا ہے کہ مجھے نماز وتلاوت قرآن سے کتنی محبت ہے

س) امام حسینؑ نے اپنے اصحاب باوفا کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) پروردگار میں نے اپنے اصحاب سے زیادہ نیک باوفا کسی کے اصحاب کو نہیں پایا

س) آپؑ نے سلام کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) سلام میں ستر نیکیاں ہیں جن میں 69 سلام کی ابتدا کرنے والے کیلئے ہیں اور ایک جواب دینے والے کیلئے ہے

س) تازہ ترین محقق مولانا ادریس الحسینی جنہوں نے مسلک اہل بیتؑ اختیار کیا نے اپنی کتاب کا نام کیا رکھا ہے؟

ج) لقد شیعنی الحسینؑ (مجھ کو امام حسینؑ نے شیعہ بنایا) یعنی واقعہ کربلا کو چودہ صدیاں گزر گئیں امام حسینؑ زیر لحد ہیں ان کے نشان قبر تک مٹانے کی مہم چل چکی ہے لیکن ان کا مشن آج بھی سرگرم ہے اور ہر صاحب شرافت و انسانیت کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے

س) شہادت امام حسینؑ کے بعد آپؑ کی پشت مبارک پر گھٹوں کے بارے میں امام زین العابدینؑ نے کیا فرمایا؟

ج) میرے والد شب کی تاریکی میں پشت پر روٹیاں رکھ کر بیواؤں، یتیموں اور فقیروں میں تقسیم فرماتے تھے

س) امامؑ نے ایک قوم کی فلاح کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) اس قوم کو کبھی بھی فلاح حاصل نہیں ہوسکتی جس نے خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی خرید لی

س) آپؑ کی نظر میں سب سے بڑا سخی کون ہے؟

ج) جو ان کو بھی دے جن کو ان سے کوئی امید نہ ہو

س) شہادت کے بدلے امام حسینؑ کو پروردگار نے کونسی دو عظمتیں عطا فرمائیں؟

ج) امامؑ کی خاک میں شفاء رکھی ہے اور آپؑ کے قبہ (روضہ مبارک) پر دعا قبول ہوتی ہے

س) امام حسینؑ سیرت میں کس کی تصویر تھے؟

ج) آپؑ خلق محمدیؐ اور کمال علویؑ کی تصویر تھے

س) آپؑ نے امام زین العابدینؑ کو مظلوم کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) جس کا مددگار خدا کے علاوہ کوئی نہ ہو خبردار اس پر ظلم نہ کرنا

س) آپؑ نے کسی مومن کی کرب و بے چینی کو دور کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج) جو کسی مومن کی کرب و بے چینی کو دور کرے خدا اس کی دنیا و آخرت کی بے چینی کو دور کرتا ہے۔

انتخاب: میثم علی، ممبر مختار جنریشن، پشاور۔

سلام

سبز علی شہزاد پشاور

پیکر نور امامت سید زین العباءؑ
واقف سر شہادت سید زین العباءؑ

جس کے سجدوں نے بڑھائی عظمت انسانیت
زینت فرش عبادت سید زین العباءؑ

ظلم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے سچ بولنا
ناظم ملک شجاعت سید زین العباءؑ

آسرا ام المصائبؑ کا بنے ہرگام پر
ناصرکار رسالتؐ سید زین العباءؑ

نازنین مصطفٰیؐ ناز علیؑ ناز بتولؑ
ناز دیں ناز اطاعت سید زین العباءؑ

آیت تطہیر بھی نازاں ہے اس کی ذات پر
رونق بزم طہارت سید زین العباءؑ

بھیک جب اسلام نے مانگی تو سب کچھ دے دیا
معنی لفظ سخاوت سید زین العباءؑ

اک نظر شہزاد پر بھی حشر میں کرنا ضرور
وارث تاج شفاعت سید زین العباءؑ

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی کال پر شہدائے سانحہ منیٰ کی بلندی درجات کیلئے یوم ترحیم قومی جذبے کے تحت منایا گیا

سانحات کے ذریعے قدرت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے حکمران، عوام بندے بنیں اور بیت ابیض کی بجائے بیت اللہ کی طرف رجوع کریں۔ حامد موسوی

یوم ترحیم کے موقع پر قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کا خصوصی پیغام، ملک بھر میں دعائیہ اجتماعات وفاتحہ خوانی کا انعقاد

اسلام آباد (الموسوی نیوز) سرپرستِ اعلیٰ سپریم شیعہ علماء بورڈ قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اعلان کے مطابق شہدائے سانحہ منیٰ کی بلندی درجات کیلئے یوم ترحیم قومی جذبے کے تحت منایا گیا۔ اس موقع پر خصوصی پروگرام منعقد کئے گئے جبکہ علمائے کرام نے جمعہ کے مرکزی اجتماعات میں شہدائے کے لواحقین سے دلی ہمدردی کے اظہار اور فاتحہ خوانی کروائی۔ وفاقی دارلحکومت میں یوم ترحیم کے موقع پر علامہ بشارت حسین امامی کے زیر اہتمام قصر زینب مصطفیٰ آباد میں مجلس عزا کے مرکزی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علامہ سید قمر حیدر زیدی نے قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کا خصوصی پیغام پیش کیا جس میں انہوں نے سانحہ منیٰ پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پورا عالم اسلام اس المناک سانحے پر رنجیدہ ہے۔ انہوں نے باور کرایا کہ ہر دور میں دنیائے انسانیت کو گوں ناگوں سانحات کا سامنا رہا ہے، اس وقت بھی مختلف ممالک میں مختلف قسم کے بحران اور سانحات معمول بن چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کرام، آئمہ ہدیٰ اور اولیاء وصالحین کو درپیش امتحانات وسانحات کا مقصد ان کا درجات کی بلندی اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ بندگان الٰہی ہر قسم کی مشکلات اور مصائب وآلام کی پرواہ کئے بغیر دین وشریعت بام عروج پر پہنچانے کیلئے خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوکر شکرانہ بجالاتے ہیں جبکہ عوام اور حکمرانوں کا سانحات سے دوچار ہونا ان کے گناہوں کا کفارہ اور اس طرح قدرت انہیں اپنی جانب متوجہ کرتی ہے کیونکہ مشکل میں انسان کو ماں اور خدا یاد آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ منیٰ کا سانحہ خداوند عالم کی جانب سے تنبیہ ہوسکتا ہے کہ مسلمان اور ان کے حکمران بندے بنیں اور بیت ابیض کی بجائے بیت اللہ کی طرف رجوع کریں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں کچھ سانحات شیطانی قوتوں کے خودساختہ ہوتے ہیں جن میں موجودہ دور کا سرفہرست سانحہ نائن الیون کا ڈراما تھا جو مسلمانوں کو پھنسانے کیلئے رچایا گیا تاکہ عالمی شیطان مسلم ممالک میں مداخلت، جارحیت کا جواز پیدا کرسکیں۔ آقای موسوی نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ اسوقت ایک بڑا بحران مہاجرین اور پناہ گزینوں کا ہے جس سے مسلم ممالک آنکھیں چرا رہے ہیں۔ انہوں نے سانحہ منیٰ کے حوالے سے غیر ذمہ دارانہ بیان بازی کی مذمت کرتے ہوئے یہ بات زور دیکر کہی کہ سانحات کی تحقیقات سے قبل الزام تراشی حقائق سامنے آنے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور مزید مسائل پیدا ہوتے ہیں جس سے دشمن ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے مسلم ارباب اقتدار پر زور دیا کہ وہ سانحہ منیٰ کے ضمن میں مسلم ممالک کے نمائندوں پر مشتمل
اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیں جو غیر جانبدارانہ تحقیقات کرے اور اسکے نتائج آنے تک ہر قسم کی بیان بازی، تبصروں اور تجزیوں سے اجتناب کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمران شعائر اللہ، آثار نبویؐ، مقدس مقامات، روضہ ہائے قدسیہ کے تحفظ اور عزت وحرمت کو یقینی بنا کر ہر قسم کی آفات وبلیات، حادثات وسانحات اور خداوند عالم کی ناراضگی سے بچ کر اپنا مقصد خلقت عبادت کو پورا کرسکتے ہیں۔ مجلس سے علامہ اظہر عباس حیدری، علامہ علی ناصر تلہاڑا، علامہ محسن ہمدانی، ڈاکٹر شیراز کاظمی، مولانا رفاقت کاظمی، ذاکر کرم حسین حکیمال اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ ہیئت طلبائے اسلامیہ کے زیر اہتمام علی ہال میں یوم ترحیم کے اجتماع سے مفتی باسم زاہری نے خطاب کیا اور سانحہ منیٰ کے شہداء حجاج کے لیے دعا کرائی۔ دریں اثناء ٹی۔این۔ایف۔جے کے مرکزی دفتر میں موصولہ اطلاعات کے مطابق یوم ترحیم کے موقع پر کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، مظفر آباد، گلگت سمیت ملک کے تمام شہروں اور قصبوں میں شہدائے سانحہ منیٰ کے ایصال ثواب کے لیے مجالس ترحیم اور دعائیہ اجتماعات کا انعقاد کیا گیا۔

معرکہ ستمبر کا اصل جشن "آپریشن ضربِ عضب" ہے جو دشمنوں پر قہر ڈھا رہا ہے، مادرِ وطن کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دینگے

عصبیت پردازی دو قومی نظریہ کی نفی ہے 'نظریہ اساسی' سے متصادم کسی ازم کو پاکستان میں نہیں چلنے دیا جائے گا

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ دو قومی نظریے سے انحراف کے رستے میں ڈکٹیٹر کے سامنے ڈٹ گئی اور آہنی دیوار بن کر حائل ہوئی

بھارت کا جنگ کی تقریبات منانا "چور مچائے شور" کے مصداق ہے، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی سپریم کونسل کے اجلاس کی قراردادیں

اسلام آباد (الموسوی نیوز) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی سپریم کونسل کا دوروزہ اجلاس سرپرست اعلیٰ سپریم شیعہ علماء بورڈ وقائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی صدارت میں ملکی و عالمی حالات وامور پر اہم قراردادوں کی منظوری کے بعد اختتام پذیر ہوگیا۔ ٹی این ایف جے کے ترجمان کے مطابق آقای موسوی نے اجلاس کے اختتامی سیشن میں تنظیمی ردوبدل کا اعلان کیا جس کے تحت سید مظہر علی شاہ ایڈووکیٹ کو تنظیم کا مرکزی نائب صدر، سید شجاعت علی بخاری کو سیکرٹری جنرل جبکہ کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی ایڈیشنل سیکرٹری جنرل اور حاجی سید مختار شاہ مرکزی سیکرٹری تنظیم نامزد کیے گئے علاوہ ازیں چوہدری لال خان پنجاب، مولانا خورشید حیدر جوادی خیبر پختونخوا، سید نعیم کاظمی فیڈرل کیپیٹل اسلام آباد اور سید واجد حسین ہمدانی رابطہ سیکرٹری ضلع چکوال مقرر کیے گئے۔ شرکائے اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعے ہر قسم کی عصبیت پردازی کو دوقومی نظریہ کی نفی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ "نظریہ اساسی" سے متصادم کسی ازم کو پاکستان میں نہیں چلنے دیا جائے گا۔ قرارداد میں واضح کیا گیا کہ بانی پاکستان محمد علی جناحؒ اور مصور پاکستان علامہ اقبالؒ کے تصورات سے متصادم نظریات ضدِ پاکستان ہیں جن کی حمایت کرنے والے کانگریسی باقیات ہیں۔ قرارداد میں کہا گیا ضیائی مارشل لاء کا ملک کو مکتبی ریاست بنانے کے متنازعہ اعلان نے گاندھی کے اس دعوے کی گویا تصدیق کر دی کہ دوقومی نظریے کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا گیا ہے، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ دوقومی نظریے سے انحراف کے راستے میں ڈکٹیٹر کے سامنے ڈٹ گئی اور آہنی دیوار بن کر حائل ہو گئی۔ قرارداد میں واضح کیا گیا کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نظریہ اساسی کے خلاف گھناؤنی سازش کو ناکام کرنے کیلئے رد عمل کے طور وجود میں لایا گیا جس کی بصیرت افروز، پرامن، مخلصانہ جدوجہد سے پاکستان مکتبی وگروہی سٹیٹ بننے کے بجائے اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سرکاری مذہب اسلام ہے۔ ایک اور قرارداد میں پاکستان کے جملہ مسائل و مشکلات کا سبب مارشل لاؤں، سیاستدانوں کی کوتاہ بینی اور عالمی استعماری سازشوں کو قرار دیا گیا جس کا آغاز ہی سے وطن کو سامنا کرنا، استعماری سرغنہ کا لیاقت علی خان سے ایران کی تیل کی تنصیبات کے بارے میں استفسار اور لیاقت علی خان کے انکار سے دہشت گردی کی ابتداء ہوئی اور انہیں جلسے کے دوران قتل کر دیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ استعماری فرماں برداری سے انکار کی پاداش میں ازلی دشمن کیساتھ گٹھ جوڑ کر کے دو جنگیں پاکستان پر مسلط کی گئیں جن میں بہادر افواج پاکستان اور پرعزم قوم نے انہیں شکست سے دوچار کیا جس کے زخم بھارت آج بھی چاٹ رہا ہے۔ قرارداد میں باور کرایا گیا کہ پاکستان کو محکوم اور طفیلی بنانے کیلئے بھارت نے ایٹمی دھماکے کئے لیکن اسے "لینے کے دینے پڑ گئے" جب پاکستان نے جوہری پروگرام شروع کیا تو ہنری کسنجر نے پہلی بار بھٹو کو پتھر کے دور میں پہنچانے کی دھمکی دی، اسی کی پاداش میں چنیدہ مسلم سربراہان کو پے در پے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ قرارداد میں واضح کیا گیا کہ پاکستان کی ایٹمی قوت مظلوم اقوام کی ڈھارس اور تحفظ کی ضمانت ہے جسے رول بیک کرنے والوں کو تاریخ خود رول بیک کر دیا ہے۔ ایک اور قرارداد میں ارباب اقتدار پر زور دیا گیا کہ یوم دفاع کو سرکاری سطح پر شان وشوکت کیساتھ منایا جائے جو ہماری قومی عسکری تاریخ کا روشن اور زریں باب ہے۔ قرارداد میں باور کرایا گیا

اسلام آباد، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی سپریم کونسل کے اجلاس کی اختتامی نشست سے مرکزی نائب صدر سید مظہر علی شاہ ایڈووکیٹ، ایڈیشنل سیکرٹری جنرل کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی، سید قمر حیدر زیدی، سید بو علی مہدی، علامہ حسین مقدسی، علامہ بشارت امامی، علامہ وقار نقوی ودیگر مندوبین خطاب کر رہے ہیں۔

کہ بھارت کا ستمبر میں جنگ کی تقریبات منانا ''چور مچائے شور'' کے مصداق ہے، پاکستان کا معرکہ ستمبر کا اصل جشن ''آپریشن ضربِ عضب'' ہے جو دشمنوں پر قہر ڈھا رہا ہے اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک پاک وطن کو ناپاکوں سے پاک نہ کردیا جائے اور مادرِ وطن کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا کہ کرپشن، لاقانونیت اور دہشتگردی کے خلاف آپریشن کی لہروں طغیانی لائی جائے تاکہ بیگناہوں کا خون بہانیوالے جلد قانون کی گرفت آسکیں۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت قوم و ملک کو نقصان پہنچانیوالوں کیخلاف قانونی کو حرکت میں لائے اور بے گناہوں کو تنگ نہ کیا جائیاور عدل و انصاف کے تقاضے بھی پورے کئے جائیں۔ ایک اور قرارداد میں دہشتگردی اور دہشتگردوں کا قلع قمع کرنے کیلئے متفقہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ ایکشن پلان پر عملدرآمد میں سست روی کے تاثر کا باعث بننے والے عناصر کی نشاندہی کی جائے اور انہیں قانون کے مطابق برتا جائے۔ ایک قرارداد میں سانحہ اٹک سمیت دہشت گردی کے تمام سانحات کی مذمت کی گئی جس میں قیمتی جانی نقصانات ہوئے اور دہشتگردوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں اس موقف کو دہرایا گیا کہ دہشت گرد کا کوئی ملک، مکتب اور مذہب نہیں ہوتا وہ فقط دہشتگرد ہے اسے اسی تناظر میں دیکھا اور نمٹا جائے۔ قرارداد میں باور کرایا گیا کہ ڈھائی عشرے قبل قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اس موقف کو آج پوری دنیا تسلیم کررہی ہے حتیٰ کہ اقوام متحدہ نے بھی اسی موقف کے الفاظ مستعار لیکر دہشتگرد کو کسی مکتب و مذہب اور ملک سے جوڑنے کو خود دہشتگردی قرار دیا۔ ایک اور قرارداد میں شام، عراق، بحرین، یمن، لیبیا، تیونس الجزائر سمیت مسلم ممالک میں دہشتگرد تنظیم داعش اور اسکی ذیلی شاخوں کی بانی خود عالمی استعمار امریکہ ہے جو خون مسلم کی ندیاں بہا رہا ہے اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ظلم جب بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ ایک اور قرارداد میں حکومت پر زور دیا گیا کہ مزاراتِ جنت البقیع و جنت المعلیٰ کو از سر نو تعمیر کیا جائے اور مشاہیر اسلام کے نشانات اور وقبور کی عظمت رفتہ بحال کی جائے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی سپریم کونسل کے اجلاس میں ملک بھر سے آئے ہوئے مندوبین نے واشگاف انداز میں یہ قرارداد بھی منظور کی کہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی ذاتِ گرامی رہبری و قیادت کی شان ہے جن کی مدبرانہ، فقیرانہ سرپرستی تائید معصومین کا پرتو ہے۔ قرارداد میں اس عہد کا اظہار کیا گیا کہ ملک میں دینی وملی پاکیزہ اہداف کے حصول، دفاع وطن اور مشن ولایتِ علی ابن ابی طالبؑ عزاداری سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کیلئے انکے ہر حکم پر لبیک کہا جائے گا اور کسی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اس موقع پر عالم اسلام، پاکستان، مظلومین عالم، کشمیر و فلسطینی حریت پسندوں اور آپریشن ضربِ عضب کی کامیابی، جملہ اہل اسلام کیلئے دعائیں کی گئیں۔

منیٰ جیسے سانحات سے بچنے کیلئے مسلم ممالک سعودی حکومت کی معاونت کیلئے عملی اقدامات کریں: تنظیم شیعہ آئمہ مساجد

قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی تجویز کے مطابق مشترکہ حجاج سیکیورٹی کمیٹی تشکیل دی جائے

اسلام آباد (الموسوی نیوز) تنظیم شیعہ آئمہ مساجد پاکستان نے مسلم ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ منیٰ جیسے سانحات سے بچنے کیلئے مسلم ممالک سعودی حکومت کی معاونت کیلئے عملی اقدامات کریں۔ پورا عالم اسلام شہدائے سانحہ منیٰ کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے، مقامات مقدسہ اور روضہ ہائے مبارکہ کی حرمت کی بحالی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہنے کی ضمانت ہے، قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی تجویز کے مطابق مشترکہ حجاج سیکیورٹی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اعلان کے مطابق جمعہ کو سانحہ منیٰ کے شہداء کی بلندی درجات کیلئے یوم ترحیم کے موقع پر جامع مساجد میں خصوصی دعائیں کی گئیں اور علمائے کرام و خطباء حضرات نے سانحہ منیٰ پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے شہداء کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ چیئرمین تنظیم شیعہ آئمہ مساجد پاکستان علامہ سید حسین کاظمی نے الکاظم اسلام آباد میں دعائیہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیائے اسلام کے عظیم اجتماع میں سانحات و حادثات کا رونما ہونا ایک سوالیہ نشان ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلم حکومتیں حج بیت اللہ کے موقع پر سیکیورٹی کو یقینی بنانے اور افسوسناک واقعات سے محفوظ رہنے کیلئے مشترکہ منصوبہ بندی کریں اور تمام ممالک نظم و ضبط اور انتظام و انصرام کیلئے اپنے اندر احساس ذمہ دار پیدا کریں کیونکہ مکہ و مدینہ سمیت تمام مقدس مقامات سب کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حج کے عدیم النظیر اجتماع میں سیکیورٹی کمزوریوں اور انتظامی خامیوں کو دور کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حجاج کرام سکون و اطمینان کیساتھ مناسک حج ادا کرسکیں۔ انہوں نے وطن عزیز پاکستان میں دہشتگردی کے خاتمے کیلئے افواج پاکستان کے دہشتگردی کیخلاف کمر توڑ آپریشن کی پرزور حمایت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ آپریشن ضرب عضب کے دائرے کو ملک بھر میں وسیع کرکے حکومت اور پوری قوم کو افواج پاکستان کا ساتھ دینے کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہوگا۔ اسی صورت میں ملک کو امن کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ قصر خدیجۃ الکبریٰ، علی مسجد ڈھلیالہ، قصر زینب، قصر ابو طالب، دربار سخی شاہ پیاراؒ، جامع مسجد ظہور، مسجد جعفریہ میں بھی یوم ترحیم کے اجتماعات ہوئے۔

یونیورسٹی تک تعلیم کو مفت کیا جائے، پرائیویٹ سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کی لوٹ مار بند کرائی جائے مختار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن

علی ابن ابیطالبؑ کا اسوہ تشنگان علم وحکمت کیلئے مشعل راہ ہے، عزائے حسینیؑ کے دوران امتحانات کا شیڈول منسوخ کیا جائے، جشن غدیر ومباہلہ میں منظور کردہ اعلامیہ

جلسے سے طالب علم رہنماؤں کے علاوہ قمر زیدی، علامہ اعجاز، محمد عباس کاظمی، سجاد شماری اور دیگر علماء وذاکرین کا خطاب، افواج پاکستان سے یکجہتی کا اظہار

راولپنڈی (الموسوی نیوز) موجودہ نظام تعلیم معاشرے میں طبقاتی خلفشار پیدا کر رہا ہے تعلیم کو صنعت وتجارت بنا کر وطن عزیز کی بنیادیں کھوکھلی کی جارہی ہیں، نصاب تعلیم کو قرآن وسنت نبوی اور ملی تقاضوں کا آئینہ دار بنایا جائے، یونیورسٹی تک تعلیم کو مفت کیا جائے، پرائیویٹ سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کی لوٹ مار بند کرائی جائے، دہشت گردوں وشرپسندوں کے چنگل سے بچانے کیلئے پاکستان کے ہر بچے کو تعلیم کے حصول تک رسائی کیلئے اقدامات کئے جائیں، ایام عزائے حسینیؑ محرم الحرام کے دوران یونیورسٹیوں کے امتحانات کا شیڈول منسوخ کیا جائے، ایکشن پلان وآپریشن ضرب عضب قوم کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہے، باب مدینۃ العلم علی ابن ابیطالبؑ کا اسوہ تشنگان علم وحکمت کیلئے مشعل راہ ہے۔ اس امر کا اظہار قائد ملتِ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اعلان کے مطابق عالمگیر ہفتہ ولایت کی مناسبت سے

مختار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے زیراہتمام جشن غدیر ومباہلہ سے کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی، چیئرمین سید بوعلی مہدی، مرکزی صدر سید محمد عباس کاظمی اور دیگر خطاب کررہے ہیں۔

مرکزی جلسہ امامبارگاہ قدیم حسینی محاذ راولپنڈی میں مختار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے زیراہتمام جشن غدیر ومباہلہ کے جلسے میں منظور کردہ اعلامیہ میں کیا گیا جسکی صدارت تنظیم کے مرکزی صدر سید محمد عباس کاظمی نے کی جبکہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے ایڈیشنل سیکرٹری جنرل کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی، حاجی محمد ثقلین، سردار تاج محمد، علامہ زاہد عباس کاظمی، چیئرمین مختار ایس او سید بوعلی مہدی، ڈپٹی چیئرمین سید قاسم الحسینی اس موقع پر مہمانانِ خصوصی تھے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے سید محمد عباس کاظمی نے کہا کہ طلباء نے حصول پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظم محمد علی جناح کے ہراول دستے کا کردار کیا نصاب تعلیم میں مشاہیر اسلام کی حیات ہائے قدسیہ کو بھی زیادہ سے زیادہ شامل نصاب کرنا چاہئے کیونکہ زندہ قومیں وہی ہیں جو اپنے مشاہیر کے کارہائے نمایاں کو روشنی گردانتی ہیں۔ اسلام کی اساس اور تعلیمات سے دوری کی بناء پر ہی قوم گوناگوں مسائل سے دوچار ہے، اس دوری کی بنا پر مغربیت گھروں میں داخل ہوچکی ہے جو ہماری نسلوں کیلئے خطرہ ہے۔ اسلامی تقاضوں کے مطابق نصاب ہی اسلام و پاکستان کو تحفظ فراہم کرنے والی نسلوں کی تشکیل کی ضمانت ہے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کرنل (ر) سخاوت کاظمی نے کہا کہ سائنس وٹیکنالوجی کے زور پر استعماری قوتوں نے دنیا بھر میں فساد برپا کر رکھا ہے

مسلمان اپنی عزت ورفتہ کے حصول کیلئے علم سے ٹوٹا ہوا ناطہ جوڑیں جس کیلئے انہیں در نبیؐ وعلیؑ پر آنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ غدیر اس علی ابن ابی طالبؑ کے اعلان ولایت کی یادگار ہے جن کا فرمان آج بھی تاریخ کے ماتھے پر جگمگا رہا ہے کہ علم مومن کا گم گشتہ مال ہے جہاں ملے اٹھالو۔ ہزاروں شرکائے جلسہ نے اس عہد کا اظہار بھی کیا کہ آمدہ محرم الحرام کے سلسلے میں قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی جو بھی پالیسی دیں گے اس پر بھرپور عملدرآمد کیا جائیگا۔ علامہ سید قمر حیدر زیدی نے کہا کہ ختمی المرتبتؐ نے خم غدیر کے مقام پر اپنے عم زاد حضرت علیؑ کو مولا بنا کر رہتی دنیا تک کیلئے آپؑ کی ولایت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ انہوں نے واضح کیا کہ دین اسلام کی تکمیل اعلان ولایت علیؑ پر ہوئی جس کے ساتھ ہی خداوند عالم کی نعمتیں بھی تمام ہوگئیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت پوری دنیائے انسانیت بالخصوص عالم اسلام کو دشمنان دین وشریعت کے جبرو استبداد کا سامنا ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ علامہ اعجاز مدرس نے کہا کہ انسانیت کے تمام مسائل کا واحد حل اسوہ ابوترابؑ کی عملی پیروی میں مضمر ہے۔ علامہ مطلوب حسین تقی نے کہا کہ ہر قسم کی شکست کو اپنے ارادے سے توڑنے والی ہستی کا نام علیؑ ہے۔ انہوں نے کہا کہ غدیر حرف کل کا حاصل اور یوم الست کے مماثل ہے۔ انہوں نے کہا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے دین مبین کی خدمت اور اسلام کی راہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا حق ادا کردیا۔ انہوں نے نے کہا کہ دامن حیدر کرارؑ سے وابستہ ہوکر ہر قسم کی سازش اور شرارت کو ناکام بنایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرمان رسالتؐ کی رو سے قرآن علیؑ کے ساتھ ورعلیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور حق بھی وہی ہوگا جہاں علیؑ ہوں گے۔ جلسہ سے طالب علم رہنماؤں کے علاوہ سید ذاکر شیخ عقیل رضا، ذاکر زوار ساجد حسین، ذاکر ابرار حسین، ذاکر ظفر اقبال ظفر، حسن رضا کیانی، ذاکر حمزہ علی وارث، ذاکر عدنان پدھراڑ، مولانا خورشید حیدر جوادی اور حسان بن ثابت نعت اکیڈمی کے نعت خوانوں نے بارگاہِ امیر المومنین میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ نظامت کے فرائض قاضی وفا عباس نے سرانجام دیئے۔ مختار فورس کے جوانوں نے سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیئے جبکہ ایم ایس او اور مختار جنریشن کی جانب سے استقبالیہ کیمپ لگایا گیا تھا۔

قوم کی ماؤں بہنوں بیٹیوں کا افواج پاکستان کو سلام جنہوں نے گلرنگ قربانیوں سے دہشت گردوں کی کمر توڑ دی، ام البنین ڈبلیو ایف

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی شعبہ خواتین کے سالانہ اجلاس کے اعلامیہ میں مغربیت کے سیلاب کو روکنے کیلئے ریاستی سطح پر اقدامات کا مطالبہ

ضرب عضب نے دہشت گردوں کا گھیرا تنگ کر دیا نیشنل ایکشن پلان کی ایک ایک شق میں قائد ملت جعفریہ آغا حامد موسوی کی تجاویز کی جھلک ہے

نسلوں کی حفاظت چیلنج بن چکا ہے وسائل محدود اور مشکلات بے شمار ہیں اسوہ زینبی ؑ مشعل راہ ہے، چیئر پرسن ام لیلی مشہدی کا خطاب

اسلام آباد (الموسوی نیوز) قوم کی مائیں، بہنیں بیٹیاں افواج پاکستان کے سپوتوں کو سلام پیش کرتی ہیں جنہوں نے اپنی گلرنگ قربانیوں سے دہشت گردوں کی کمر توڑ ڈالی ہے جس سے دہشت گردوں کے سرپرست بھارت امریکہ اسرائیل بلبلا اٹھے ہیں ہر پاکستانی جنرل راحیل شریف کا ممنون احسان ہے، مغربیت کے سیلاب کو روکنے کیلئے ریاستی سطح پر اقدامات کئے جائیں، خواتین کربلا کا کردار حقوق سے محروم طبقہ نسواں کیلئے مینارہ نور اور عالم اسلام کیلئے سرمایہ افتخار ہے نصاب تعلیم میں کربلا کی بہادر خواتین کے مضامین شامل کئے جائیں، ایام عزائے حسینیؑ محرم الحرام میں قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی جانب سے اعلان کردہ ضابطہ عزاداری پر بھرپور عمل کیا جائے گا۔ ان جذبات و مطالبات کا اظہار تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے شعبہ خواتین ام البنین ڈبلیو ایف کے سالانہ اجلاس میں منظور کردہ اعلامیہ میں کیا گیا جس کی صدارت تنظیم کی چیئر پرسن ام لیلیٰ مشہدی نے کی اجلاس میں پاکستان بھر سے خواتین نمائندگان نے شرکت کی۔ تنظیم کی مشیر اعلیٰ سیدہ بنت الھدیٰ کی جانب سے پیش کردہ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلام آباد میں ویمن یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا قیام عمل میں لایا جائے خواتین کیلئے پروفیشنل تعلیم کے زیادہ سے زیادہ ادارے قائم کئے جائیں، نیشنل ایکشن پلان دہشت گردی کے خاتمہ کی کلید ہے عملدرآمد میں نقائص دور کئے جائیں، سانحہ منیٰ پر پورا عالم اسلام سوگوار ہے سانحہ کا شکار ہونے والے ممالک پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جائے تحقیق سے پہلے کسی پر الزام لگانا صائب اور درست نہیں، میڈیا کا مکتب تشیع کے ساتھ متعصبانہ سلوک قیام پاکستان کے مقاصد سے انحراف ہے، اسلامی نظریاتی کونسل سمیت تمام ریاستی اداروں میں مکتب تشیع کو برابر نمائندگی دی جائے۔ سالانہ تنظیمی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چیئر پرسن ام البنین ڈبلیو ایف ام لیلیٰ مشہدی نے کہا کہ قوم کی نسلوں کی حفاظت عہد حاضر میں ایک بہت بڑے چیلنج کی شکل اختیار کر چکا ہے میڈیا کے زور پر مغربیت کا فروغ اسلامی تعلیمات اور معاشرتی اقدار کو پامال کر رہا ہے اسلام سے دور کرنے کیلئے بدعقیدگی کا زہر سلو پوائزننگ کی صورت قوم کی رگوں میں انڈیلا جا رہا ہے جس سے نمٹنے خواتین کی تنظیموں ام البنین ڈبلیو ایف، سکینہ جنریشن و گرلز گائیڈ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ خواتین کی اسلامی خطوط پر تربیت نسلوں کے بچاؤ کیلئے اشد ضروری ہے، انہوں نے کہا کہ ان تمام چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمارے وسائل بہت محدود اور مشکلات بے شمار ہیں لیکن ہمارے لئے اسوہ زینب بنت علیؑ مشعل راہ ہے جنہوں نے کربلا کے دشت میں لٹے ہوئے کاروان کی اس انداز میں کمان سنبھالی کہ طاقت کے نشے میں چور یزیدیت کو اپنے عزم و حوصلے سے ایسی شکست سے دوچار کیا کہ قیامت تک اپنے زخم چاٹتی رہے گی۔ ام لیلی مشہدی نے کہا کہ جب ہم اپنے قلب و ذہن کو کائنات کی پاکیزہ ترین ہستیوں کے دامن سے وابستہ کریں گے تبھی ہمارے گرد وہ مضبوط فصیل قائم ہو سکتی ہے جس کے سہارے ہم مغربیت کے سیلاب کا سامنا کر سکتے ہیں۔ اگر انفارمیشن ٹیکنالوجی دنیا میں زہر پھیلا رہی ہے تو ہمیں اسی ٹیکنالوجی کا علم حاصل کر کے مغربیت کے زہر کا تریاق دنیا میں پھیلانا ہے جو صرف اور صرف محمد و آل محمدؐ کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیرونی ممالک سے امداد لے کر قتل و غارت گری کرنے والوں نے آگ و خون کا بازار بھی گرم کئے رکھا لیکن یہ امر باعث صد اطمینان ہے کہ آپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان کی صورت دہشت گردوں کا گھیرا تنگ ہو چکا ہے۔ انہوں نے قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کی ایک ایک شق میں آقای حامد موسوی کی تجاویز کی جھلک نظر آتی ہے۔ ام لیلی مشہدی نے کہا کہ مجالس حسینیؑ ایک درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہیں ایام عزائے حسینیؑ کے دوران ہم اس درسگاہ کے ذریعے اپنے فکر و عمل میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ اجلاس میں ملک بھر میں تنظیم کو آرگنائز کرنے کیلئے مسز بو علی مہدی، مسز گفتار صادق اور مسز نادیہ کاظمی کو سیکرٹری تنظیم و معاون، جبکہ مسز حسین مقدسی کو رابطہ سیکرٹری بنانے کا اعلان کیا گیا اور تنظیمی مقاصد کے حصول کیلئے اہم فیصلے کئے گئے۔ اجلاس سے ڈپٹی چیئر پرسن عبیدۃ الزہرا موسوی ایڈووکیٹ، خانم زہراء گل، جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ارم ناز کیانی، ایڈیشنل جنرل سیکرٹری مسز نادیہ بدر، سیکرٹری مالیات پروفیسر غلام صغری ملک، ام فروا سعید سیکرٹری نشر و اشاعت، ڈاکٹر سمیرا عباس، سیکرٹری عزاداری خانم قمر زہرا، مسز بو علی مہدی، مسز آمنہ ظفر نگران سکینہ جنریشن، تحسین کبریٰ معاونین سکینہ جنریشن، نگران اعلیٰ ام البنین گرلز گائیڈ، مسز کائنات آصف کاظمی،، ضلعی کمانڈر تسنیم کربلائی، تعظیم نقوی، ڈپٹی نگران ام البنین ڈبلیو ایف، مسز عقیل نقوی، حریم رضا، ارم نقوی آسیہ اقبال، کبریٰ بتول (واہ کینٹ) ور پروین مشتاق نے بھی خطاب کیا اور تنظیمی رپورٹس پیش کیں۔ اس موقع پر خواتین کی مجالس عزا کے تحفظ کیلئے ملک بھر میں کمانڈران کا تقرر کیا گیا۔ اور ام البنین کے ذیلی شعبہ انجمن دختران اسلام کی باڈی کا بھی اعلان کیا گیا جس کے مطابق پروفیسر صغری ملک صدر، طاہرہ نسرین نائب صدر، ایمل فاطمہ صدر منتظمہ اور معاونین میں سردار بیگم، بیگم منشور مجتبی، مسز مشتاق علی، پروین مشتاق، ساجدہ امتیاز، نادیہ فیاض، مسز آل رضا شامل ہیں۔

ام البنین ڈبلیو ایف کی نئی عہدیداران کا اعلان کردیا گیا

ڈاکٹر خانم زہراء گل، مسز شجاعت بخاری، ڈپٹی چیئرپرسن جبکہ عبیدۃ الزہرا موسوی ایڈووکیٹ مشیر اعلیٰ اور سیدہ بنت الھدیٰ جنرل سیکرٹری ہونگی

خانوادہ نبوتؐ کی باعظمت خواتین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائیگا۔ چیئرمین پرسن ام لیلیٰ مشہدی کا اجلاس سے خطاب

اسلام آباد (الموسوی نیوز) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے شعبہ خواتین ام البنین ڈبلیو ایف کی چیئرپرسن ام لیلیٰ مشہدی نے تنظیم کی نئی عہدیداران کا اعلان کردیا ہے۔ مرکزی دفتر سے جاری ہینڈ آؤٹ کے مطابق اعلیٰ سطحی اجلاس میں عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر خانم زہراء گل، مسز شجاعت بخاری ڈپٹی چیئرپرسن، عبیدۃ الزہرا موسوی ایڈووکیٹ مشیر اعلیٰ، سیدہ بنت الھدیٰ جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر ارم ناز کیانی ایڈیشنل جنرل سیکرٹری، مسز نادیہ بدر مسز ایم ایچ جعفری سیکرٹری تنظیم، مسز بو علی مہدی، مسز گفتار صادقی، مسز حسین مقدسی، سیکرٹری مالیات، پروفیسر غلام صغریٰ ملک معاونین سیکرٹری مالیات، آپا حسین، منہاج علی سیکرٹری نشر و اشاعت، ام فروا سعید معاونین سیکرٹری نشر و اشاعت، مسز شفقت و ڈاکٹر سمیرا عباس سیکرٹری عزاداری، خانم قمر زہرا بنت علی موسوی، عنبرین، عاتکہ ذوالکفل نگران سکینہ جنریشن، مسز آمنہ ظفر معاونین سکینہ جنریشن، پروفیسر تحسین کبریٰ، مسز راجہ ذوالفقار نگران اعلیٰ ام البنین گرلز گائیڈ، مسز کائنات آصف کاظمی سینئر ڈپٹی نگران ام البنین گرلز گائیڈ، بنت موسیٰ موسوی، مسز عاصمہ ہمدانی ڈپٹی نگران ام البنین گرلز گائیڈ، زینب علویہ، شہر بانو نقوی، سلمیٰ نقوی، فاخرہ کربلائی، صائمہ نقوی، فروا صادقی معاونین گرلز گائیڈ، مسز عقیل نقوی سپریم کمانڈر ام البنین ڈبلیو ایف، مسز امجد نقوی سینئر ڈپٹی کمانڈر، مسز جابر نقوی ڈپٹی کمانڈر، توصیف زہرا صوبائی صدر پنجاب، ارم شہزاد کمانڈر صوبہ پنجاب، مسز وقار نقوی صوبائی صدر سندھ، مسز جاوید مٹھانی صوبائی کمانڈر سندھ، مسز لطف اللہ شاہ لکیاری ڈپٹی کمانڈر سندھ، مسز محمد علی ایڈووکیٹ صوبائی صدر، مسز سردار طارق جعفری صوبائی کمانڈر بلوچستان، مسز شبیر قزلباش ڈپٹی کمانڈر صوبہ بلوچستان، مسز سردار علی گل صوبائی صدر، قراۃ العین سعید صوبائی کمانڈر خیبر پختونخوا و نرگس جبیں ڈپٹی صوبائی کمانڈر خیبر پختونخوا، مسز مطلوب نقوی کمانڈر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، مسز ناہید شاکر ڈپٹی کمانڈر ضلع اسلام آباد، سدرہ نقوی معاون کمانڈر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، مسز تعظیم نقوی، تسنیم کربلائی، حریم رضا، آسیہ اقبال، کبریٰ فاطمہ ضلعی کمانڈر، سیدہ فرزانہ کاظمی صدر آزاد کشمیر، مسز ایمل فاطمہ صدر مجلس منتظمہ، زیب النساء مسز شہناز حیدری والدہ حسنین، مسز کربلائی، مادر شانی، تسکین کربلائی فروہ نقوی، مسز رباب نقوی والدہ مسیب کاظمی معاونات مرکزی مجلس منتظمہ، جبکہ تطہیر زہرا نقوی، مصباح طارق، ارم نقوی، ام اشعل نقوی، ملائکہ بتول اور ارم یورپ آسٹریلیا امریکہ و مشرق وسطیٰ میں کوآرڈینیٹرز ہوں گی۔ اس موقع پر انجمن دختران اسلام کی باڈی کا بھی اعلان کیا گیا جس کے مطابق پروفیسر صغریٰ ملک صدر، طاہرہ نسرین نائب صدر اور معاونین میں سردار بیگم، محترمہ پروین مشتاق، بیگم منشور مجتبیٰ، مسز مشتاق علی،، مسز ساجدہ امتیاز، مسز نادیہ فیاض، مسز آل رضا شامل ہیں۔ تنظیم کے مرکزی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے چیئرپرسن سیدہ ام لیلیٰ مشہدی نے نومنتخب عہدیداران کے ہمراہ اس عہد کا اعادہ کیا کہ اسلام کی عزت کو بام عروج تک پہنچانے والی خانوادہ نبوت و رسالتؐ کی باعظمت خواتین کے جادہ پر چلتے ہوئے دینی وملی اہداف کیلئے تمام تر توانائیاں بروئے کار لا کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا جائیگا۔

قطعہ

وہ پیاس جس کے پاؤں میں نہر فرات ہے
پانی سے منہ کو موڑے کوئی تو بات ہے
ان منزلوں کا راستہ پوچھو حسینؑ ہے
جینا جہاں پر موت ہے مرنا حیات ہے

یہود وہنود کو بچاؤ اور مسلمانوں کو لڑاؤ اور مرواؤ ثلاثہ گٹھ جوڑ کا انسانیت کش ایجنڈا ہے: حامد موسوی

عالمی سرغنہ تمام دہشتگرد گروپوں کا خالق ہے مسلم ممالک میں افراتفری وخانہ جنگی ہے جسکی وجہ سے مہاجرین کے مسئلے نے جنم لیا ہے

اسلام کیخلاف سازشوں میں مصروف یہودیوں کو خیبر میں جبکہ نصاریٰ کو میدانِ مباہلہ میں عبرتناک شکست کھانی پڑی۔ قائد ملت جعفریہ کا محفل نور سے خطاب

اسلام آباد (الموسوی نیوز) سپریم شیعہ علماء بورڈ کے سرپرستِ اعلیٰ وتحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے سربراہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں یہود اور جنوبی ایشیاء میں ہنود کو بچاؤ، انکی عزت بڑھاؤ اور مسلمانوں کو لڑاؤ اور مرواؤ ثلاثہ گٹھ جوڑ کا انسانیت کش ایجنڈا ہے جسکی تکمیل کیلئے مسلم ممالک کا مرحلہ وار گھیراؤ کیا جا رہا ہے، عالمی سرغنہ تمام دہشتگرد گروپوں کا خالق ہے جسکی وجہ سے مسلم ممالک میں افراتفری اور خانہ جنگی ہے جس سے مہاجرین کے مسئلے نے جنم لیا ہے، مسلم ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر انہیں تہس نہس کیا جا رہا ہے جن کی بحالی میں صدیاں درکار ہیں، مسلمانوں کو تختۂ مشق بنانے کیلئے آلہ کار اور پٹھو مسلم حکمرانوں کا سہارا لیا جا رہا ہے، دہلی کے قریب اخلاق احمد نامی مسلمان کو گائے کا گوشت استعمال کرنے پر بے انتہا تشدد کے بعد جان سے مار دینے والا ملک بھارت ایک محتاط اندازے کے مطابق گاؤ ماتا (گائے) کا 28 لاکھ ٹن گوشت دنیا بھر میں سپلائی کرتا ہے جو پرلے درجے کی منافقت ہے، دورِ نبویؐ سے اسلام کیخلاف سازشوں میں مصروف یہود ونصاریٰ یاد رکھیں کہ یہودیوں کو خیبر میں جبکہ نصاریٰ کو میدانِ مباہلہ میں عبرتناک شکست کھانی پڑی جو اسلام کی عالمگیر اور ابدی فتح تھی جسکا ڈنکا آج بھی بج رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمگیر ہفتہ ولایت کی مناسبت سے بدھ کو محفلِ نور سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ آقای موسوی نے باور کرایا کہ اسرائیل نے شام کو جبکہ بھارت نے پاکستان کو ہمیشہ اپنے لیے خطرہ گردانا ہے یہی وجہ ہے کہ اسرائیل نے عربوں پر جنگیں مسلط کیں، القدس پر اسکا غاصبانہ قبضہ اور حملے آج بھی حملے جاری ہیں، فلسطینیوں پر عرصہ حیات تنگ ہے جبکہ بھارت نے 65ء میں پاکستان پر جنگ مسلط کی، 71ء میں پاکستان کو دولخت کیا اور یہ سب کچھ عالمی سرغنے کے ایماء پر کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل و بھارت نے ہر قسم کے ہتھیاروں کے ڈھیر لگا رکھے ہیں، یہ دونوں بچھڑے اور گائے کے پجاری و پرستار ہیں، ان استعماری پٹھوؤں کے عوام کے ہاں بھوک وافلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، اقلیتیں غیر محفوظ ہیں، یہ دونوں ممالک ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کے مصداق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شام میں نبرد آزما مشرق وسطیٰ کے چار ملکی اتحاد نے عالمی استعمار کی نیندیں حرام کر دی ہیں کیونکہ انکے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں اور نیٹو ممالک تڑپ اٹھے ہیں جو روس سے شام پر حملے بند کرنے کے مطالبے کر رہے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عالمی سرغنے اور اسکے پٹھوؤں نے مسلمانوں کے متنازعہ مسائل کے فیصلے کرانے اور انکے حقوق دلوانے کیلئے کیا کیا ہے؟ اس وقت بھی مسجدِ اقصیٰ میں جھڑپیں جاری ہیں اور فلسطینیوں کو بری طرح مارا جا رہا ہے، اسی طرح کشمیریوں پر عرصہ حیات تنگ اور انکا قتل عام جاری ہے مگر اقوام متحدہ سمیت سب تماشائی ہیں۔ آقای موسوی نے کہا کہ جب سے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی برسر اقتدار آیا ہے ہرزہ سرائی پر اترا ہوا ہے جبکہ دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں فلسطین اور جنوبی ایشیاء میں کشمیر کے مسائل کے حل میں اقوام متحدہ حائل ہے جو استعماری لونڈی کا کردار ادا کر رہا ہے تا کہ شیطانی قوتوں کو مسلم ممالک میں مداخلت کا جواز فراہم ہوتا رہے، انکے کارخانے چلتے رہیں اور اسلحہ فروخت ہوتا رہے اور مسلمان عدم استحکام سے دوچار رہیں لہذا فلسطین وکشمیر کے مسائل اقوام متحدہ کی قراردادوں اور وہاں کے عوام کی امنگوں کے مطابق حل کرنا اور انہیں استصواب رائے کا حق دینا خطوں میں قیام امن کیلئے بنیادی ضرورت ہے ورنہ مسلم ممالک عرب وعجم عدم استحکام سے دوچار رہیں گے۔ قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا کہ ہمارا ازلی دشمن پاک چین راہداری معاہدے سے بے چین ہے جو آپریشن ضربِ عضب کو ناکام کرنا چاہتا ہے جبکہ پاکستان تمام ممالک میں پائیدار امن اور مسائل کے حل کا خواہاں ہے، اقوام متحدہ پر لازم ہے کہ وہ اپنا دوہرا معیار اور معاندانہ روش ترک کرے، مسلم ممالک میں جاری خانہ جنگی بند کروائے ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ شیطانی قوتیں بشمول اقوام متحدہ تیسری عالمی جنگ کیلئے کام کر رہے ہیں۔

جنرل راحیل شریف کبھی توسیع نہیں لیں گے آرمی چیف کی مدت کم از کم چار سال کردی جائے، آغا حامد موسوی

موجودہ آرمی چیف کا موازنہ جنرل مشرف و کیانی سے نہ کیا جائے، روس کی مضبوطی امریکی بدمست ہاتھی کو روکنے کیلئے ضروری ہے

ولایت کے بغیر دین نامکمل ہے ولایت علیؑ پر چلتے ہوئے اولیائے کرام نے دنیا بھر میں توحید کی شمعیں روشن کیں، محفل غدیر سے خطاب

اسلام آباد (الموسوی نیوز) سرپرست اعلیٰ سپریم شیعہ علماء بورڈ قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا ہے کہ جنرل راحیل شریف کا موازنہ جنرل مشرف و کیانی سے نہ کیا جائے وہ کبھی توسیع لینا پسند نہیں کریں گے ضرب عضب کو منطقی انجام تک پہنچانے کیلئے آرمی چیف کی آئینی مدت کم از کم چار سال کردی جائے، روس کی مضبوطی امریکی بدمست ہاتھی کو روکنے کیلئے ضروری ہے، امریکہ روس برطانیہ کی جنگوں کا اکھاڑہ مسلم ممالک ہیں تمام مسلم حکمران مفادات کے اسیر ہیں خون مسلم بہنے سے رکوانے والا کوئی نہیں، اگر کشمیر فلسطین کے مسائل بروقت حل ہوجاتے تو دنیا میں دہشت گردی کا مسئلہ کبھی پیدا نہ ہوتا، عرب و عجم اور شیعہ سنی تفریق امریکی سازش ہے مسلم ملکوں کی کشیدگی افسوسناک ہے، دنیا میں مہاجرین کے مسئلے کی سب سے بڑی وجہ امریکی پالیسیاں ہیں، سانحہ منیٰ پر طعنہ زنی سے اجتناب کیا جائے زخم خوردہ ملکوں پر مشتمل تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا جائے، پاکستانی وزیر مذہبی امور مہنگے ہوٹلوں میں ہزاروں ڈالر لٹانے کے اعتراضات کا جواب دیں صرف سعودیہ نہیں پاکستان سمیت متعلقہ ممالک بھی اپنے انتظامات کا جائزہ لیں، پاکستان بھارت دہشت گردی یقیناً بڑا مسئلہ ہے لیکن اس کا نشانہ بھارت نہیں پاکستان ہے جس کے 70 ہزار بے گناہ مارے گئے، جس طرح کشمیر کے بغیر پاکستان فلسطین کے بغیر عرب نامکمل ہیں ولایت کے بغیر دین نامکمل ہے ولایت علیؑ تکمیل دین کی معراج ہے جس کی روشنی لیکر اولیائے کرام نے برصغیر سے یورپ تک بغیر تلوار چلائے دلوں کو مسخر کیا اور طریقت مرتضویؑ پر چلتے ہوئے توحید کی شمعیں روشن کیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اعلان ولایت علی ابن ابی طالبؑ کی مناسبت سے محفل غدیر خم سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا کہ جب روس کے ساتھ امریکہ بڑی طاقت تھا توازن برقرار تھا پھر ایک سازش کے تحت روس کو شکست و ریخت سے دوچار کیا گیا اور عالمی سرغنے کو کھلی چھٹی مل گئی جس نے خوب ڈرامے رچائے، 24 اکتوبر 1945 کو اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا جسکا مقصد جارحیت کو روکنا اور متنازعہ مسائل کو حل کرنا تھا لیکن اس نے آج تک محض امریکہ کو بچانے اور بڑی طاقتوں کی لونڈی کا کردار ادا کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا، بڑے بش نے اتحادیوں کے ذریعے پہلے عراق کو کویت میں گھنسایا، پھر عراق کو تہس نہس کیا جبکہ دوسرے بش نے افغانستان میں اسامہ کا ڈرامہ رچا کر پاکستان کو فرنٹ لائن پر لا کر افغانستان کو تباہ کیا۔ لیبیا، صومالیہ، شام اور یمن کی اینٹ سے اینٹ بجائی گئی اور پٹھو مسلم حکمرانوں کے ذریعے مختلف ممالک میں مداخلت کیلئے جواز پیدا کیے۔ اگر امریکہ اپنے اتحادیوں کے ذریعے ممالک میں مداخلت کرسکتا ہے تو روس کو اس کام سے کیسے روک سکتا ہے۔ آغا موسوی نے کہا کہ تمام بڑی طاقتیں جب چاہیں، جہاں چاہیں جارحیت کرکے اپنے لیے مداخلت کا جواز پیدا کرتی ہیں دنیا میں جتنے بحران پیدا کیے گئے ان کا اصل مرتکب اور بڑا مجرم امریکہ ہے اگر وہ مداخلت کرکے ممالک کو تہس نہس نہ کرتا تو آج دنیا میں مہاجرین اور پناہ گزینوں کا سب سے بڑا بحران پیدا نہ ہوتا۔ جسکی وجہ سے پوری پریشان اور مہاجرین کا کوئی پرسانِ حال نہیں جبکہ مسلم ممالک خود نگا و فساد سے دوچار ہیں اور کوئی مہاجرین کو پناہ دینے کو تیار نہیں، اگر امریکہ اتحادیوں کے ذریعے مسلم ممالک میں مداخلت کرسکتا ہے تو روس کو ایسا کرنے سے کیسے باز رکھ سکتا ہے۔ بڑی طاقتوں نے ایک نیا خوفناک سلسلہ شروع کردیا ہے جسکے تحت گروہی اختلافات اور مسلم فرقوں کو آمنے سامنے لانے اور عرب و عجم میں تفریق پیدا کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں جس کیلئے ایران، عراق، شام اور روس پر مشتمل چار ملکی اتحاد بنایا گیا ہے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ روس، امریکہ، برطانیہ، جرمنی سب کا ٹارگٹ مسلمان ہیں لیکن وہ آپس کے اختلافات، ذات، جماعت حکمرانی کے حصول اور اسکے بچاؤ میں الجھے ہوئے ہیں۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا کہ سانحہ منیٰ پر پوری انسانیت اور عالم اسلام رنجیدہ ہے جس کیلئے ہماری تجویز ہے کہ زخم خوردہ ممالک کے نمائندوں پر مشتمل تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا جائے جسکی سربراہی بیشک سعودیہ کے پاس ہو اور کمیشن کی رپورٹ سے قبل الزام تراشی اور طعنہ زنی سے اجتناب کیا جائے کیونکہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ابن ملجم کو حملے سے قبل کچھ نہیں کہا اور ارتکاب جرم سے پہلے جرم کی سزا نہ دینے کا آفاقی اصول دیا۔ سانحہ منیٰ میں شہید، زخمی اور لاپتہ ہونیوالے حجاج کے ممالک کے سفارتخانوں کی کارگزاری کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے۔ آقای موسوی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کے وزیر مذہبی امور نے لاکھوں ڈالر کے اخراجات کے عوض سعودیہ کے مہنگے ترین ہوٹل میں قیام کیا لہذا تمام ممالک کے سفارتخانے اور ارباب

اقتدار سانحہ منیٰ کے حوالے سے جوابدہ ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی قابل افسوس ہے کہ بعض مسلم ممالک اپنے سفارتکاروں کو ایک دوسرے کے ممالک سے واپس بلا رہے ہیں جبکہ کفر متحد اور ہم منتشر ہیں، مسلم حکمران عوام دوست نہیں جن کے غیر ممالک میں بے انتہا خزانے ہیں اور عوام کا کوئی پرسان حال نہیں۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان کے ایٹمی قوت اور بہادر و جری افواج ہونے کی وجہ سے دشمن پریشان حال ہے، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم نے چار نکاتی امن فارمولہ اس کے سامنے پیش کیا جو خود سارے مرض کا سبب ہے کیونکہ اس عالمی ادارے نے مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان، سکاٹ لینڈ اور بعض دیگر مقامات پر تو استصواب رائے کروادیا لیکن کشمیر و فلسطین کے مسائل اپنی قراردادوں اور وہاں کے عوام کی امنگوں کے مطابق حل نہ کروانے کا وہ خود مجرم ہے۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا کہ بھارتی وزیر اعظم مودی کی جانب سے پاکستان کے امن فارمولے کو مسترد کرنا راہِ فرار اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ بھارت کا دہشتگردی کے یک نکاتی فارمولے سے مذاکرات کو مشروط کرنا روایتی پاگل پن ہے کیونکہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ بھارت کا کچھ نہیں بگڑا جبکہ پاکستان کو دہشتگردی کے گھناؤنے سانحات میں 90ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، دس سے پندرہ ہزار سکیورٹی اہلکار شہید ہو چکے ہیں اور دنیا پر واضح ہوگیا ہے کہ افغانستان اور چولستان میں بھارتی قونصل خانے دہشتگردی کے اڈے ہیں۔ جنوبی ایشاء کے خطے میں بدامنی کا سب سے بڑا سبب مسئلہ کشمیر ہے جسے حل کیے بغیر امن کا خواب پورا نہیں ہوسکتا۔ اگر کشمیر و فلسطین کے مسائل حل ہوجاتے تو دہشتگرد پیدا ہی نہ ہوتے۔ اقوام متحدہ، بڑی طاقتیں یہود و ہنود اگر یہ مسائل اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے پر رضامند ہوجائیں تو یہ دونوں خطے امن کا گہوارہ بن سکتے ہیں اور خوشگوار تعلقات کو ممکن بنایا جاسکتا ہے اور اسلحے کی دوڑ میں سرمایہ خرچ کرنے کی بجائے عوام کی غربت کو دور کیا جاسکتا ہے۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا کہ اسلام کی بنیاد اور اساس پانچ چیزوں پر مشتمل ہے جن میں اہم ترین ولایت ہے۔ رسولؐ خدا نے آخری حج کے موقع پر خم غدیر کے مقام پر اعلان ولایت علیؑ فرمایا جو تکمیل دین کی معراج ہے جسکے بغیر اسلام اسی طرح ادھورا ہے جس طرح کشمیر کے بغیر پاکستان اور فلسطین کے بغیر عرب نامکمل ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ افواجِ پاکستان کا آپریشن ضربِ عضب ضربِ ذوالفقار حیدریؑ ہے جسکے ذریعے وطن عزیز امن کا گہوارہ بنے گا اور دہشتگرد نیست و نابود ہوجائیں گے۔ پوری قوم عساکر پاکستان کی پشت پر کھڑی ہے اور مادر وطن کے تحفظ کیلئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا جائیگا۔

اسوہ امیر المومنینؑ مینارِہ نور، ولایت علیؑ قبول عبادات کی ضمانت ہے: کرنل (ر) سخاوت کاظمی

مشکلات سے دوچار عالم اسلام کو راہِ علیؑ اختیار کرنا ہوگی

راولپنڈی (الموسوی نیوز) قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اعلان کے مطابق۔ راولپنڈی میں مجلس فروغ حسینیت کے زیر اہتمام باب العلم اکیڈمی میں خصوصی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے ایڈیشنل سیکرٹری جنرل کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کا پاکیزہ کردار صحیح معنوں میں مینارِ نور اور ولایت علیؑ قبول عبادات کی ضمانت ہے۔ انہوں نے باور کرایا کہ عظمتِ امیر المومنینؑ کی انتہا کو پانا ممکن نہیں کیونکہ رسالت مآب کا فرمان ذیشان ہے کہ علیؑ کو نہیں پہچانا کسی نے سوا اللہ کے اور اسکے رسولؐ کے لہذا پوری کائنات میں اقرار توحید و رسالت کے بعد اقرار ولایت علیؑ لازم و ملزوم ہے یہی ایمان کی اساس ہے اور اسی میں سب کیلئے راہِ نجات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ولایت علیؑ معراج انسانیت کی ضامن ہے اور اسکے بغیر کائنات کی رونقیں بیکار اور عبادتیں بے ثمر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ولایت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہمارے عقیدے کی جان ہے اور امیر المومنین کا یہ اصول کہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے دوست بن جاؤ پوری انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج عالم اسلام اگر ایک مرتبہ پھر پوری دنیا پر نشات ثانیہ چاہتا ہے تو راہِ علیؑ اختیار کرنا ہوگی کیونکہ یہی اصل و اساس دین ہے اور اسکے بغیر دین مکمل نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ولایت علیؑ تمام عبادتوں کی روح ہے اسکے بغیر مومن کا ایمان اور مسلمان کا اسلام مکمل نہیں۔ کرنل (ر) کاظمی نے واضح کیا کہ حضرت علیؑ شیر خدا وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کا تمام مذاہب احترام کرتے ہیں کیونکہ آپ نے تمام انسانوں کی مشکل کشائی کی اور اب بھی مشکلات میں سب علیؑ کو پکارتے ہیں۔ انہوں نے دہشتگردوں کی کمر توڑنے والے افواجِ پاکستان کے سپوتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپریشن ضرب عضب کی کامیابی یقینی ہے اور پوری قوم کی دعائیں عساکر پاکستان کیساتھ ہیں۔

کربلا اخلاص عمل زہد و تقوی، خداو رسول شناسی کی عظیم درسگاہ ہے: حامد موسوی

حضرت امام حسینؑ کا تعلق کسی مخصوص مکتب، مذہب یا فرقے سے نہیں، ہر باضمیر انسان بارگاہِ مظلوم کربلا میں مغموم دکھائی دیتا ہے

ایڈیشنل سیکرٹری جنرل کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی کے سرکردگی میں ٹی این ایف جے کی مرکزی محرم کمیٹی عزاداری سیل کا قیام

اسلام آباد (الموسوی نیوز) سپریم شیعہ علماء بورڈ کے سرپرستِ اعلیٰ و تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے سربراہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا ہیکہ کربلا اخلاص عمل زہد و تقوی، خدا شناسی، رسول شناسی کی عظیم درسگاہ ہے، امام عالی مقام نے اپنی لازوال اور بے مثال قربانی دیکر اسلام کو بچایا جبکہ بنی امیہ اور بنو عباس نے جاہ طلبی، شکم پروری کیلئے شریعت کا ہتھکنڈہ استعمال کیا اور اپنی سیاہ کاریوں کو اسلام ظاہر کرنے کیلئے درباری علماء کا سہارا لیا، مال و دنیا کے طمع و لالچ کیلئے الہیٰ احکامات کا مذاق اڑایا جن کیخلاف نواسہ رسولؐ نے قیام فرمایا۔ محرم الحرام ایام عزا کے آغاز پر اپنے خصوصی پیغام میں انہوں نے کہا کہ تسلیم و رضا کی لازوال داستان کربلا کو دہرانا اور خاص طور پر محرم الحرام میں اسکا تذکرہ کرنا دینی فریضہ ہی نہیں بلکہ انسانی اقدار اور اخلاقی فضائل و کمالات کی حیات کا ضامن بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امامؑ عالی مقام کا تعلق کسی مخصوص مکتب، مذہب یا فرقے سے نہیں بلکہ ہر باضمیر انسان بارگاہِ مظلوم کربلا میں مودب اور مغموم دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے روزِ عاشورہ اپنے 72 جانثاروں، دل کے پاروں کو اسلام کے تقدس کی خاطر قربان کر دیا اور اُس پر آنچ نہ آنے دی، یہاں تک کہ فاسق و فاجر کے ہاتھ میں اسکی زمام دینا بھی گوارا نہیں کیا اور اس کیخلاف آوازِ حق بلند کر کے شعائر اللہ کے احترام کا تا قیامت سلیقہ سکھا دیا۔ انہوں نے اس عہد کا اظہار کیا کہ نقش پائے حسینؑ پر گامزن ہو کر ظالم سے بیزاری اور مظلوم کی حمایت کیلئے عملی جدوجہد جاری رہے گی۔ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے ڈیرہ غازی خان کے علاقے تونسہ شریف میں مسلم لیگ ن کے رکن قومی اسمبلی امجد کھوسہ کے ڈیرہ پر خودکش دھماکے کی پرزور مذمت کرتے ہوئے بھاری جانی نقصان پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ازلی دشمن کے زخمی دہشتگرد بھیڑیوں کی کارستانی قرار دیا ہے کیونکہ آپریشن ضرب عضب نے چھکے چھڑا رکھے ہیں لہذا ہمارے ضابطہ عزاداری پہلی شق کے تحت حکومت نیشنل ایکشن پلان پر مکمل عملدرآمد کو یقینی بنانے کیلئے اسلام آباد اور پنجاب میں فوری سرچ آپریشن کرے، عوام خود بھی چوکنا رہیں اور عساکر پاکستان کی ہر مقام اور ہر موقع پر پشت پناہی کرے۔ دریں اثناء قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے ٹی این ایف جے کے ایڈیشنل سیکرٹری جنرل کرنل (ر) سید سخاوت حسین کاظمی کو مرکزی محرم کمیٹی عزاداری سیل کا کنوینر نامزد کیا ہے۔ جبکہ سید علاحیدر سیکرٹری، سید بو علی مہدی ایڈیشنل سیکرٹری، سید قاسم الحسینی، حاجی مختار شاہ، سید اجمل حسن، ایم اے بلوچ اور محمد علی بخاری ڈپٹی سیکرٹری ہوں گے۔

اقوام متحدہ کی پالیسی بڑی طاقتوں اور غریب ممالک کے لئے الگ الگ ہے: حامد موسوی

چارملکی اتحاد سے شیطانی قوتوں کی بے چینی بڑھ گئی ہے کیونکہ انکا مقصد عربوں پر اسرائیل کی بالادستی قائم کرنا، اسے محفوظ رکھنا ہے

پاکستان کی بقاء دو قومی نظریے میں مضمر ہے، یوم مباہلہ اسلام کی نصرانیت پر عظیم فتح کی یادگار ہے

اسلام آباد (الموسوی نیوز) سپریم شیعہ علماء بورڈ کے سرپرستِ اعلیٰ و تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے سربراہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی پالیسی بڑی طاقتوں اور غریب ممالک کے لئے الگ ہے جس کے ذریعے بڑی طاقتوں کو مداخلت کا جواز فراہم کرنا ہے، چارملکی اتحاد سے شیطانی قوتوں کی بے چینی بڑھ گئی ہے کیونکہ انکا مقصد عربوں پر اسرائیل کی بالادستی قائم کرنا، اسے خطرات سے محفوظ رکھنا ہے، دنیائے انسانیت کیلئے ثلاثہ گٹھ جوڑ بڑا خطرہ ہے، اقوام متحدہ اپنی ساکھ کی بحالی کیلئے مسلم ممالک سے عالمی طاقتوں کے انخلاء کو یقینی بنائے، مہاجرین کا بحران حل کرے، مسئلہ کشمیر و فلسطین اپنی قراردادوں، انکی امنگوں کے مطابق حل کروائے تا کہ وہاں کی عوام امن و سکوں کیساتھ زندگی بسر کر سکیں، پاکستان کی بقاء دو قومی نظریے میں مضمر ہے، مسلمان اپنے عظیم ترین ایام غدیر و مباہلہ کو فراموش کرنے کی وجہ سے مسائل و مصائب کا شکار ہیں، یوم مباہلہ اسلام کی نصرانیت پر عظیم فتح کی یادگار ہے۔ ''یوم مباہلہ'' کی مرکزی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے آقای موسوی نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان کا وجود میں آنا، دو قومی نظریہ

کا اساس بننا، 71 کی جنگ میں پاکستان کا دولخت ہونا، اندرا گاندھی کا نظریہ پاکستان کو نقصان پہنچانا، اسے خلیج بنگال میں ڈبو دینے کا اعلان اور ایٹمی دھماکے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ازلی دشمن نے پاکستان کو آغاز ہی سے تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندو بنیاء شروع ہی سے پاکستان کو شکست وریخت سے دوچار کرنے پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہا ہے، موجودہ بھارتی وزیر اعظم مودی نے بنگلہ دیش میں سینے پر ہاتھ رکھ کر پاکستان توڑنے کا اعتراف جرم کیا، آئے دن کی ہرزہ سرائی اس کا محبوب مشغلہ ہے، دھمکیاں اور اشتعال انگیزیاں وطیرہ بن چکا ہے امریکہ سمیت مختلف ممالک کے ساتھ معاہدے کرتا رہتا ہے، ہتھیاروں کے انبار لگا رہا ہے حتیٰ کے اقوام متحدہ میں پیش کردہ وزیر اعظم پاکستان کے چار نکاتی امن فارمولے کو بھارتی وزیر خارجہ نے دہشت گردی کے ایک نکاتی ایجنڈے کی بہانہ بازی کر کے مسترد کر دیا ہے۔ آقای موسوی نے کہا کہ بھارت سب کچھ عالمی سرغنے کے اشاروں پر کر رہا ہے کیونکہ شیطانی قوتیں جنوبی ایشیاء کے خطے میں پاک چین اکنامک کوریڈور معاہدے، آپریشن ضرب عضب کو سبوتاژ کرنے پر پورا زور لگا رہی ہیں لہذا حکومت پاکستان سوجھ بوجھ سے کام لے، سنجیدگی کیساتھ حالات کا جائزہ لیکر خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور پاکستان، چین، روس اور ایران پر مشتمل نیا اتحاد تشکیل دیا جائے کیونکہ امریکہ نا قابل اعتماد اتحادی ہے جس نے پاکستان نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ ضائع نہیں جانے دیا، نائن الیون کے بعد فرنٹ لائن اتحادی بننے کے نتیجے میں پورا پاکستان زخموں سے چور چور ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی طاقتیں ذہن نشین رکھیں کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں، کشمیریوں کی امنگوں کے مطابق حل ہوئے بغیر یہ خطہ امن کا گہوارہ نہیں بن سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 12 تا 22 اکتوبر اقوام متحدہ کی سالگرہ کے موقع پر مسائل حل کر کے اپنی ساکھ بحال کرے کیونکہ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان میں استصوب رائے کرا دیا گیا ہے لیکن کشمیر و فلسطین کے مسائل 70 سال سے لٹکا رکھے ہیں جو اسکی معاندانہ روش کی دلیل ہے۔

سبیلِ اشک

شاعر اہل بیتؑ جناب سبز علی شہزاد کا مجموعہ کلام منظر عام پر آ گیا ہے۔

ملنے کا پتہ:
افتخار بک ڈپو لاہور۔
امام بارگاہ آلِ سادات محلہ باقر شاہ، پشاور شہر۔

حکومت پاکستان اور عالمی ادارہ صحت سے سند یافتہ

AL-AZIZ OPTICS

العزیز آپٹکس

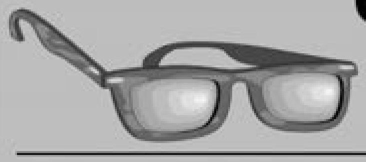

ہر قسم کے نظر دھوپ کے چشمے کنٹیکٹ لینز اور سلوشن دستیاب ہیں۔

آنکھوں کا معائنہ بذریعہ Retinascopy مفت کیا جاتا ہے۔

:2650505

بالمقابل شیل پمپ مین گلبہار نمبر 1 پشاور شہر

الماس ہوٹل

کشادہ ہوادار کمرے، فیملی روم، اٹیچ باتھ اور جدید سہولتوں سے آراستہ

پروپرائیٹر:
ولایت حسین

میونسپل کارپوریشن پلازہ نزد کابلی گیٹ قصہ خوانی بازار پشاور۔ فون:2568979

Gohar & Company

Superior Science College Road, Dir Colony Peshawar.

گوہر کی ٹھیک ٹھاک اعلی
نام لے کر طلب کریں

گوہر اینڈ کمپنی

پروپرائیٹر:
اختر حسین

سپیریئر سائنس کالج روڈ، دیر کالونی پشاور فون: 2573540, 213540

قارئین کرام کی خصوصی توجہ کیلئے

ماہنامہ ''الموسوی'' پشاور کا محرم نمبر 1437ھ پیش خدمت ہے، براہ کرم اسے وصول فرما کر اپنی آراء سے مستفید فرمائیں۔ عالیجاہ! عرض خدمت ہے کہ اس موجودہ کمرتوڑ اور منہ زور مہنگائی کے عالم میں جب کہ ہر چیز مہنگی ہوتی جارہی ہے، بلکہ ڈاک کے ریٹ بھی چار گنا بڑھا دیئے گئے ہیں ان حالات میں کسی مذہبی پرچہ کو نکالنا اور چلانا انتہائی مشکل ترین کام ہے، بہر نو ادارہ ''الموسوی'' اس کو خالصتاً عبادت اور دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع کر رہا ہے، لہذا اس ضمن میں اپنے سرپرست حضرات اور معاونین سے التماس ہے کہ آپ اس جریدہ کو اپنے حلقہ احباب میں متعارف کرائیں، نیز اپنا مذہبی اور دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اس کا نیا خریدار بھی بنائیں، تاکہ ادارہ بہتر سے بہتر انداز میں اس کی اشاعت جاری رکھ سکے۔ ''الموسوی'' کا سالانہ چندہ مبلغ -/300 روپے ہے، خداوند متعال بطفیل محمدؐ و آل محمدؐ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین)

منیجنگ ایڈیٹر

ماہنامہ الموسوی پشاور

نمائندگان

1) شفقت علی ترابی......راولپنڈی 0302-5345736

2) سید اخلاق حسین نقوی...... جہلم 0300-5412131

3) خبیر عادل موسوی......چکوال 0333-5921260

4) ضمیر جاوید خان ایڈووکیٹ......بھکر 0333-6841602

5) خورشید جعفری......کراچی 0300-3495871

6) برکت علی جعفری......لاڑکانہ 0331-3933340

7) رانا نذر علی......فیصل آباد 0333-6782405

رجسٹرڈ نمبر:443

پبلشر و ایڈیٹر

آغا عباس علی کیانی

ماہنامہ الموسوی پشاور

زر سالانہ -/300
قیمت فی شمارہ -/50

فون + فیکس 091-2552710 Email:almoosavi.news@gmail.com

پبلشر آغا عباس علی کیانی نے زمان پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الموسوی محمد علی جوہر روڈ پشاور سے شائع کیا۔

اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسینؑ

السلام علیک یا ابا عبد اللہ الحسینؑ ایھا الشہید

عزاداری سید الشہداؑ مظلومین کی محافظ اور ظالمین کے خلاف پرامن، موثر ترین احتجاج ہے
(فرمان قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی)

پروگرام مجالس امام عالی مقامؑ برائے خواتین

2015ء بمطابق 1437ھ

یکم محرم الحرام تا ۸ ربیع الاول بوقت :10:00 بجے صبح

بمقام
مرکزی مسجد و امام بارگاہ جامعۃ المرتضیٰ
G-9/4 اسلام آباد

زیر اہتمام

ام البنین ڈبلیو ایف، انجمن دختران اسلام (رجسٹرڈ)، سکینہ جنریشن، گرلز گائیڈ

فون نمبرز
0335-5129992, 0300-5205370
0307-5145959, 0333-5515592
www.uwf.org.pk

اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسینؑ

سالانہ پروگرام

ربیع الاول	جشن عید شجاع و محفل صادقینؑ
26 ربیع الاول	یوم الحزن وفات حضرت ابوطالبؑ (برآمدگی تابوت)
ربیع الثانی	جشن عالمگیر یوم عسکری بسلسلہ ولادت امام حسن عسکریؑ
جمادی الاول	جشن امام زین العابدینؑ (ہفتہ عظمت محمد وآل محمدؐ)
جمادی الثانی	عالمی عشرہ عزائے فاطمیہؑ (شہادت حضرت فاطمۃ الزہراؑ)
13 جمادی الثانی	یوم مادر عباس باوفاؑ (وفات حضرت ام البنین)
20 جمادی الثانی	عالمی ایام حرمت نسواں
یکم تا دس رجب	عالمی عشرہ اجر رسالتؐ
13 رجب المرجب	عالمی جشن مرتضویؑ
15 رجب المرجب	یوم شریکۃ الحسینؑ (شہادت حضرت زینبؑ)
25 رجب المرجب	عالمگیر ایام باب الحوائج (شہادت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
شعبان	جشن ہفتہ ولائے محمدؐ و آل محمدؐ و عالمگیر ایام عدل
10 رمضان	یوم الحزن وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ۔ مجلس و تابوت
15 رمضان	محفل یوم امن بسلسلہ ولادت حضرت امام حسن مجتبیٰؑ
21 رمضان	عالمی ایام عزاء (شہادت امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالبؑ)
8 شوال	عالمگیر یوم انہدام جنت البقیع
شوال	عالمی عشرہ صادق آل محمدؐ (مجلس و تابوت شہادت امام جعفر صادقؑ)
ذیقعد	عالمی یوم عظمت نسواں (جشن ولادت حضرت معصومہ قمؑ)
ذیقعد	عالمی یوم ضامنؑ (جشن ولادت حضرت امام علی رضاؑ)
23 ذیقعد	ایام عزاء (شہادت امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ)
29 ذیقعد	ایام تقویٰ (شہادت امام محمد تقی الجوادؑ)
ذوالحجہ	یوم باقر العلوم (شہادت امام باقرؑ)
ذوالحجہ	یوم سفیر حسینیتؑ (شہادت حضرت مسلم بن عقیل و فرزندان)
ذوالحجہ	عالمگیر ہفتہ ولایت (جشن غدیر و مباہلہ)

شب جمعہ تلاوت حدیث کساء کا اہتمام کیا جاتا ہے

السلام علیک یا ابا عبداللہ الحسین

یکم محرم تا ۸ ربیع الاول ۱۴۳۷ ہجری ۲۰۱۵

مجالس عزاء برائے خواتین

بوقت: 10:00 بجے صبح (پابندی وقت کا خیال رکھا جائے)

بمقام: مرکزی مسجد و امام بارگاہ جامعۃ المرتضیٰ G-9/4 اسلام آباد

خطیبہ آل نبی سیدہ بنت علی موسوی

سیدۃ الذاکرات طاہرہ بلقیس بخاری، سیدہ بنت الہدیٰ موسوی، طاہرہ بتول حیدری، سیدہ قمر زہرا نقوی (قائداعظم)،

خطیبہ سیدہ کرن عابدی، خطیبہ نزہت نقوی، ڈاکٹر فرزانہ نقوی، پروفیسر پروین زیدی، سیدہ زینب علویہ،

خطیبہ شہزادی ترقیہ آپا سیدہ حسین، سز قرۃ العین، پروفیسر تحسین کبریٰ، ثمینہ سلمان، حافظہ نیلوفر زوار، گوہر فاطمہ

سوز و سلام: سیدہ تہذیب زہرائی، ڈاکٹر خانم زہرا گل (گولڈ میڈلسٹ، ترجمان سابق ایرانی سفیر)، زوار شاہ حنفیظہ، ذاکرہ ملائکہ غفار و خواہران، پروین مشتاق، نظیفہ خاتون، سیدہ نقوی، انجم نگہت، فرحت فاطمہ، شگفتہ بخش و ہمنوا، عابدہ نقوی و خواہران، صائمہ نقوی، سارہ نصرت نایاب، تبسم قمر، سیدہ ساجدہ نقوی، ام فروہ سعید (پشاور)، سارہ جبین و دختران، سیدہ ام رباب، ثانیہ نقوی (دیہ)، ذاکرہ حنا ثانیہ، کرن رباب، فروہ نسرین

تلاوت: رئیسۃ الحفاظ زینب علویہ، عمدۃ الحفاظ سیدہ بنت موسیٰ موسوی، سیدہ شہربانو نقوی، قاریہ منہاج علی

فرائض نظامت: لواء زینب کاظمی، ابتہاج زینب کاظمی، ریتاج فاطمہ موسوی، سیدہ شذرہ بتول موسوی، سیدہ حاسن بتول موسوی، پروفیسر غلام صغریٰ، طاہرہ نسرین، ایمل فاطمہ، مسز مطلوب نقوی، مسز فروہ عقیل، مسز نادیہ بدر، مسز بو علی مہدی، مسز منشور مجتبیٰ، شہناز کوثر، نسیم خلیل، غزالہ نقوی، ناہید شاکر، سیدہ سلمیٰ نقوی، فروہ صادق، کائنات کاظمی، عائشہ ذوالکفل، ساجدہ امتیاز، فاخرہ کربلائی، مسز مشتاق علی، تسکین کربلائی، فاطمہ بنت عقیل، سیدہ زیب النساء، سدرہ نقوی، عاصمہ ہمدانی، مسز جابر نقوی، آصفہ خلیل، ڈاکٹر سمیرا عباس، ابریز فاطمہ، حنا شاہ نقوی، جمانہ بتول

دعوت شمولیت: لبیک لبیک لبیۃ العرین

شعائر اللہ اور دین و وطن کے تحفظ و پاسداری کیلئے خواتین اور بچیاں ام البنین ڈبلیو ایف، سکینہ جنریشن و گرلز گائیڈ میں شمولیت اختیار کر کے دینی و ملی بیداری کا ثبوت دیں

برآمدگی تبرکات: ۵ محرم گہوارہ شہزادہ علی اصغرؑ، ۶ محرم تابوت شہزادہ علی اکبرؑ، ۷ محرم مہندی شہزادہ قاسمؑ (۳ بجے شام)، ۲۵ محرم تابوت امام زین العابدینؑ، ۱۲ اور ۱۰ صفر علم غازی عباسؑ، ۶، ۱۳ صفر تابوت شہزادی سکینہؑ، ۱۷ صفر تابوت امام علی رضاؑ، ۲۰ صفر چہلم تابوت امام حسینؑ (زیارت اربعین بھی پڑھائی جائیگی)، ۲۳ صفر تابوت حضرت زینبؑ، ۲۷ صفر تابوت حضرت امام حسنؑ، ۲۸ صفر تابوت رسول خداؐ، ۲ ربیع الاول علم و ذوالجناح، ۳ ربیع الاول تابوت فاطمہ صغریٰ، ۸ ربیع الاول تابوت امام حسن عسکریؑ

6 ربیع الاول: سالانہ پرسہ داری (مردانہ ماتمی احتجاج) باب فضہؑ بمقام جامعۃ المرتضیٰ اسلام آباد

زیر اہتمام:

ام البنین ڈبلیو ایف پی، سکینہ جنریشن و گرلز گائیڈ، انجمن دختران اسلام

مرکزی مسجد و امام بارگاہ جامعۃ المرتضیٰ G-9/4 اسلام آباد www.uwf.org.pk

فون نمبرز: 0300-5205370, 0335-5129992, 0333-5515592, 0301-8806058

مفت قانونی مشورہ کیلئے رابطہ: موسویان لاء ایسوسی ایٹس F-8 مرکز اسلام آباد

0300-9887212, 0300-8351472، ای میل: moosviyan@gmail.com